تاریخ اودھ

جلد دوم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودھ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علی شاہ
تحقیق مستند واقعات من اولہ تا آخرہ

مرتبہ

جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی
محمد عبد الرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان محدث مدرس اعلیٰ
فارسی اسٹیٹ ہائی اسکول اودے پور
مؤلف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء
نامی مطبع مطلع العلوم مراد آباد میں الحسن ابن علی پرنٹر و پبلشر نے چھپایا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اورناونکو	اوراونکا لوٹے دار تیرہ توپ کی جگہ
۸۸	۱۵	توپخانہ واسباب بیشمار	توپخانہ واسباب بیشمار متعلقات کے سفر مین اونکے
۸۸	۱۸	اور ۲۲ ہاتھی	اور ۲۲ ہزار بندوقچیون
۸۸	۱۹	برق انداز چو	برق انداز چوب بلقان
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سوارکے حسبقدر	سوارکے سوا جسقدر
۸۹	۶	حسام اللہ خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شاہ عالم بینی گنج	شاہ عالم سینی گنج
۹۵	۱۱	پچاس لاکھ	پچاس لاکھ روپے
۹۷	۲۴	سفر یا خرچ	سفر یا مرگیا
۹۹	۲۴	سفر دیکر	سفر دیکر رخصت کردیا چو
۱۰۰	۱۰	کچھ کھانا	کچھ کھانے کو منگاتے
۱۰۰	۱۱	انہا استراحت	وہین استراحت
۱۰۶	۷	اوسمے لورسے	اوسمے پلٹن مین
۱۰۹	۱۴	واگرایا ستیغہ زنگ	واگر یا ستیغہ و تفنگ
۱۰۹	۱۳	اورکچہ نہین ہوتا	اورکچہ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۳۰	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	چودہ کہنٹے تہے	چودہ کہنٹے تہے سوکرتی تہی
۱۱۴	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجہا کہ
۱۱۶	۱۴	اور وہ سے	اور وہ آسے
۱۲۴	۱۱	عذر پیش کرکے	عذر پیش کیا حافظ صاحب مجہے تیرہ ہزار روپیہ اونکی پاس بہی باقی ہیچ جسنے اونکی سعی کا عذر پیش
۱۲۸	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱۰	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپیے دیتے	روپیے دیتے تھے
۱۳۳	۱۱	اور شاہ بہی	اور شاہ مدن بہی
۱۳۳	۴	اوسکے لیے	اوسکے بیٹے کے لیے
۱۴۴	۸	اوس لئے آمد آمد	اوس نے توقف آمد آمد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۳	۱۳	بسنت کو کمیو	بسنت کو مع کمیو
۱۳۸	۹	اوسکو لیا تہا	اوسکو روک لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا صفائی	مرزا رضائی
۱۴۳	۲۰	پیلی بہیت	پیلی بہیت تک
۱۴۵	۲	اس باب مین ٹہیرا تہا	اس باب مین نہ ٹہیرا تہا
۱۴۶	۲۰	وصول ہوا	وصول نہ ہوا تو
۱۴۷	۱۵	علانیہ پیلی بہیت	علانیہ اوس مین
۱۴۸	۱۱	اور نواب مستقیم خان	اور نواب نے مستقیم خان
۱۵۰	۱۵	تمام ضلع	تمام حکام ضلع
۱۵۲	۸	رخصت کرکے دیدی	رخصت کرکے آپ بہی کمر [illegible]
۱۵۴	۱	اوجاؤن اورکلیہ	اوجاؤن اور کابہ
۔	۲	بلا سیو اوبہیر	بلا سیورا در سیہر
۱۵۷	۱۸	جیساکہ حاکم کے	جیساکہ نہیم حاکم کے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیجدیا کرتا تہا	بہیجا کرتا تہا
۱۶۳	۷	وصلوۃ تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سینہ مین	گیارہ سو سینہ مین
۱۶۵	۱۴	سینی بیگم	سیتی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا ہزرگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی مین	مصطفوی خان مین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اورنگ	بہادر شاہ مین اورنگ
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نافرمانی	نافرمانی مین
۱۷۳	۸	عہد مین بعہدہ	عہد مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتاہے اور مجدالدولہ	کرتا ہے اور مختارالدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۶	بسواڑہ کی عطا	بسواڑہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستی سے آئے	جس راستے سے گئے تھے اوسی راستے سے لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ درست کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان وحسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر بیگ نے
۲۴۸	۱۹	ازین عقد فرخ دلم شاد شد	ازین عقد فرخ دلم شاد شد کہ این قاعدہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی ایسے ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنر دکی	گورنر کی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
"	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
۲۵۱	۱۹	اور مرزا اور نہ	اور بڑے مرزا اور نہ
۲۵۲	۲۰	انگریزون خفنہ	انگریزون سے خفنہ
۲۵۲	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۴		کی خوشی	جسکی خوشی
۲۵۴	۱۰	باقی جماعت	باقی ہوتی جماعت
۲۵۵	۴	فاتر وزیر گر	فاتر وزیر گر
۲۵۶	۸	بھاگ گئے ہوتی اور شہردار	بھاگ گئے ہوتی سپاہی اور شہردار
۲۵۶	۲۰	گرفتند آن دہ	گرفتند آن درہ
"	۲۴	نام خفیا چور	نام خفیا چور
۲۵۸	۱۲	جسکہ متفقہ	جسکہ اسکے متفقہ
۲۵۹	۱۲	لشکر کے شہنے	لشکر کے شحنے
۲۶۰	۳	صید خان	صید خان کو
"	۹	اسکاٹ صاحب	اسکاٹ صاحب اور جانسن صاحب کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۱	۸	قسم کی ہین	قسم کی تکلیف نہین
۲۶۴	۷	بھیج گئی تہی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو جہانگیر نامہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان فیض اللہ خان	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سبب تا تکدر	سبب یا تکدر
۲۷۷	۱۵	بچاس سال بھی	بچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	مرزا اوڑاتے تھے	مرنے نہ اوڑاتے تھے
۲۸۶	۲۰	اونکو تپایا کرتی تھو	اونکو اپنا تپایا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	سقیم کردیا	سقیم بر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو حاصل	آپکو حاصل رہیگا
"	۲۲	گورنر جنرل وزیر علی	گورنر جنرل نے وزیر علی
۲۹۱	۵	اور تمام جلوس سجا	اور تمام جلوس امارت سو بچاس
۲۹۱	۱۴	اطراف کی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم ہے کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسندنشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق ۱۷۵۴ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام تہا[1]۔ اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادوں کی طرح رکہے۔ اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا۔ پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطرخواہ اطاعت نہین کرتا تہا۔ بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ سا اچہا سمجہتا تہا۔ اور ہمیشہ محمد قلی خان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے۔ اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسندنشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین۔ اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجائین۔ چونکہ نواب بہت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل منحرف رہتے تھے۔ اور شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤگرا اور ہمت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونون نواب کی صحبت مین رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤگر عمر مین بڑا تھا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری مین پیدا ہوئے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر مین بظاہر کوئی ایسی بات نہین ہی جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو اسلئے مفتاح التواریخ کے مولف نے وہ مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی ؎

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ٭ بدولت خانۂ نواب منصور زمانہ

فلک برگفت تاریخ تولد ٭ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ – ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور ناگہون کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین ایک راستے سے نکلے۔ ایک محلے مین ایک کوٹھے پر دروازہ کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون نے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگایئن۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب وہانسے اپنے مکان مین پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بے چین رہے۔ اور رات بھر نیند نہ آیا۔ دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہند و مذہب کی دو کٹنیان نواب سے ملائین نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرانے کیلئے بھیجا۔ اونہون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت مین عرض کرایا اور یقین

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند تلنگے آدھی رات کے وقت اوس کنچنی کے مکان پر
بطور چوروں کے بھیجے - اوس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے - یہ لوگ اوس کا پلنگ
اوٹھا کر نواب کے پاس لے آتے - نواب کی عمر اوس وقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی - اوس سے صحبت
کر کے رخصت کر دیا - وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی - وارثوں نے دریافت کیا کہ شب کہاں رہی
اور کیا بلا پیش آئی - اوس نے تمام حال بیان کیا - گھر والوں نے قرینے سے دریافت کر لیا
کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے - کوئی اونمیں سے چور نہ تھا بلکہ تلنگے تھے
جنکو ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیوں نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس
جا کر زمین پر پگڑیاں ڈالدیں کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے - ہم یہاں سے جلا وطن کرینگے
ہماری سکونت یہاں ممکن نہیں - راجہ رام نراین اور راجہ ملکت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ ہزار
کھتریوں کا مجمع لیکر ننگے سر اور ننگے پانوں اسماعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک
نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے - ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہیں - اب ہم کو آپ
اجازت دیں کہ یہاں سے نکلکر اور کسی ملک میں چلے جائیں - یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہئے -
اسماعیل خان نہایت ناراض ہوا - اور کئی مغل سرداروں کو بلا کر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور
سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہئے - اگر نواب
انکے سپرد کرنے پر راضی ہو تو بہتر ہے نہیں تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین
کر دینا چاہئے - اور نواب کے لئے جاگیر مقرر کر دیجائے - سب نے اسماعیل خان کی رائے سے اتفاق کر
کے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہئے - نواب نے کہا کہ
ہمت بہادر میرا اتالیق ہے - اوس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھ سے بازپرس کرنا چاہئے نہ
ہمت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کی یہ مجال نہیں کہ ہمت بہادر کو
ایذا پہونچا سکے میں ایسی ریاست کا خواہاں نہیں - ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے -
تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے - میں اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہوں جب ارادہ
کروگے ادھر سے کمی نہ پاؤگے مغل سرداروں نے محمد قلی خان کو لکھکر الہ آباد سے طلب کیا
اور دربار میں اپنی آمد و رفت موقوف کر دی - شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑھی پر
بلا کر پردے کی آڑ میں اوس سے کہا کہ اپنے آقا زادے کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہتے تھا - لاکھوں روپے
جسکے باپ کے یہاں سے پاتے - کیا تم کو صفدر جنگ نے اسی دن کے لئے پرورش کیا تھا - ایک دن تم نے

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی - تاکہ محمد قلی خان صفدر جنگ کا بھتیجا ہے
لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی نہ بھتیجے سے - رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری جان
چاہیں تو حاضر ہے - مگر جو رویہ اونہوں نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویران ہو جاتے ہیں دوست
دشمن بنجاتے ہیں - یہ جو کچھہ شورش تھی صرف اس سے مقصود تہا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نکریں جس سے
بد نامی ہندوستان میں ہوگی - جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر
قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا میں تابعدار ہوں اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کبھی کو
کو پہلے ہی راضی کر لیتا - اب آپ اسمٰعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلا کر اسی طرح نالش
کریں تو امید اصلاح کی ہے - چنانچہ اونہوں نے سب کو بلا کر ایسے کلمات کہے کہ سب نے توبہ کی
اور معزولی کے ارادے سے باز آئے - گیان ہی صادق و سیر المتاخرین و ملخص التواریخ میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ
کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسمٰعیل خان چیلہ مرگیا تو تمکین خان خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین
و مہا نراین کار نیابت کے سوال و جواب میں رہنے لگے - شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب
شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشوں کی تادیب اور انتظام خوب کیا - اور عیاشی میں بھی مشہور ہیں اور سنی
کے سہاک تھے - اکثر عورتوں کی مباشرت میں راغب - اور لہو و لعب میں مصروف رہتے تھے - لیکن
مزاج میں حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[1]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدلنا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سے ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے
مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کر دے - اسلئے علاء الدول عرف میر بھیکے پسر غلام احمد خان عرف خان بہادر
کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی
خواہش ظاہر کی - نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس میں نہایت تپاک ظاہر کیا
اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر بھیکے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جو کچھ
دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تھا وہ بھی بیان کیا - نواب شجاع الدولہ
نے اپنی دستار سر سے نواب سعد اللہ خان کو میر بھیکے کے ہاتھ بھجوائی - اور اونکی دستار منگوا کر آپ

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک
دوسرے کا ہر حال میں شریک ہے۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان
کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہے جسکا ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور انکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور وشور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر
کو لوٹ لیا دس ماہ تک ٹھہرا رہا۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا
تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادے کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک میں
دوآبہ گنگا وجمنا) میں جاکر بطریق نذرانہ وصول کرکے لاؤں۔ مگر دراصل اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ
شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد
عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی زیر حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا
کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ شجاع الدولہ سے ہمارے
لیے پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کرے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ
رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان غالب جنگ بنگش نے بہت سے
گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیے عماد الملک نے
گنگا کو عبور کرکے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودلپور پرگنہ مہرآباد کے میدان میں ڈیرے
ڈالدیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا
تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ
بہت گھبرائے ہوئے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادے سے
سانڈی پالی تک آگئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸ میل ہے۔

فرح بخش کا مؤلف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر منجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں
بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر منجھلے نے تمام
حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہی۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانون اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری فوج سے چڑہائی کی ہی۔ ایسے وقت مین آپ مدد کرین۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے اپنے بھائیون کو ہمراہ لیکر اور حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانسامان عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سید معصوم وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولے سے کوچ کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا اوسکے ساتھ کہا کہ جان و مال اور ملک و ناموس بموجب اوس عہد و پیمان کے ہمارا آپکا ایک ہے آپ کسی قسم کا تردد نکرین۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہین۔ نواب سعد اللہ خان میر پنجیلے کی رکابی کے بعد کرٹے کرٹے کوچ کرکے کو دیورین پہنچ گئے۔ اور دونون لشکرونکے درمیان مین قیام کیا۔ اور اپنے دربار مین نور سہی برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہی۔ اوس کو چاہتے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصے مین عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو پہونچتے رہے کہ شاہزادہ کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دین۔ اور شجاع الدولہ کو نکالکر صفدر جنگ کا مال ضبط کرلین۔ اس خدمت کے صلے مین عنایات بادشاہی کے مورد ہونگے مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ شاہجہان آباد کو لوٹ جائین۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار تھے۔ شجاع الدولہ نے سانڈنی بانی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی جگہ مین ایسی تدبیر کرین کہ صلح ہو جاوے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا خراج بھی ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش مین مصروف رہے۔ اس عرصے مین شجاع الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کرسکتے تھے اور اس عرصے مین طرفین کے قراولونمین چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی شروع ہوگئین۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہو کر صلح کی فکر مین ہوتے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جا کر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کرکے اخوت پیدا کر لی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بظاہر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب سے صلح کی گنجایش پا کر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بیخردی سے جو خردسالی کا مقتضی ہے شجاع الدولہ سے صلح کر لی ہے جیسا حال آپنے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہین۔ اور مجھکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے مین حیلہ و حجت کرین اور لڑائی کی نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح مانو تو صلح کر لو ورنہ مین اپنے ملک کو لوٹ جاؤنگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہو کر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادون کو پیش کرنے پر صلح کر لی —

فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیونکے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپئے نواب سعد اللہ خان کے پاس بھیجا دئیے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے خزانے سے یہ روپئے بادشاہ کے حضور مین بھجوا دئیے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور رہتے تھے اور صلح کے انعقاد کے بعد [illegible] شوال سنہ [illegible] ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار روز مین لکھنؤ پہونچگئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا مین بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ [illegible] ہجری مین انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ حرف گفت بپیوستہ والہ برحمت ؛ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی مان کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنو کو روانہ ہوئی جب اکبرآباد مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرتپور اوس کے حسن و جمال کا شہرہ سنکر مفتون ہوگیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کٹرہ وزیر خان مین شیر انداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی مان نے یہ خبر سنکر چالبازی کی۔ اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کرکے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور وہ اوسکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن و جمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لاے۔ اور نواب احمد خان سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اوسکے پاس بھیجا دیا۔ جنھون نے اوس سے نکاح کرلیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ داغستانی کی ایک بیٹی بو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہر صورت گنا بیگم علی قلی خان داغستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ شمس العلما محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودہ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنے چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا و فریب کے ساتھ گرفتار کرکے تباہ و برباد کردینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہوکر شاہ عالم ثانی کہلاتے۔ غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹھہرنا مناسب سمجھکر ملک بنگالہ کے مقصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کیھور کے راستے سے ہوتے ہوئے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونھون نے آٹھ مہینے تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالہ کی تسخیر کے ارادے سے اودہر کو روانہ ہوئے۔ اور مراد آباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کیطرف گئے۔ اور ۱۹ ربیع الثانی ۱۱۷۳ ہجری کو لکھنؤ مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ [illegible]

ریواڑی والے بہی تھے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملانوہ مین داخل ہوئے اور
وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبۂ مین کہ جو وہان سے متصل لکہنؤ سے سات کوس ہے
ٹہیرے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکہا تہا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور
محلدار خان کی معرفت بچاس[۹۱] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گہوڑے اور تحایف وغیرہ
شاہزادے کے حضور مین بہیجے تہے اور آپ بہی ۹ جمادی الاولے کو منزل متصل جو وہان مین
حاضر ہوتے اور حیلون و مکر سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پہر بہانہ کرکے رخصت کیا[۹۲]
خزانہ عامرہ عالم شاہی مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تہی اور مدد
خرچ کے لیئے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور دو ہاتہی مع عماری سائبان دار اور نالکی مرصع اور سات
گہوڑے اور ایک خوان پر از جواہر اور بہت شال شمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چہکڑے
پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گہڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ
مع سرپیچ کے اور جسن کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے اله آباد کی
طرف بڑہے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچا زاد بہائی اله آباد کا صوبہ دار تہا وہ شاہزادے کے
پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرتی
کرے۔ شاہزادے نے اله آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثناے راہ مین راجہ
مید و سنگہہ برادر پرتہی سنگہہ حاضر ہوا۔ اور ۲۰ جمادی الاخرے کو موضع جہوسی مین بیرم خان
نے ملازمت حاصل کی۔ ۴ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی
اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو
دریاے کرم ناسہ کو عبور کیا ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار
عظیم آباد کی پیش کی۔ پہر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت
سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو
وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلیئے اوسکی عرض کے موافق
وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[۹۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع
الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتہہ رہکر بنگالے کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تہی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تہے
کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو اله آباد سے علیحدہ کرین[۹۴]۔
سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتہہ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

۹۱ تاریخ مظفری و ... ۹۲ ... شاہزادے کی ... ۱۲ ... ۹۳ دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ ... ۹۴ دیکھو ...

کو چونکہ محمد قلی خان سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور
کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آونگا - مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو
کسی جگہ رکھون - چاہتا ہون کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑ کر اپنے دشمنون یعنی عماد الملک اور
احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرلون - اور دلجمعی کرکے مقابلے کی تسخیر کا ارادہ کرون
مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنار گڑھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق
بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑونکی وجہہ سے چندان مناسب نہین
اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھہ دو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پر امن اور مضبوط جگہہ ہے
اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا
محمد قلی خان اپنی نافہمی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا - رقعہ مہری اور دستخطی
اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھہ کر شجاع الدولہ کے حوالے کر دیا اور روبرو بھی مرزا
نجف خان کو مزید تاکید سے بروانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد
بہائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین - وہ جو کچھہ کہین اونکے حکم کی تعمیل کیجیو بہرحال
شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے
کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی
قدرت سے باہر تہا اسلئے باغی ہوگیا - اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا - شاہزادے کی فوج نے
محاصرہ کیا - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش
کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی - صرف یہ
کام باقی تہا کہ آگ دیجاوے - اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو - پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت
پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے
کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا
شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے
کرلینے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین
دے سکتا - اسوجہ سے وزیر کے دل مین زیادہ کدورت آئی - شجاع الدولہ نے سوچا کہ
کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششون کو ناتمام
چھوڑ کر عظیم آباد سے لوٹ آسکیگا - سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرنا چاہا سیف خان نے جو مزاحمت کی تو
بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا - جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع
الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور
متصرف ہوگئے ہین - اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا - اور
اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے
سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت
کی - گیان پرکاش کے مولف نے[۵] لکہا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو
عظیم آباد سے واپس بلالیا - اوسکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے
روانہ ہوا - مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا -
بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقا نے
اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے
مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے
بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا - جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ - اور
محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو بکمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر اپنے
نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان
کے روبرو جاؤ اور سختی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح
ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہاے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریا سے
گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس بیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا
اور اوس کا وطن اصلی تہا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل
لگاکر مستعد مزاحمت ہوئے - شاہزادے اور موسیو لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ
ہمین آپ سے کچھہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت
نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے - شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی
بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موسیو لاک کو اپنا رفیق بناکر چہرہ

---

[۵] یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

مین قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ لی اور محمد قلی خان
سید راجی کی سرائے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا۔ جو کوئی اوس کے لشکر مین
سے ملکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا۔ زمینداران اطراف بلونت سنگھ
کا شکار ہو جاتا۔ محمد قلی خان مع لشکر کے اسیر دام تحیر ہوا۔ چاپلوسی کے سوال و جواب
مین بسر کرتا تھا اور دفع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا۔ اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ
خدا وند کریم سے تائید نمودار ہو جائے۔ اکثر ہمراہیون نے جو صاحب جرات تھے صلاح
دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو۔ اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ
مقدر مین عزت و ناموس سے ہوتا مگر بدخواہی نے اس خواہش باختہ کو جرات نہ دلائی۔
چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ہمراہیون کے ساتھ مجکو
شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحمون نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت
دی۔ اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد
بھائی ہین۔ بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا۔ اور شجاع الدولہ کے پاس
روانہ ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رنجیدگی خاطر اور کینہ دل برطرف ہو جائیگی
یہ تمام فتور دشمنون نے ڈالدیا ہے۔ وہ منافقت بالکل جاتا رہیگا۔ اور
شجاع الدولہ کے ہان سے حکم ہوچکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی
کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام و اسباب ضبط کرلین حکم جدید کے
منتظر نہ ہین۔ اس حکم قطعی سمجھین۔ جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا
عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگھہ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر کو لوٹنے کے ارادے
سے جرات کی۔ ان کی دست درازی اور تعدی سے لشکر مین جزع و فزع اور محشر کے
آثار نمودار ہوئے۔ ایک خلق کثیر بلائے بید رمان مین مبتلا ہوئی۔ اکثر لشکری
بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا۔ چند بے نام و نشان آدمی ان
دونون راجون کی قرابت داری کی وجہ سے اوس لشکر مین چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے
آدمیون کو بارے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر مین جمعدار تھا بچایا[1] الغرض
محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہون نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھکر اوٹھ کھڑے
ہوتے حاضرین نے اوسکو قید کرلیا[2] خزانہ عامرہ مین لکھاہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کرکے الہ آباد بھیجدیا اور آخرکار قتل کیا

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۔ [2] دیکھو گیان پرکاش ص ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لیے مرہٹون کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنکو اور اوس کا چچا دتا سیندھیا محرم ۱۱۷۳ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کرکے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تھا[۱] ۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی ۱۱۷۳ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کرکے نجیب الدولہ پر چڑھائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفرنگر کے پاس شکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی وشمالی جانب ۲۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ~ بہرے راستکار آہو گرد ۔ (شکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور جب تک نجیب الدولہ نے اون مٹی کی دیوارون کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کرکے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہونچکر ٹھہر گئے ۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین ۔ حسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجیے تو ہم اور آپ متفق ہوکر اس پٹھان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کردین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان حاجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تھا عماد الملک کے پاس بھیجکر لطائف الحیل مین رکھا تاکہ مخالفت پر آمادہ ہو ۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ سوقت آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پالیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

طمع کرینگے - شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہے کیونکہ سنہ ۱۱۷۲
ہجری میں شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑہائی کی تھی - اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی بدل کے اور روہیلوں کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس میں اونکو اپنے ملک کی بھلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
ماہ شوال سنہ ۱۱۸۴ ہجری میں لکھنؤ سے برآمد ہوئے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی میں پہنچکر چند مہینے
یہاں قیام کیا - کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے میں مانع تھی - دتا سیندھیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی میں کمی ہوئی تو اوسنے گوبند راے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا - اوس نے ٹھاکردوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا - شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوئے
اور بڑی منزلیں کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے - سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے میں مرہٹوں نے قریب تیرہ سو گانوں اطراف
امروہہ کے تباہ کر ڈالے - تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ مرہٹوں نے قصبہ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے
اکثر سیدوں اور شریفوں کو قید کرلیا - ذو الفقار الدولہ نے اون غریبوں پر رحم کرکے مرہٹوں کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرا دیا آخرکار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے - اونھوں نے جس دن چاندپور سے کوچ کیا مرہٹوں کی
فوج راہ میں کم نظر آئی پانچ کوس چلکر بلہدوہ[1] پرگنہ چاندپور میں پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹوں نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے - شجاع الدولہ نے اپنی فوج میں سے انوپ گر گوسائیں اور امراؤ گر
گوسائیں کو مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے ایک طرف بھیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچ ہزار
سواروں کے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ مرہٹوں کے پڑاو کی طرف روانہ
کیا ان سرداروں نے مرہٹوں کی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیے
اور دو سو ہلاک کیے اور بہت سا اونکا مال اسباب اور بیشمار گھوڑے چھین لیے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
میں تھے گرتے پڑتے گنگا کو عبور کر گئے - اس عبور میں اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا پار نکل سکے وہ

[1] بلہدوہ بفتح با و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانہ عامرہ صفحہ ۵۲ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ ہجری کا ہے۔ صبح کو بلد وہ سے
کوچ ہو گیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور
جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اون ٹکڑے کے
لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہو گئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے
زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان کے راجون نے مرہٹون
اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیان لکھی
تہین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لاتے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان
کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آپہنچے تھے۔ غرضکہ مرہٹون نے شجاع الدولہ اور روہیلون سے
آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف
سے صلح کا نام کر کے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع
الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زر نقد پیش کیا۔ اور ان
سردارون نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلد ہی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے
کہ احمد شاہ آجائینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہو سکیگی۔ شجاع الدولہ نے ۱۲ جمادی الاول
ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور ۲۰ کو لکھنؤ مین داخل ہو گئے۔ اوران سردارون نے
عرضیان اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہو گئے تھے اور
اونکے ملک مین فساد پیدا ہو گیا تھا اسلئے اونکو رخصت کر دیئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی
سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خان کی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے
نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دیئے تھے[1]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کر کے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ
مرہٹونکے رفیق جاٹون نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی مگر باوصف اس کے اسی ہزار
سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسے دو گروہون مین منقسم تھے کہ ایک گروہ
کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تھا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

[1] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تھا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت مین تھا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلکھنڈ کو دبا
دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوتے اور شمالی پہاڑونکے
قریب قریب منزلین کرتے ہوئے سہارنپور کی بہار جمنا سے پار اوتر گئے سرداران روہیلہ شاہ کی
آمد کا حال سنکر سکرتال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی
دست اندازیون سے سخت ناراض تھے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا یہانتک
کہ احمد شاہ نے میدان بادلی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گھیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳
ہجری مین خود دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر
سکندرہ مین ٹہرا ہوا تھا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بھاگنے لگا۔ یہ لشکر اسلئے سیدہی راہ سے
منحرف ہوا تھا کہ مسلمانون کی رسدون کو لوٹے کہسوٹے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ پندرہ ہزار
درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندہیا
اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکستونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا
بھائی سداشیو راو جو بھاؤ کے لقب سے چار دانگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے
دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹونکی قوت نہایت عروج پر تھی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک
پہنچی تھی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے
عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تھی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تھے اور اونکی
باجگذار تھے یا اونکے ہاتھ سے پامال تھے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض و قدرت مین تھی
مرہٹونکی قوم کو جاہ و حشمت کی حیثیت اور شان و شوکت کی رو سے جو بات حاصل تھی بھاؤ کی قدر و
وقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر
آمادگی زیادہ ہوتی اونکا پورا ارادہ یہ تھا کہ بڑی جد و جہد اور سعی و ہمت سے ہندوستان
خاص کی فتح و کشایش مین ایسی چوٹ لگاؤ کہ قصہ ہی پاک ہو جاے۔ بالاجی کا جوان بیٹا
اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور جتنے جتنے مرہٹے
سردار اوس کے ساتھ ہوئے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد و اعانت
کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بھرت پور کا راجہ سورج مل بھی ملکر اور جنکو
کے ذریعہ سے بھاؤ سے ملا۔ بھاؤ نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار
جاٹونکے ساتھ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے جو ایک

دراز عرصہ سے مرہٹونکی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تہا۔ بہاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے
پیادون اور بہاری بہاری اسبابون کو ہماری ملک مین چہوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور
سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو بڑہ جائین۔ اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو
یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور
ہوکر اپنی بہاڑونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورہ کی کی مگر بہاؤ نے بیکلخت اوسکو رد کیا۔
اسلیئے کہ وہ اپنی فتح کو جو اسی سیلے سے حاصل ہوا اپنی بڑے پائے کے حسابون کمتر سمجہتا تہا بلکہ بہاؤ نے سورجمل کے جواب مین
یہ کہا کہ تو ایک چہوٹا سا زمیندار ہے۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکہتا۔ عمادالملک بہی سورجمل
کی وساطت سے متہرا کے پاس بہاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلّی کی جانب بڑہا جسپر تہوڑے سے
درّانی اور شریک اونکی قابض و متصرف تھے۔ محیط شہرپناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے توپ کے کسی
برج کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تہی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تہوڑی
دیر تک قلعہ کو بچائے رکہا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مزار اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔
اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش
کے سامانون کو اوٹہوا لیا۔ دیوان خاص کی میناکار نقرئی چہت کو بہی اوکہڑوا کر ٹکسال مین ڈہلوا لیا۔ اور تخت
شاہی پر بہی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی زیورون کو بہی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تہی کہ بسواس راؤ
کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے۔ مگر لوگون کے سمجہانے سے
اوسکو جب تک کے لیئے ملتوی رکہا کہ درانیون کو ایک بار اوتار دے۔ بہاؤ نے محی السنہ کو تخت سے
اوتار لیا مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹہایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے
نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تہی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے سنکر شجاع الدولہ سے
بدگمان ہون گے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑ جائے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا۔ لیکن
ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان تمام ناشایستہ حرکتون کے دیکہنے
سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گہبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے
صلاح کی۔ اور علانیہ بہاؤ سے بہی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے
کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن۔ تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد
بہجواتا رہون۔ بہاؤ نے سورجمل کو رخصت کر دیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا
مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلبگڑہ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لئے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بھجوایا۔ جہاؤ کو یہ خبر پہونچی تو اوسنے اپنے
ہان سے خلعت اور فیل سورجمل کے واسطے بھیجکر کہلایا کہ ہم سے نا انصافی کرکے بادشاہ نے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستونکی ایسی نگرانی
رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے اوٹھکر اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے قصد
و ہیجان کے بڑے سلسلے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلئے کل اونکو یقین کامل تھا کہ سارے
روہیلے اونکی شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ لوگ
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑھ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
دواب سے دبا مین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا [۱] کہ مشہور روایت [۲] یہی کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بھیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات مالوہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام پر شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دلمین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرونکے دربار
سر کب جھکاتے ہین۔ مذہب مین بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کسی کی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹونکے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اوسکے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار عہد یہی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبھی مزاحم ہونیکا عہد کیا جاتا ہے فرمایئے
مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوے
تمہین تباہ و ہمت تمہارے حال پر چھوڑینگے۔ نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

(۱) دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آرون صاحب ۱۲ (۲) دیکھو تاریخ مالوہ معماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سوچو مرہٹون نے بہت سراوٹھایا ہے - اگراب بھی اونکی سزا نہوگی زمانے کوئی ریاست
بچے گی - تم وزیر کس کے ہوگے - جب سلطنت نرہیگی لوٹیرونکی اطاعت کروگے - یہ غیرت تمہاری
تقاضا کرتی ہی - ہان اس کا مین ذمے دار ہون - احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے - اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمہارا شریک ہوگا - شاہ کو تمہاری طرف آنکھہ اوٹھا کے نہ دیکھنے دونگا - شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہمسے بدگمان جانینگے اُنسے عداوت ہوگی - اورجب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے - دونون کٹ کٹ مرینگے - مرہٹے بلادردسر ہمارا ملک
لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا - ہندمین کہین ٹھکانا نرہیگا - الغرض نجیب الدولہ کیطرف سے چلنے مین اصرار تھا
اورشجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا - نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکہا اور سر کو جھکایا - اوریہ کہا حضور آپ تشریف لے چلیں ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین - شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا امانی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا
نائب صوبہ مقرر کر کے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بناکے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳ھ ہجری[۱] مین دس ہزار
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوے اور ۱۲ - ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین پہنچے احمد شاہ نے
مہربانی کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا - شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی - اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے - شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخششی ہوئی ہے نہ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اورنوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی - گیان
پرکاش مین لکہا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ویرے اپنے دست راست کہڑے کرائے
باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہو گئی - مگر شجاع الدولہ نے اسغرض سے خطوکتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکہا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجاے گی - اورعلاوہ اسکے یہ بات اونکی
وہ مفید ذریعہ بھی تھا کہ مرہٹون اوراحمد شاہ کے درمیان صلح کے پیک پیام آتے جاتے تھے - مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکہتے ہین کہ ایک بہت میرا شاگرد تہا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تہا
اوس نے مجکو ایک خط مین لکہا کہ مین بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لئے جمنا کے اوس پار شجاع الدولہ

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تہا۔ شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ لفظ الامرا ور بیان واقعی ہے یون لکھا
کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے۔ اب تمام جھگڑا
اونکی بدعہدی اور بدطماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجا سے منہ لیے رکہتا تہا
راؤ اور رتا اور ہولکر اور انتاجی کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور انکے معتقدون کی زیادہ ستانی سے
تنگ آکر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ
برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام
انجام کو نہ پہونچ سکا اونکا بیان تہا کہ صلح اسوجہ سے نہین ہوسکی کہ مرہٹہ سردار سب مغرور تہے زود رنج
کم ہمت خام طمع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین - احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پہرنے
سے معذور رہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آگئے- یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تہی کہ اونہون نے
چہاونی توڑدی - اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے- نجیب الدولہ نواب احمد خان بنگش اور حافظ
رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا- اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکہا اور جب
اونہون نے یہ سنا کہ بہاؤ چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے
تو اونہون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے - احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے
پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک
کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے - اور وہان اس بُری خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوئے کہ
مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلونکو نکالنے لگا - غرض احمد شاہ
اس لیے عرفی تہے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے ہٹ کے کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ء کو جمنا پار
باکپت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال وغربی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ[۹۱] کی
رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کی قابل تہی اگرچہ اونکے بہت
ساتہی اس لیے اوسکا مین جان سے گئے- چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب آدمیونکی لاشین اوجہ پانی رام گھاٹ
کے مقام پر نکالے گئے - اسیطرح اودگھا لوٹ مینہ نکلے- مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب چہا کہ وہ
اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوتے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر
پانی پت کو چلے گئے - اور وہان پہنچکر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

۹۱؎ دیکھو ملخص التواریخ ۳۔

اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا۔ اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گھیرا
اور اپنے بھاری توپخانے کی حفظ و حمایت مین رکھا۔ بہاؤ کی فوج مین تنخواہ دار پیادہ و سوار
کی تعداد ستّر ہزار تھی جن مین سے آٹھ ہزار اور بقولے بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس
چقماق دار بندوقین تھین۔ ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے۔ اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی
وجہ سے اوس کا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے۔ یہ شخص فرانسیسیون کی ملازمت چھوڑکر
چلا آیا تھا۔ اس سردار کے اختیار مین منجملہ دو سو توپون کے بہت سی توپین ایسی تھین جنکے ذریعے
سے شہر اور قلعون کی فصیلین توڑ سکتی تھین۔ اور بہت سی بانون کے ذخیرے تھے جو مرہٹون
کا بڑا پیارا ہتھیار تھا۔ اور لٹیرے سوارونکی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی۔ مگر کاشی راے شجاع
الدولہ کا ملازم جو کئی بار مرہٹونکے لشکر مین خطوط لیکر گیا تھا ساری ہی جمعیت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے
اور بعض کہتے ہین کہ بہاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیون سمیت تین لاکھ تھی۔ درانیون کے بیان سے
احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتر آئی تھی۔ ترسیٹھ ہزار قایم ہوتی ہے
مگر نادر شاہ اور پچھلے وقتون مین زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے۔ اور ایشیا والون کی تقسیمات
افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس مین آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے۔ علاوہ اسکے
بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہون کے ہونے سے اصل افغانی فوجمین واقع ہوئی ہوگی جنکو
پنجاب وغیرہ مین احمد شاہ چھوڑ کر آتے تھے۔ اور کسی قدر لڑائیون مین مارے جانے اور گرمی
و برسات مین مرنے سے بھی فوجمین کمی پڑی ہوگی۔ غرضکہ قیاس مین یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی
فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹھان جو اوس جنگ مین شریک و شامل تھے قرار نہ دئے جائین
چنانچہ گل رحمت مین بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تھی۔ اور تیس ہزار پیادہ
و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے۔ اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی۔ اور آٹھ
ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی۔ اور پانچ چھ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تھی
اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہے۔ عماد السعادت
مین جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ
آمیز ہے۔ بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار
سوار تھے۔ اور اوسی کا بیان ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس تعداد بتلاتے تھے۔ مگر درانیون کے
بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہے محققین کی رائے یہ ہے کہ احمد شاہ کی فوجین تعداد مین تھین

قریب قریب تھین جو مختلف المقدار گولیسی پھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تھین - علاوہ انکے چند توپین فصیل شکن بھی تھین - اور اس سبب سے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونہون نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کہدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا وقوع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گوبند راے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے پیچھے کی جوار پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلیے رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور امان رہے اور مرہٹون کی مانند کسیی طرح ملک مین پہلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلیے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ مسلمانون کا لشکر
رسد کی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی تھے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ناکردون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسند خان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور انکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ایرانی خود بطور ذخیرہ کے رہے مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کہڑے ہوتے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تہوڑا دن باقی رہے نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوے
مرہٹون کے مورچون تک پہنچ گئے - بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہوجاتا
مگر رات ہوجانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہوگئی - اور وہ پہلے چیرہ دستی کرکے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہوگئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تہا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسد رسانی
کو گرفتار کرے - اور شاہ پسند خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹون کے گرد و پیش
کی آمد و رفت [illegible] بند کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین دانہ پانی نہ

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے
باہر نہ نکل سکین ان سوارون سے اور ان مرہٹون سے جو رسد لانے کے لئے نکلتے تھے کئی بار
مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار اونکا خندق سے
نکلنا بہت کم ہوگیا - تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا
کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لاویگا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا - ہر روز درانیون کو مرہٹون
کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے - جب یہ خبر
نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی شرف خان کو حکم دیا کہ جو
کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لاویگا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی
لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے - احمد خان آدھی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا جب
یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے - شجاع الدولہ
اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش
ہو گئے - ناراضی بڑھانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان
باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے - بادشاہ نے
کچھ جواب نہ دیا - مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو خاندان بنگش سے تھا نواب احمد خان
کو بلوا بھیجا - جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو اٹھا - اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر
اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا - اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین
سے ہو - مگر تھوڑی فوج لائے ہو - اس کا باعث کیا ہے - احمد خان بنگش نے جنگباز خان
بنگش کی زبانی سب حیرانیان سنی تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین - شاہ ولی خان
وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے
واسطے چھوڑ آیا ہون - کیونکہ گوبند راے پنڈت فوج لیکر جمنا اوتر کر دریا کے کنارے
خیمہ زن ہوا ہے - اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا اسکان و مکان
لوٹ لیا جاتا - سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل
و مہت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے - اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف
بادشاہ کی عزت کا پاس کرکے اس قصد سے باز رہا - شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ
جو کچھ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کامل سنی تھی - آخر نواب یہ کہکر خاموش ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا۔ یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکھا ہی کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سی اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوے۔ اور فرزند علی خان بہادر کا خطاب دیا۔ یہ بیان صحت سے عاری ہے۔ جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دریں محاذی شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورے کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین داخل ہوجاے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوے۔ اور راتون رات چالیس کوس چلکر سورج کے نکلس پر گوبند راے کی فوج کو جا پکڑا یا اور اوس کو تہ تیغ کرڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے مارا گیا۔ دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کھلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا۔ مرہٹونکے لشکر مین رسد پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے۔ اور جبکہ اونہون نے پانی پت کو کہا بلکہ صاف کیا جو اون کے لشکر مین واقع تہا تو غلّے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹہاے جبکہ حال ایسی نوبت کو پہنچا تو منجملہ دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر نہتا جس مین پورا فیصلہ ہوجاے۔ چنانچہ دونون فوجونکی کچھہ کچھہ چہیڑ چہاڑ آپسمین جاری تھی۔ مرہٹون نے درانیون پر تین بہاری دہاوے کئے جن و شوار یونکو بہاؤ اوٹہاتے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روزافزون کا حال اوس کے دشمنو نپر مخفی و مستور نتہا۔ کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین سورج کے نکلس پر اشراق کی نماز پڑہتے تھے۔ اور شام کو کہانا کہاتے تھے۔ اور دن بھر گہوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامون مین دیکھتے جاتے۔ اور دشمن کو چہوٹنے نکلنے نہیں پاتے رہتے تھے۔ اس زمانے مین خستہ حالی و پریشانی کے ہجوم کثرت سے بہاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تہا کہ اوس نے چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سے صلح کرا دے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونہون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف مدد و معاون ہون اسے دنیا میرا ملک نہین - ہان لڑائی پر قابو رکہتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
خط و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوئے - اور شجاع الدولہ نے
بہی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کرتے گئے
اور اوس بربادی کو باقی لوگونکے دل پر جتا دینے مین کامیاب ہوئے جو احمد شاہ کی ایسی صورتمین
چلے جانے پر پیش آنے والی تہی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچ گئی تہی - اب سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بہاری گروہ کی اوس وقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
سے مرغیون کی مانند ایک کٹہرے مین محصور تہے اور مرے ہوئے اور مرتے ہوئے جانور اور گہوڑے
پیاسے جگہ جگہ بہیڑ مین پڑے تہے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تہے
جبکہ وہ ابہی اونکے شمار مین تہے - ۶ جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی
جمع ہوئے - اور بہاؤ کے خیمہ کے گرد کہڑے ہوکر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچہ
گودام تہا وہ سب صرف ہوگیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی جو کہون اوٹہانی آسان ہے - بہاؤ نے
اتفاق کیا اور سبنے پان کہا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دہاوا ہوگا - بہاؤ نے اسی وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتہ سے لکہ بہیجا کہ اب پیالہ لبریز ہوگیا اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہے - اگر کچہ بن پڑے تو آپ کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے
بعد اسکے پچھلے پہر کاشی راے اس خط کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تہا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہوکر آ رہے ہین شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے خیمہ پر گئے - اور خواجہ سراؤن سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے احمد شاہ
اندر سے ہتہیار لگائے باہر نکلے تو پہلے ہی سے تیار بیٹہے تہے - چنانچہ اوس گہوڑے پر سوار ہوکر جو ہمیشہ
اونکے دروازے پر تیار رکہا رہتا تہا فوج کا انتظام کرنیکو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑہنے کا حکم
سنایا جو بات پہلے پہل اونہونکی وہ یہ تہی کہ کاشی راے کو اونہون نے بلایا - اور اس
خبر کے مخبر کی نسبت سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونہون نے اوس وقت کی تہی کہ آگے
بڑہے چلے تہے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی کے

جو غنیمت لا رہے لاتے تھے اور اونہون نے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے اقبال سے مرہٹے بھاگ گئے
احمد شاہ نے یہ خبر شکر کاشی راے سے خطاب کیا کہ اب جواب اس کا کیا ہی۔ مگر گفتگو کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان مین پہونچائی احمد شاہ
اپنے گہوڑے پر بیٹھے ہوے حقہ پیتے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ تمہارے ملازم کی خبر کو سچا پاتا ہون۔ بعد اس کے
فوجکو جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا اور جبکہ صبح کہلنے لگی۔ اور کچہہ کچہہ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی قطارون کو ہر ہر کہتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ اپنے بڑہتے دیکہا کہ تو بجانب آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوجکو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جواب فوجکے پیچہے رہگیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچہہ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آگئین تو اونکے گولے مسلمانون پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تھی کہ مین
اپنے سپاہیونکی بابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جہگڑتا تہا اب آگے ملاحظہ فرمایئے کہ وہ تنخواہ
آپسے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہہ کہکے اوسنے ایک نشان سنبہالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جنکے
قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری اور لاوری نے خواہ نخواہ ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم
سے اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچہے احمد خان بنگش تہا بہاگے ہوے روہیلے اوسکی
طرف پہنچے کہ احمد خان نے لعن وطعن کرکے اونکو روک لیا اور نواب نے دارونہ شرف خان کو احمد شاہ
کے پاس بطلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچہہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہی بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلیے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا وہ تہایا نہ کہل گیا تہا جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و بسواس راے نے اوسپر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکی برابر مارا گیا۔ اور درانیون کے پاؤن اوکہڑنے لگے اور
اپنے گہوڑے سے اوترا اور چند سپاہی درانیون مین سے اپنی جگہہ پر قایم رہا اور مدد کا ارادہ کیا
وزیر کے پیچہے شجاع الدولہ کہڑے تہے مگر وہاں کے اوڑنے سے کچہہ افسوس نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیونکی بولی اور اونکی گہوڑونکے ہنہنانے کو بیکایک کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضب ناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس نے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر شجاع الدولہ لڑائی مین شریک اوس کے نہوے[۱] ۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی نتہا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اونہون نے منگائی تہی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی جلد ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ انہون نے اپنے بہگوڑون کو گہیر کر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہی یہ ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے باہنی بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر اونکی بہت راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی تہی جہان بہاو و بسواس راے گہوڑون پر سوار کہڑے تہے۔ اور فریقین کے سپاہی نیزون اور تیغون بلکہ بڑے بڑے کہانڈون سے لڑتے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تہے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو بجے دن کے بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو کشتونکی بستی سمجہو چہوڑ گئے۔ فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسی کو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بہاری قتل پڑا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور جو مرہٹے ذاتونکی مار سے بچے رہے وہ دیہاتیونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون کے ہاتہ پڑے وہ نہایت بیرحمی سے قتل ہوے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سینہ سپاہ

---

[۱] دیکہو تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مراۃ احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب شکست پہونچنے والی تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ کیا۔ اکثر سرداران مرہٹہ ہلاک ہوگئے ۱۲

کی بڑی ڈہونڈ ہ بھال کرائی جسکو ایک دُرّانی سردار نے تیار کیا تہا اور گرفتاری کے اندیشے سے
اوس کو بہگا دیا تہا - ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دار و گیر مین مقید تہا جس کے حوالے
کرنے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا - بعد اس کے
وزیر اعظم کی سپردگی مین رکہا گیا - جہان زخمون کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مر گیا لیکن اس
کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دہڑ پر بہاؤ کی لاش کا یقین کیا گیا - مقتولون کی کل تعداد
دو لاکہ کے قریب بیان کی گئی ہی - بڑے بڑے مرہٹہ سردارون سردارون کے سوا کام آئے یا زخمی
ہوئے جو تہوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی مین چہوڑ گئی تہی - مہاجی سیندہیا بعد اس کے
ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا - عمر بہر کے لئے لنگڑا ہو گیا - اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ
سننے کے قابل ہی - تاریخ بہوپال مین لکہا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گہوڑے پر سوار ہو کر بہاگا - ایک
درانی سوار نے اوس کا پیچہا کیا - ساٹھ کوس پر جا کر گہوڑی کہڑی ہو گئی - درانی نے برابر پہنچکر ایک
تیر مہاجی کے گہٹنے مین مارا کہ اوس کا گہٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتیار و لباس وغیرہ
چہین کر پہر ساٹھ کوس پہر گیا - اور نانا پہڑنویس جسنے پیشوا کی حکومت کو ایک مدت تک پلے
سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچا لے گیا - اور ملہار راؤ ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
کے مقابل تہا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر دکن کیطرف چلا گیا - کیونکہ اوس سے اور
نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہو چکا تہا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے
تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راؤ سے تعرض نہوگا - جیسا کہ فرح بخش
وغیرہ مین لکہا ہے - اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب موافقت قدیم ملہار راؤ
ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ مین ہم اور تم دو نون موجود ہین - لیکن مخالف فریقون مین ہین - مین اقرار
کرتا ہون کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمکو کوئی نہ ستانے پائیگا - تم بہی اقرار مجہسے کرو اگر
فتح بہاؤ کی ہو مجہسے کوئی مزاحم نہو - ملہار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکہا ہی کہ
جب ملہار راؤ ہلکر نے بہاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ سنکر کہدوا کر اوس مین قید ہو جانا اور مسلمانونسے
صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمین نقصان جان و مال ضرور ہی - مناسب یہ ہے کہ تم
مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گہیرو اور سیندہیا اور سردارون کو حکم دو کہ
شجاع الدولہ اور پٹہانون کے ملک مین جائین اور رسد و غلہ شاہ کے لشکر مین پہنچنے
نہ دین - ہر طرح تنگ کرین - امرائے مسلمانان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

چلے جائینگے۔ شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے۔ آپ کے ہمراہ لڑائی کبھی چاروں طرف سے شاہ کو گھیر لوگے
ہر طرف سے تنگ کروگے۔ جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا۔ سنگر میں رہنا اپنے
آپ کو ضائع کرنا ہے۔ اس میں تو مجبور ہوکر مرنا ہے۔ بہاؤ نے جواب دیا تو گڈریہ ہے بیچ میں
دخل کیا۔ ملہار راؤ نے بہاؤ پر لعنت کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا۔ اور مرہٹوں سے
جدا ہوگیا۔ مگر فرح بخش کا بیان اس بارہ میں نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اوس کا
مصنف شیو پرشاد اس جنگ میں نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جنگ عظیم
۷- جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۵- جمادی الآخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی۔
مرہٹوں کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہیں ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی
اون میں پھیلی۔ اور سارے مرہٹوں پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی۔ بائیس ہزار مرہٹے عورتیں مرد
باندی غلام بنائے گئے۔ پچاس ہزار گھوڑے۔ دو لاکھ بیل اور بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی
علاوہ توپخانہ اور نقد و جنس کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ مرات احمدی میں لکھا ہے کہ قریب
سات سو کے ہاتھی۔ اور پچیس ہزار گھوڑے۔ اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و
اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار میں داخل ہوا جو کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا۔ بیس ہزار
مرہٹے جاٹوں اور راجپوتوں کے ملک میں پہنچ کر پیٹ سے بھیک مانگتے پھرے۔ آخرکار
سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کردیا۔ اور دوسرے راجپوت
سرداروں نے بھی یہی سلوک کیا۔ مرآت احمدی میں جابجا لکھا ہے کہ ہزاروں گرفتار شدہ مرہٹے
قتل کرائے گئے۔ پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی۔ آئرون صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ دایم خان روہیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش
خلعت کے واسطے طلب ہوا میں خیمے کے دروازہ پر بیٹھا تھا۔ شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار
کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل بارہ اوس میں نہ تھی۔ کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ
اوس کو چلاتا تھا۔ شجاع الدولہ تمسخر کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے ہیں
احمد خان نے جواب دیا کہ اس کی کاٹ سے تمہارے والد خوب واقف تھے۔ یعنی
اوسی صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا نشان کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست
لئے تلوار مانگی۔ اور بعد دیکھنے کے اوسکی خوبی کی تعریف کی۔ اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان
بنگش نے کہا کہ آپ ... تو نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا صفت نہیں سیکھتے ہیں۔ اس لئے

اونہون نے ایک ہیبہ منگوایا اور سخرے پن سے بڑے ادب کے ساتھ اوسکو دونون ہاتہونپہر رکہکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹہالیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے اور بہت مناسب ہے۔ کیونکہ تم سابق مین میرے باپ کے نوکر تھے۔ مرات احمدی مین لکہا ہے کہ بعد اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے۔ کچہہ دنون یہان رہے۔ اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا۔ جب یہ دونون روانہ ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہان ٹہیرنے کا معلوم ہوتا ہے ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہوجاتے یا تنخواہ مرحمت ہو۔ نہین تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہین آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہون۔ اس عرصے مین غازی الدین خان وزیر کا پیشکار دلیر سنگہہ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا۔ اور اوسنے شاہ ولیخان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو۔ وہ سترہ لاکہہ روپیہ کا جواہر اور نقد نذر کریگا۔ شاہ نے منظور فرمالیا۔ اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے۔ اور باغ شالامار مین دو مقام کئے۔ پانی پت کی راہ مین مرزا جوان بخت ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے۔ شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گہوڑے اور دو لاکہہ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی مین جمع تہا دیا اور خلعت اور نشان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرائے اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا۔ دلیر سنگہہ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی مان زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے کئی نمک حرامیان وقوع مین آئی ہین۔ ہم کو اوس کی وزارت منظور نہین۔ اگر بادشاہ کو زر مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دینگے۔ مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو غازی الدین خان کے پاس رخصت کردینا چاہیے تو مجبور ہوکر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجہا اور وہ ۲۷ شعبان کو وہان سے روانہ ہوا۔ اور نشان وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا دیئے۔ اب غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہون نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تہی اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا۔ مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور بادشاہ کی مان زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہین کیا اسلیئے وہ اُس منصب کو نہ لے سکا - مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین - اور مآثر الامرا وغیرہ مین یہ صحیح لکھا ہی کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی جو بنگالے مین اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی - اور دونون سے سفارش کی کہ آپسمین صلح اور موافقت رکھین اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی مین رہین - اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس آوین مرزا جوان بخت کو اون کا نائب سمجھین اور شجاع الدولہ کو خلعت فاخرہ مع اسپ عراق خاصہ دیگر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا - اور آپ اپنی فتح سے قاہرہ او ظفر لے بڑی باہتی قلمرو کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہو کر جاجمؤ مین پہنچ شادی کئے - اور سے شکار کھیلکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین اپنے صوبہ اودھ مین داخل ہوتے - کہا جاتا ہی کہ اس وقت مین نہایت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اُس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی - بینی بہادر ملک کی خبرگیری خوب کرتا تہا رعایا شاد تھی - اور آمدنی دولت سال بسال بڑھنے لگا - خیرات بہت کرتا تھا - برہمنون کی بہت خاطر کرتا تھا - اوس کے اجلاس مین عرضی عبارت فارسی ناگری حروف مین لکھکر پیش ہوتی تھی - اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی مین حکم لکھتا تھا - ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا - سقفدولو کی روزی خوب کہل گئی تھی - اور ہر ایک خوش حال رہتا - ؂

شاہ عالم کی رکاب مین شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک مین جاری کیا - اور کسی قدر روپیہ و اشرفیان اس سکے کی بادشاہ کی خدمت مین بھیجین - اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر - اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کر کے اس مضمون کی عرایض لکھے کہ حضور بنگالے سے یہان تشریف لے آئین بادشاہ بھی اس ملک مین رہنے سے بیزار تھے اونہون نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا - اب انگریزون اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کر کے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے سوار ہوئے - شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ ۱۱۷۵ ہجری مین کرہ باندہو کیطرف کوچ کیا اور مکندپور علاقہ ریوان متعلقہ بگھیلکھنڈ مین قیام کیا - یہان چھہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام اکبر ثانی رکھا[۱] - راجہ جیت سنگہہ بگھیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

[۱] دیکھو تاریخ بندیلکھنڈ ۱۲

بلالیا اور اپنے دو بہائیون کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو
دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر واپس آئے اون اور آپ بھی [illegible]
کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹا[۹۱] بادشاہ نے
الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۹۲]۔ وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد ابھی تک اپنے ملک مین
توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ عالم
کو لانے کے لیے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہی۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہی
کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ[۹۳] مین لکھا ہے
کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بس ان کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے
اور یہان سے دریاے کرمناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ ہے دو کوچ کرکے پیشوائی کی۔ تاریخ
۱۷ ذیقعدہ[۹۴] سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سرا سے سید راجی اور آب کرمناسہ
کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہی شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے
مشرف ہوئے۔ اونکی ساتھ شاہزادہ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے اول [illegible]
کے بعد تخت وغیرہ اور دوسرے لوازم پیش کیے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہو
اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد
برسات فدوی ساتھ چلیگا۔ اور بادشاہ سے بندوبست خاطر خواہ کریگا چنانچہ بادشاہ نے
اونکی عرض کے موافق چہاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران گہیلہ کو اس خوف سے بادشاہ
کی رفاقت سے دل برداشتہ کر دیا کہ اون کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے [illegible]
کہڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کرکے دوستی پیدا کرلی۔ اور [illegible]
بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ بادشاہ جب وزیر کے خیمے مین داخل ہوے
تو دونون سرداران گہیلہ بدستور کہڑے ہوئے تہا تماشا کر رہے تھے۔ وزیر نے

---

۹۱ دیکہو گیان پرکاش ۱۲
۹۲ دیکہو مرات آفتاب نما ۱۲ ۹۳ دیکہو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ ۹۴ دیکہو
خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور
بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷ ذیقعدہ لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہ ایسی نقل کرو جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہوجائین۔ جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کرچکے غصّے ہوکر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار سیر لیے ملک کو لوٹ گئے۔ بادشاہ نے بہت کچھ معذرت کی مگر قبول نہ کی[1] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور نہایت عقیدت سے بادشاہ کی ترک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو مین چلتے تھے۔ اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہوجاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہوتے۔ جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گہوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہان سے سبقت کرکے بادشاہ کے بیٹھنے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور داد کی اہتمام مین تین پہر کھڑے رہے۔ اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت مع اسباب آرائش اور ہوادار وغیرہ ۹۰ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ مین کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کین۔ جب حدود بنارس مین پہونچے تو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہوکر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا۔ اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رنجک دان بخشا۔ مرآت آفتاب نما مین اسی طرح لکھا ہے۔ مآثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پایاب ہوگیا بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کرکے الہ آباد مین پہنچے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکھا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تھا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تھے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تھے۔ بہرصورت ۱۰ ذیحجہ کو جاجمؤ مین داخل ہوکر مقام کیا۔ چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹون کی شکست کی وجہ سے خراب ہورہا تھا اوس پر قبضہ و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ مین جا داخل کرکے اوس طرف سے مرہٹون کے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا۔ اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوئے۔ موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۷۵ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوئے۔ شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چھوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لئے ہوئے روانہ ہوئے۔ [illegible] دار و سواس راو وغیرہ نے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوئے [illegible] یہان سے جہانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے مین بڑی کوشش کی باعیان کو تدارک شکست ہوئے اور وہ پانچوین رجب ۱۱۷۵ ہجری کو

[1] [illegible] بیان چہارشنبہ ۱۲

قلعہ مفتوح ہوا۔ شیدی یہاں کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہیں پایا تھا ۱۲۔ رجب کو خلعت ہفت[۱] پارچہ مع جارقب و مالا سے مروارید اور قلمدان مرصع عنایت ہوا اور ۲۴ ماہ مذکور کو غسل خانے[۲] کی داروغگی پر سرفراز کیا اور عصمت اللہ خان اوکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما میں بیان کیا ہو کہ ۱۱۰۲ ہجری میں بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک و آپ سے مرہٹوں کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے سا جد بہت بہادر وہان کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اُن اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہان پہونچکر مرہٹوں کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا اونہون نے اطاعت نکی اور آخرکار لڑائی کی نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے سردار غلام شاہ تھا۔ وہ مارا گیا اور بہت بہادر بھاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف و اختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکھتا تھا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا وہ اونکو بہکاتا تھا۔ مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ میں منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کے حکم سے تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس میں ناکامیابی اوٹھانے کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور میں مسطور ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بہ سرداری کرامت خان و بہت بہادر بامور فرمائی ان دونوں سرداروں نے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[۲] دیکھو مرات آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما میں غسلخانہ کی جگہ دیوان خاص لکھا ہے۔ اس لفظ کی شرح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے میں بیان کیا ہے کہ اکبر کے زمانے میں دیوانخانے اور زنانے مکانات کے درمیان ایک مقام تھا جس میں اکبر غسل کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے خاص خاص بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تھے۔ اور ضروری باتیں بادشاہ کے گوشگذار کرتے تھے کچھ دن گذرنے کے بعد اس خلوت خانے کا نام غسل خانہ مشہور ہوگیا اور اس وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہ جہان نے اپنے عہد حکومت میں اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکھا۔ ۱۲

جانب شمال پہونچکر مقام کیا راجہ گمان سنگھہ باعانت الدیث اپنے آپکو مقابلہ افواج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی - چنانچہ بہت سے لوگوں نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے لوٹ کرتے گئے کہ فوج مخالف بسپا و مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب کرکے بہت آدمی قتل کئے - اس لڑائی مین نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونون سردار گھوڑون سمیت حمایت کو دکھا اپنی جان گرداب بلا سے کنارۂ عافیت پر بسلامت لے گئے۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا - اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجاتا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے چہلسی سے نسبت الہ آباد واپس آتے وقت ۱۱۷۹ ہجری مطابق ۱۷۶۳ء مین شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان پر فوجکشی کرین اور خود بھی ساتھ ہوئے کہتے ہین کہ نواب احمد خان پر فوجکشی کے تین وجوہ تھے وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی - یعنی ایک اخبار نویس نے روزانہ حال احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریر کیا اوسنے لکھا کہ احمد خان پالکی مین سوار ہوتا ہے ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا ہے - نگال باڑی تیار کرائی ہے اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کئے ہین شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے مثل سانپ کے پیچ و تاب کھایا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کردیا اور بطور حیلہ اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ احمد خان کو فقط اب تخت پر قدم رکھنا باقی ہے - بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غضب آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر جانیکو مستعد ہوگئے - دوسری وجہ جو غالباً اصل وجہ تھی یہ تھی کہ بابت متعلق میان ملک دوآبہ جو مرہٹون نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا تنازع واقع تھا یہ ملک دوآبہ سے نکلگئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنجات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیئے اور شاید کبہی شہزادہ اسکو
کچھہ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر
قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر مورخہ سنہ ۱۷۵۲ء کے قابض ہوا ہے اور کل
باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر ناحق ثابت کرتے تھے - ریاست فرخ آباد کے
۳۳ محال مین سے ساڑہے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونہون نے
پانی پت کے مقام مین جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑھے سولہا
محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک دستاویز تانبے کے
پتر پر تحریر ہوئی تھی - اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان
چھوڑکر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور سندہیا کے
جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان
مرہٹون کے قبضے مین آگیا تہا - سنہ ۱۱۷۶ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۲ء سے سنہ ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ نے
میان دوآب کے نیچے کے حصے سے اونکے مقامات کو بالکل صاف کردیا اور اونکا ملک ہند مین جہانسی
تک بڑہ گئے - اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین
تھے لے لیئے اور شکوہ آباد اور کرہ اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپوند اور مین پوری پر روہیلون نے
احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کرلیا تہا - تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ تر
ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی - امراؤ گر سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین نواب
شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لیکر ہولے بھاگا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد
مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا - اور مظفر الدین خان بنگش
کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی - نواب کے مشیر کارون نے نواب کو صلاح دی
کہ اسکو پناہ نہ دیجیے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سواے اسکے آپکے پاس اسقدر
روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا
یہ مجھہ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب
کے پاس جو اوسوقت ساڑہے آٹھ محال کا عامل تہا بہیجدیا - امراؤ گر کے بہائی ہمت بہادر نے
امراؤ گر کو شکایت لکھہ بھیجی کہ تم نے اپنے مالک کو چھوڑکر جسنے تمہاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار
کی جو تمہاری فوجکو تنخواہ بھی نہین دے سکتا ہے - امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے

میںنے یہاں چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے
نکلا تو میں اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگونگا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان چیلہ عرف
میاں عیسی کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط
غضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور
اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اٹھیگا نواب احمد خان نے
جواب لکھا کہ میں سوائے خدائے کریم کے کسی سے نہیں ڈرتا جو کچھہ آپ کے دل میں ہو کیجیے میںنے
امراؤگر کو خط بھیجکر نہیں بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے
اس جواب پر بہت کچھہ رنج کیا مگر چند مہینے تک اوس کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے میں احمد خان کے
امرائے امراؤگر سے کہا کہ تمھارا یہاں سے چلا جانا مناسب ہے کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی
تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤگر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤگر نے اونکی بات مانکر
وہاں سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہوں تو تم کو
میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانوں میں
کسی نے زنجیر نہیں ڈالی ہے امراؤگر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل
گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ
فرخ آباد میں فقط چار پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنات پر متعین ہے۔ اونہوں نے
مشہور کیا کہ میں ملک گیری پر جاتا ہوں یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہیں دیا ہے
اونسے وصول کرنے جاتا ہوں کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ میں ریاست فرخ آباد
کے متعلقہ موضع نگر کو جو دریائے جمنا پر واقع ہے لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل
کی سرائے میں قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ فیض آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے
پرگنہ بلہور[1] میں نانامئو گھاٹ تک پہنچے لشکر تو ادھر کو قنوج کی طرف بڑھا جو احمد خان کے علاقہ میں
تھا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور میں ایک شب اور ایک دن مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تھا
اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تھا جو مواضعات کہ مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے
لئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دے رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہے مگر
جب شجاع الدولہ مکن پور پہنچ گئے اوس وقت اونہوں نے دریافت کیا کہ یہاں سے فرخ آباد کتنے

---

[1] ضلع کانپور میں ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق میں ہے ۱۲

پہنچنے مین کتنا عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہلا ۔ عیدی کا راجہ گنگا سنگھہ جو احمد خان کا بڑا دوست تھا
اوسوقت شجاع الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع پہنچنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد
کو فقیر کا بھیس کروایا اور خط اوس کے جوتے مین رکہا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اوسکو
یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور شرف خان داروغہ
ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر
میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پانوں داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا
بخشی عجلت تمام طلب ہوئے اونہون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے ۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررون
کو بلاؤ اور ہر عامل اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون ۔
اور بریلی[1] اور بدایوں[2] اور بسولی[3] اور اوجہانی[4] اور اونرجہنڈی[5] اور آنولہ[6] اور رامپور[7] اور مئو[8] اور
شمس آباد[9] اور عطائی پور[10] اور تلہر[11] اور شاہجہانپور[12] کے پٹھانون سے بھی مدد طلب کی ۔ اسوقت حافظ رحمت خان
والی بریلی اپنی حدود کے قریب پرگنہ مسرآباد مین جو اب ضلع شاہجہانپور مین ہے مقیم تھے نواب احمد خان نے

---

[1] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [2] فتح خان خانساماں نواب علی محمد خان کے ایک امیر اسی مین رہتے تھے ۱۲ [3] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہے ابتدا مین ایک گانوں تہا ۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہوگیا ۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [4] اوجہانی ضلع بدایون مین واقع ہے ۔ یہان نواب عبد اللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [5] اونرجہنڈی مین کہ آنولہ سے مشرق کی طرف دو تین کوس پر ہے ۔ نواب سعد اللہ خان رہتے تھے ۱۲

[6] آنولہ نواب علی محمد خان کی دار الحکومت تہا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲

[7] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [8] مئو کو رشید خان پسر جلالہ ولد خواجہ بایزید عرف پیر روشن سے آباد کیا ہے ۔ [9] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

[10] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲ [11] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہے ۱۲

[12] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان فتوحی اور کابلی کے جاگیرداروں نے ۱۰۵۷ھ مین شاہجہان سے اجازت لیکر اوسکے نام پر آباد کیا تہا ۔ ۱۲

اگر احمد خان کو شکست ہوئی تو سرے اور دوندی خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی اٹاوہ
شکوہ آباد پھپوند کو نہایت ضرر کا اندیشہ ہے - احمد خان کو مدد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہو گئے اونھون نے
جواب دیا کہ مجھے اس کی خبر پہلے ہی پہونچ چکی ہے - اور اسی واسطے خود مستعد ہون سب طرح سے شرکت
کے واسطے حاضر ہون - مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے - اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان
دوندے خان وغیرہ دوسرے سرداران روہیلہ کو بھی طلب کرون اور اگر روپیہ نہ ہو سکے گا تو مین فوج سے
تو حاضر ہون - جب بخشی نے پہونچکر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے
ہاتھ دو لاکھ روپئے بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تم یہ اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان
وغیرہ آجاینگے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا جسوقت روپیہ پہونچا - اوسوقت حافظ رحمت خان نے
نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اس طرف روانہ ہون اور اپنے نائب
شیخ اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی کل فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور خدا گنج کے نیچے
مقام کرے - ان دنون نواب سعد اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی - سن کے عارضے
مین مدت سے علیل تھے - خود تو نہ گئے - مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان
کو بھیجا[1] - ہارون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے - بخشی فخر الدولہ نے
حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا - اس کے بعد
نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ اگر مدد دیجئے
وزیر مذکور اس وقت سورج مل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا
اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہدیا تھا کہ اگر سورج مل کو اس کا حال معلوم ہو اور وہ سوال کرے کہ مجھے
کیون نہ طلب کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیئے کہ سابق مین تمنے حق ہمسائیگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ
کے شریک نہ ہوتے - لہذا مناسب تو یہ ہے کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھے تمھاری
مدد کی چندان ضرورت نہین ہے - اگر خدا چاہیگا تو مین شجاع الدولہ کی بھی ویسی ہی خدمت کرونگا
جیسی صفدر جنگ کی تھی - جب خواجہ خان دیگ کو پہونچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے
فوراً سورج مل کو طلب کیا اور اوس سے کل حال بیان کرکے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا ضرور ہے
راجہ نے پوچھا مجھے کسواسطے نہ بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہدیا

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

راجہ نے کہا جو کچہہ نواب نے کہا سچ ہی مگر مطلب واسطے اب مین بے مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سواہیت دعا لاکس روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جاکر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ آگے بڑہے تو وہ کوچ درکوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جاوین - علاوہ ازین مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرون گا یہ سب روانہ ہوئے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ حیات باغ مین لے گیا - بجواب پروانجات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور مع افغانان شاہجہانپور و شاہ آباد و قطع ہردوئی وغیرہ کو کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تہی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کا خیمہ فتح گڈہہ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڈہہ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوندے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے ذریعہ سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار بگار ندی کے کنارے پر بہیجا - اس مقام پر کل خیمے جو صفدر جنگ اور نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا - ایک رات بھر رہکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا - روشن خان وامراوگر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے خدا گنج کے نیچے پتخ بہیر کے جاکر شریک ہون - تہوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ لکہنؤ مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سراے مین ٹہیرا - یہ محض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تہا - جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کرلیا تہا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور ناصر خان[سلہ] صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

سلہ آروین صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بہی لکہا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کرچکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تہا - اور اوسکی نسبت لکہتے ہین یہ شخص سنہ ۱۱۵۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تہا - فرخ آباد مین رہتا تہا - تین ہزار روپیہ ماہوار اوسکو وظیفہ ملتا تہا وہ فرخ آباد مین قبل سنہ [illegible] کے فوت ہوا - اوس کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تہا اور اوس کو بہت کچہہ ملتا تہا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھہ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکہا چونکہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سرداروں کی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالار جنگ کو معاملہ گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجدیا سالار جنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالار جنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاؤن روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالار جنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالار جنگ کو قید کرلیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اول حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کورنمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکھہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب آوینگے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کرلی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور رہا تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرونگا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکھہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون احمد خان تعظیم کے واسطے اوٹھہ کہڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاونگا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے۔ آخر الامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فرخ آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء کے قبل مرچکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ سنہ ۱۷۵۴ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان سنہ ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات
کا جواب طلب فرمایا جاے اگر مست ہاتھی زنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جایئن اور وہان جا کر لڑین تو
اس مین کسکا قصور ہی - پالکی باجی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے - یہان چونکہ
قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین - لہذا چند لکڑیان کہڑی کرلی ہین وہان انکو قطار سے
کہڑا کر کے قاعدہ سلام وغیرہ سکہلایا جاتا ہے - اور پالکی اس عاجز کو عوض حضرت خلد مکان عالمگیر
ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی سلطنت مقرر فرمایا تہا - اور شجاع الدولہ خاکسار
سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ
کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تہا شجاع الدولہ کو حاضر ہونا منظور نہ تہا مگر مجبوری جانا پڑا
اور ہم دونون بباعث حکم سخت کے مجبور تھی - اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکہتا ہی
نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تہا اب اسقدر بڑہ گیا ہے کہ دعوے ہمسری کا
رکہتا ہے - اور چونکہ کوئی اوسے ہمسر تصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکہتا ہے - اس
عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو اونہون نے احمد شاہ
درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے التفات چاہا تہا
کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمایئن - اور تہوڑی دور اس مقام سے کسیطرف
نہضت فرمایئن تاکہ ہم تینون صاحبین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت عالیان
حضور سے شرف اندوز ہو - یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتہ ارسال ہوئی ایک سو آدمی
اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تہے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی
تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب
ہو اینشی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑہکر سنائی - سنکر بادشاہ نے مہتاب خان
کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ راے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جاے
خاموشی بہتر جواب ہی - مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا - جب کچہہ جواب نہ ملا تو بلا اجازت
وہان سے چلا آیا - اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا - دوسرے روز نواب احمد خان
اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا - عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑہنا چاہیے
اوسوقت یہ خبر پہونچی کہ نجیب الدولہ بنی گنج مین آپہونچے ہین - بنی گنج چہوٹا سا قصبہ ہے مین
بہلر وجہیرامو کے فرخ آباد سے ۱۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - نجیب الدولہ جو

دہلی مین تہے براہ سکیٹ ملک وہ آپ کی طرف برسم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو مسمار
کرتے ہوئے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے بگڑی بدل بہائی تہے نواب احمد خان نے اونکی ضیافت
کہانے کے ایک سو بیس کہار و نیز ہمراہی شاہ محمد خان جماعہ دار و تیغ شیر خان سونٹے والے کے بہیجے
اور پیام دیا کہ طعام نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیئے ہے
کیونکہ بہائی بہائی مین تکلف نہین ہوا کرتا ہی۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹہا دو
اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بنی گنج مین چہہ ہزار پٹہان سوارون نے نجیب الدولہ
کی نوکری چہوڑدی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیئے۔ اور روزانہ
کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین
شیخ کبیر و راجہ امراؤ گر و روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔ نجیب الدولہ نے
شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات
شمشیر بدست ملاقات ہوگی۔ شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور ہمسے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے
روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کیئے ہوئے وہان سے روانہ ہوئے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ
نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور میں لے گئے۔ اور تدابیر کے دفتر کہلے۔ نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
کہ افسوس ہی کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج مجتمع کرلی اور کہنے لگے
کہ اگر لڑائی انہین جاری کی تو پہلے مین میدان مین آؤنگا۔ مگر مجھے اندیشہ ہی کہ میرے افغان روہیلون سے
دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہی قوم و مذہب
کے تخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اون مین موجود ہی دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی
مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ
امراؤ گر کو فرخ آباد سے رخصت کردیا جائے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جائے
احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ
فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا کل مین
تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون
مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس
صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑکر آگے بڑہے
اور کالی ندی اوترکر اپنے خیمے کہڑے کرائے۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتہی پر سوار دیکھا اور
اوسکی تمام فوج صف باندہے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکہتے ہوئے
گذر گئے۔ اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج مین خود اونکی فوج کی نسبت
زیادہ سردار فیل نشین تھے۔ نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب نہ دیا
بڑہکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوئے۔ اور نواب سعد اللہ خان
اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی
نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تو تم پٹہان کے برخلاف تمنے
شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اسکا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکر
تال مین مجہپر حملہ کیا تہا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال مین میری مدد کی تہی۔
پہر دوندے خان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتہہ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون
قید کرلیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی
مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو تثلیث کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا۔ بعض کہتے ہین
کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی۔ مگر حافظ رحمت خان نے
جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑونگا۔ آخر تصفیہ اسپر ہوا کہ
شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان امرا وگر کو اپنے
یہان سے علیحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتہہ شجاع الدولہ کے پاس
لیجاتے مین حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاونگا۔ جب حافظ
صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی۔ نواب نے پوچھا
کہ یہ مبارکباد کیسی ہے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ ہمین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری
تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہا کر نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کی غرض سے
بہیجا ہے۔ احمد خان کے پاس صلح کی غرض سے بہیجا ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ
تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون۔ مگر اسبات مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے
چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر
مائل بہ صلح ہوئے ہین۔ یہ خیال رکہنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی
بات نہین ہے۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو صبی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی او سوقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی ۔ اب معاملہ صلح کا
یون طے ہوا کہ جو کچھ طے پایا تھا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے افغان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی حال مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو ۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اون کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اون سے اجازت حاصل کرونگا ۔ احمد خان نے کچھ
تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوے پھر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اون سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکر گاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے یہ بیان آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بدایون سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوے طرفین نہین رکینگے تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوے ۔ آنولے سے چلکر بدایون پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بدایون سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجاے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی راے سے باہر نہین ہون
مگر دونہ سے خانکو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیٹرہول کو بھیجا دوندے خان
کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹاوین دوندی خان
انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ڈالی لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کرکے شجاع
الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا۔ دوندے
خان نے بادشاہ کی ملازمت بھی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی
طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے
حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا
کہ جسقدر تہانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھہ گئی ہین
وہ بٹھادے چنانچہ عنایت خان ملک کے تہانے بٹھاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنؤ
کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔ کرتا

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہوکر انگریزون پر چڑہائی

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان
کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب اپنے
اپنے سرداروں سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور
رویہ سے واقف تہا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودہر جانے سے بلکہ خود بدولت
مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہئے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے
انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالی جاہ نے آب وہواے
رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا
کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجئے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجئے
عالی جاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورے
پر بھی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجھا۔ ایک دن صبح کو ڈیڑھ لاکھ
روپیے نقد اور پانچ ہاتھی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نہ تہا
دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرمناسہ پر منزل
گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہے کہ میر
قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بھیجا اول نے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خاں اور مرزا ابہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تہا اور دیگر عملہ اور ارکان
دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچہ مال دیکر وسیلہ مستحکم کرکے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ
کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے پہنچنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت
اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تہا چونکہ بادشاہ اور شجاع
الدولہ الہ آباد مین بندیلکہنڈ کے انتظام مین مصروف تہے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہ کو روانہ
ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تہا شجاع الدولہ
دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو لیگئے عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹون
کو آراستہ کرکے سراپردہ کے دروازہ سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ
استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمائد بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تہے۔ جب وزیر پہنچے نواب
دروازہ تک استقبال کیا حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر
بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجاکر آپکا سلام
بادشاہ سے کراونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی اکیس کشتیان اور بہت سا جواہر
اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئیے۔ پہر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے
اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہوکر دونون نواب
اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ انہونکے
بھی مغلیہ ملازمون کو حکم دیا تہا کہ بانات کی لباس پہنکر اور بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ دستہ
سر دروازہ سے لیکر جہان تک گنجائش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی
اپنی اپنی خدمت پر حاضر تہے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک
استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑکر اپنی مسند پر برابر بٹہایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ
فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا
وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاوینگے[۵]
چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون
روپیہ کی قیمت رکہتی تہی شجاع الدولہ کی مان کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی مان بنایا شجاع الدولہ

---

[۵] دیکہو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہ جرنلی ۔ ۱۷

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تہا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور تھی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تہی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ عرصے تک
اس طرف رہنے کا خیال تہا اور عالی جاہ کو مقابلے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ چاہتا
تہا کہ انگریزون کو قدم جمانے کی فرصت نملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے ادہر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اونہون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے
تو مجہے فرماتے مین جاکر بندیلون کو مسخر کرلونگا وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالی جاہ جبا اور کر
ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تہا اور فوج قواعد دان ہمراہ تہی بینی
بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون
نے عالی جاہ کی جنگی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زر واجبی کے ادا کرنے پر
راضی ہوئے اور مرزا نجف خان کے ذریعے سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تہا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زر خراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکہا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہمارے پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بہیجین جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت مین مذکور ہے۔ اور بقول مولف سیر المتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عماد السعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تنقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکہدیا ہے
کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادون کی ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تہا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تہے
جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بہیجا
اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیون کا
اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسرون کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تہی۔ عین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے ذبح کی اور اسکو اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے بھی فوج کے ناگون کو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے بیٹھے رہتے تھے پٹھان اون ناگون کے قتل پر چل پڑے ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہوکر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر اڑہائی سو ناگے کام آئے پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے ڈیرے پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت گر[۱] کو جو گوسائیون اور ناگون کا سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے ناگے پٹھانون کے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتے ہین یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگے کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقرا ہندو مین شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان سنہ ۱۱۷۷ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور میر قاسم عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ راجہ اسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس میرے دربار مین حاضر ہوا کرے اونھون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی بلونت سنگھ عنایت خان اور شیخ جان وغیرہ کے اعتماد پر جسکا متوسط سید نور الحسن بلگرامی ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

۱؎ گل رحمت مین ہمت گر کے ساتھ امراؤ گر کا نام بھی لکھا ہے ۱۲

ستھا وزن بتاتے تھے یہ بھی دو تین ہزار سوار پیادہ ان کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تھا ۔ مگر جس وقت سرکار وزیر سے خود اوسکی طلبی ہوتی تو کہتا تھا
کہ جناب عالی خدا کی سایہ ہین ۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ۔ وجہ اس کی یہ تھی
کہ یہ پہلی پت زمیندار پرتاب گڈھ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تھا بنارس مین بلدہ رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگہہ نے قایم کی ہے ۔ اور قلعہ بجے گڈھ مین جو نہایت دشوار گذار پہاڑ پر تھا اپنا خزانہ
رکھتا تھا ۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکھہ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے
پار اوترین گے اوس وقت تک کہ جا کے شہر پٹنہ پر مقبضہ پاؤنگا دونگا ۔ اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تھے اون سے معلوم ہوتا
تھا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاتے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جاتے گا ۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنک کو
حکم ہوا کہ کرم ناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے ۔ مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تھا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچھہ اعتبار نہ تھا اون مین بغاوت کی
بو آتی تھی ۔ اون مین سے سپاہی بھاگ بھاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تھے ۔ اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تھا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تھا ۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لیئے اون سے وعدہ انعام کیا تھا
اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا ۔ موشیر لاک کا کچھہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا ۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا ۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکھانے کا انعام مانگا کچھہ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچھہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی ۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تھی ۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی ۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تہین
کہ انگریزون نے آگے بڑھکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چھوڑ دیا ۔ اور لشکر آگے بڑھکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لیئے لڑنے کا ارادہ کیا ۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے اندر حاضر ہوا کرتے تھے
شیخ کے منہ سے کلام سے انگریزونکی ساتھہ جنگ کی مخالفت پائی جاتی تھی وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی خوبیان

نہ انتظام تہا اور نہ قواعد دان تھی کبھی شیخی کہتے تہے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا
منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آوینگے - بہر حال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور
تہوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تہا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری
جگہہ حرکت کر رہا تہا جو کچھہ دار السلطنت شاہ جہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ
تہا میسر تہا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تہا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجہایا کہ انگریزون سے
اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے
ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہی - اگر وہ دس ہزار ہون تو پچاس ہزار اون کے مقابلے
مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چپاولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے
بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب
ہمراہ لیجیے اور سوارون کو ساتھ بہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چھوڑیے باقی فوج سے گذر کر لیے اسکے
کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گھبرا کر یکسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہیے
اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہو کر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہیے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی
فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہیے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اور توپین اور
بار برداری کی گاڑیان خراب کرکے تمام روز اون کا تعاقب کرنا چاہیے - اور رات کو ایسی جگہ مقام
کرنا چاہیے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پیچھا کیے جاتے - اگر اس رہ مین
انکا خاتمہ ہو ابہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہیے - بلکہ سہرام پہنچکر ایک زبردست فوج کے
مقام کیجیے اور کچھہ فوج کو نہایت لائق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ
کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجیے اور ہر ضلع کے لیے حکام لائق اور ایماندار
مقرر کرکے اونکو وہان بہیجیے اور اونکو تاکید کر دیجیے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ
پہنچاوین اور مالگذاری کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتھ کرین تاکہ زمینداران اور رعایا کی
تالیف قلوب ہو اور لوگون کو تشویش نہو ملک کے تمام قلعہ و سالہ مین جو بہت وہ بالکل دخل کرلینا چاہیے
اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بھیجکر اسی طرح اوسپر بھی حاکم مقرر کرنا چاہیے اور یہ دونون
فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئی
اور جسطرف سے تاراج کیے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد
کے قلعہ مین داخل نہونے پاے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگ جانے اور قلعہ عظیم آباد چھوڑ دینے کے دوسری تدبیر نہ کرسکیں گے - بعد ازان
جو کچھہ مناسب ہوگی فرمائینگے - وزیر بیگ نے تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تھی پسند
نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچھہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ
ابدالی کی لڑائی دیکھی تھی اپنے آپ کو اونکی مقلد و ثانی ہی جانتے تھے اور جواب دیتے تھے کہ جنگ کو
میری رائے اور سلیقہ پر چھوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجراری کی اوسوقت مین شہرت
بھی بہت تھی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوشوقت
منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکے لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس
تک آبادی کا نشان باقی نہ رکھتے تھے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بجارے جسقدر وزیر
اور بادشاہ کے دردو سے خوش تھے اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزون کی فتح کے لئے دعائیں کرنے لگے -
کیونکہ انگریزون کے ہاتھ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تھا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تھا —
سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہی کہ جب یہ لشکر کرائت مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ
چونکہ مدت سے اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تھا چوپالے مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور
اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق
کو بیع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چھوڑکر آپ آگے کو بڑہ گیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے
رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سے گانون کو خالی کرکے بھاگ گئے تھے پہنچا
اتنے مین نظر آیا گھوڑونکا ہنہنانا سنکر متعجب ہوا کہ یہان گھوڑے کہانسے آئے آدمی کیونکر پہنچے ہین
اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے مقطع الطریق ہین چیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ
گرد و غبار اور اوس مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکھا کہ ہزارون
اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تھے اونکے پیچھے چلے آتے
ہین بندے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے
دلمین یہ قرار دیا کہ ابھی دور ہین شاید مجھے نہ دیکھا ہوگا - کنارہ دریا سے اوترکر پیچھے کی طرف
سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنے ملک کو جانا چاہئے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ پٹنے کے تھے اونکے
جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکھا ہی - اونہون نے بھی ہمین ضرور دیکھا ہوگا اس حرکت
کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے پس مناسب ہی کہ انکے درمیان مین دلیری کے
ساتھہ جانا ہے - بندے نے سمجھا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی میں توقف کرنا

۳ مئی ۱۷۶۴ء مطابق ۰ ذی قعدہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے
جو مور و ملخ کی مانند بیحساب تھی سوار ہوکر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوئے اس
جنگ میں اونہوں نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپگیر
ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[۱] و امراؤ گر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بہ [illegible] اور شیخ
دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول میں متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نجف خان
اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراچی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و
فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر میں کھڑے ہوئے
اور بینی بہادر کے سیدھے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمیناً ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی
فوج جمائے اوسکے ساتھ پانچ پلٹنیں سمرو کی ماتحتی میں مع توپوں کے انگریزی وضع پر چقماق وار بندوقوں
کے ساتھ آراستہ موجود تھیں اور پانچ چھ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے
مقابل جدھر جعفر خان کا مورچہ واقع تھا اوس سے ایک آگے کے ٹیلے پر کھڑی ہوئی تھی - اور
شاہ عالم یہاں سے کئی کوس پر صفوں کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھتے تھے -
شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ میں آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل
حسین خان مرحوم کے راستے پر نمایاں ہوئے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی
اور وزیر مع فوج کے جسارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزوں نے بھی
گولہ باری شروع کی - انگریزوں کی ایک بڑی توپ کے دو گولے سمرو کی فوج میں
گرے جو عالی جاہ کے ہراول میں اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تھا - اور تلنگے زخمی
ہوئے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ سمرو کی فوج کے اوپر سے گذر کر عالی جاہ اور
سمرو کے درمیان میدان میں گرتا تھا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیغام دیا کہ تمہارے
آقا خود شریک جنگ ہو یا سمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے
نہ ہلا ظہر کے وقت گوسائیوں نے حملہ کیا - مگر انگریزوں کی توپوں نے نہ بڑھنے دیا

---

[۱] بعض تواریخوں میں اسکا یہاں نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دھاوا کیا ۔ انگریزون نے بندوقون کی باڑھین
مارکر توپون سے گراب مارے ۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے
اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا ۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی
تمام فوج نے حملہ کیا ۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین
اضطراب ڈالدیا ۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھ آگئے جن کے ڈھول اور
طنبور چھین لیئے ۔ مگر اونھون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑھین مارتے رہے جس کی
تاب فوج وزیر کو نہوئی ۔ اور سب کا منہ پھر گیا ۔ لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر اپنی
اپنی جگہون پر قایم رہے ۔ شیخ دین محمد پسر شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ
مارے گئے ۔ اور ابتک پچھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی ۔ اور اوس کے جھونکے
لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے ۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سماں بندھا ۔ اوسوقت
سب نے دیکھا کہ تیسری باڑھ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑھالائے
وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بھیجکر اوس کے تساہل اور
عدم کوشش پر لعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے
کا وقت نہین ہے ۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا ۔ گل رحمت مین لکھا ہے کہ
عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گھوڑے سے اوتر گیا تھا
اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا ۔ جبکہ انگریزی توپون کی آتشباری
سے ناگون کا منہ پھر گیا ۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑھنے کو نہوئی ۔ عنایت خان
نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودھر سے مین حملہ کرون ۔ اور شجاع
نے بھی بہت کوشش کی ۔ لیکن سواران مغلیہ نے دھاوا نہ کیا ۔ بلکہ پھلواڑی کی طرف
جہان کمپ قایم تھا بھاگنے لگے ۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا
کہ میری راے مین پھلواڑی کو چلنا چاہیے ۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گھڑی دن
رہے اپنی جگہ سے چلا آیا ۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی
تھین وہ اپنے ساتھہ پھلواڑی کو لے گیا ۔ اودھر عالی جاہ نے شہر کو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

وزیر اور بادشاہ کا انگریزون سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر مین جا کر چھاونی ڈالنا

اس اثنا مین بادشاہ اور وزیر نے انگریزون کے ساتھہ صلح کی گفتگو شروع کی - انگریزون کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کرین - اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جاے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا - اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون مین شجاع الدولہ نے چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر مین چلے گئے یہ مقام صوبہ عظیم آباد کے متعلق دریاے گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بنارس کے تحت مین تھا - چونکہ وزیر کا خراج گذار تھا - برسات کا موسم آ گیا تھا اسلئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا - اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[1] اور عنایت خان رخصت ہو کر روہیلکھنڈ کو چلا گیا - حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اوس کے دیر مین واپس آنے پر اعتراض کیا - غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونون وزیر کے لشکر مین مقیم تھے - چونکہ انکے اور بعض انگریزون خصوصا ڈاکٹر فلرٹن سے اول بہت ہی دوستی تھی اسلئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے - اور اونمین لکھا کہ بادشاہ کو انگریزون سے موافق کر دے - غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ اگر یہ صورت ظہور مین آجاے تو انگریز بہت ممنون ہونگے - وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت مین انگریزون سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے - پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اونسے شقہ لکھوا دیجئے - سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور مین سلسلہ چھیڑا - چونکہ بادشاہ بسبب خود سری وزیر کے اونکے پاس رہنے سے راضی نہتھے فورا راضی ہوگئے - ایک شقہ اپنے ہاتھہ سے لکھہ دیا - اور اوس مین یہ بھی تحریر کر دیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہی - اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہیے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[1] مگر یہ الہ آباد کو نہین گئے تھے - مولف مآثر الامرا کی غلطی ہی کہ اوس نے لکھا ہی کہ وزیر الہ آباد کو گئے اور وہان سے واپس آکر انگریزون سے بکسر مین لڑے ۱۲

یہ بھی کہا کہ راجہ شتاب رائے متوسط ہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلوں اور بینی بہادر کے رفقا میں سے
تھا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نہ کرے۔ یہ شقہ
حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا۔ اتفاق وقت کو دیکھئے کہ اوس زمانے میں ڈاکٹر فلرٹن
اور میجر کارنک سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی۔ جب غلام حسین بادشاہ
کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنک کو مطلع کر کے
اوس سے محافظوں کے نام عظیم آباد میں داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بھیجی۔ غلام حسین جب
ڈاکٹر کے گھر پہنچا تو میجر کارنک اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا۔ غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
کر دی کہ اس شقے کا مضمون سادھو رام کو جو شتاب رائے کا وکیل تھا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ میں حتی الوسع اخفا میں کوشش
کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے۔ غرض دوسرے روز میجر کارنک نے غلام حسین
کو طلب کیا۔ اور میر جعفر خان کو بھی بلایا۔ اور پچھلے دن غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر
خان سے ملاقات کی۔ اور شقہ دیا اوس نے شقے کو سر پر رکھ کر کھولا اور تنہائی میں میر جعفر خان
اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون پر مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار میں
نہیں بلکہ وزیر کے بس میں ہیں اس حالت میں ہم اونکی ایلچی گری نہیں کر سکتے۔ اور برخلاف ڈاکٹر کے
اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادھو رام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا۔
اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بھیجدی۔ اور میجر نے غلام حسین کو رخصت
کر کے شقے کے جواب میں عرضداشت لکھی۔ غلام حسین نے اوس کے مضمون پر بوجہ پر نظر
کر کے بادشاہی جاسوسوں کی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوا دی۔

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تھا کہ گیارہ لاکھ روپیہ ماہوار وہ اونکو ملک مشرقیہ پر
قبضہ پانے تک دیتا رہیگا۔ عالی جاہ نے دیکھا کہ بسبب قلت روپیہ و تقاضائے وزیر کے ہر
مہینے میں اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے۔ اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجھکو مرشد آباد کی
جانب رخصت فرمائیے تاکہ وہاں جا کر عمل و دخل انگریزی میں خلل اندازی کروں۔ بالفعل اونکی فوج کی
کم ہے نہایت متوحش ہونگے ... اس نے اوس طرف اپنے آدمی بھیجکر ... تحصیل حاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے
متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تھا وزیر نے
کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے
اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت
کرو اور بطور اول کے میرے پاس حاضر رہو تو کیا مضائقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے
حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر نہ ہو عوض کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے
ہنراول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی
علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے
ذمے عائد ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آپکی
سلطنت رہے وزیر مین گو قوت متخیلہ[١] نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوئے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین
علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم
خان کو رخصت کیا - اور لہو و[٢] لعب مین مصروف ہوتے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم
خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانسامان میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے سازو باز پیدا کر لیا تھا
اور ایک بار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے ڈیرے پر جا کے
پھر پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر عالیجاہ
رنجش پیدا کرتا رہتا تھا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بد مزہ ہو کر اپنے دربار مین اوسکی شکایت
کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکھا تھا وہ ہمارے یہان کا تھا
شاید میر سلیمان نے اوس کو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان آلہ جنگی فلان
شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور اوسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

---

١ دیکھو سیر المتاخرین ١٢ ٢ دیکھو سیر المتاخرین -

برہتی تہی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے اوٹھکر مرزا بہلول اور علی بیگ خان
نسقچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے
اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے تنگدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی
ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میر ابو وغیرہ جو عالیجاہ کے
نوکر اور شجاع الدولہ کے خیر طلب تھے ان باتون کو وزیر کے گوش گذار کرکے اونکی طبیعت حیلہ جو کو
بہڑکاتے تھے - آخرکار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بمقابلہ صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے
ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و
جواب کے لئے وزیر کے پاس بھیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید
اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچھہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست ہے اور تقاضا
بادشاہ بموجب ہے - خداوالی بینی بہادر کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرمائین جو اوس کے ذمے
بر آمد ہوگا - اوس کے ادا کرنے مین قاصر ہوگا - اور اگر محض بموجب ہوا امیدوار ضمانت ہے -

وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - بینی بہادر کون ہوتا ہے
ہم کل سرکار کو جانتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہے جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو
پہنچا دیا - اور دوسرے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہئے -
نہین تو وہان خود تنہا جاکر کہنا چاہئے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچھہ چاہئے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اوتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے بے سوچے سمجھے دوسرے روز ۸ ذیحجہ
۱۱۷۳ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کرکے صحن خیمہ مین بوریا بچھاکر بیٹھا -
اور اونکی بعض مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ
ہوگئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی رفاقت مین
بد دیانتی کا موجب تہا اسلئے نوین ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لئے علی بیگ خان کو
اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کی طرف سے نو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

له دیکھو سیر المتاخرین ۵۳ و تکملہ سیر المتاخرین ۱۲

تھی بھیجا اوس نے پہنکر رنگین ملامت اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیئے عالیجاہ کو
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا - علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا - مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اور اسیطرح کے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالی جاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا - عالی جاہ نے کہا کہ تم اس
لباس سے وزیر کی پاس جاو گے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی - اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کرکے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگو سے بے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کردیا - اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کرکے ہمکو بدنام کرنا - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین - جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی - اور حضور نے اوس مین کدکی ناچار دنیا سے ہاتھ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالی جاہ کے ذمے تحویل زر ثابت کیجئے - اور علی ابراہیم خان
راضی ہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا - بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی - وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حق کے خیمے مین بلاکر جو کچھہ معلوم کرنا تھا دریافت کیا - اور جو کچھہ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سنے - بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالی جاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالی جاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے - اب جو کچھہ مناسب ہو آپ بندوبست فرماتے - وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھہ گئے تم جاکر عالی جاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین - علی ابراہیم خان نے یہان سے
جاکر تمام امور عالی جاہ سے ظاہر کیئے - اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین - ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے - اور عذر خواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمائیے - اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنئے - عالی جاہ نے منظور نہ فرمایا
اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی -

وزیر کے اشارے سے شمرو کمبراہم کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنوں کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہاں سکہ رائج کہاں تھا اشرفیاں اندر سے منگوا کر دلا دیں اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہیں ہے۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے علاوہ کو برطرف کر کے توپیں اور حمائلی بندوقیں خانساماتی میں داخل کر دو صرف دو پلٹنیں رکھ لو چونکہ یہ شمرو وزیر سے مل گیا تھا جواب دیا کہ اب آدمی اور بندوقیں اوسکی ہیں جس کے پاس ہیں اور وہ اپنے توپخانہ اور پلٹنیں لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہوں نے اوسکو نوکر رکھ لیا۔ یہ شخص دراصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو یہ فرانسیسیوں کی سپاہ میں ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہاں فوج کا عہدہ دار بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسیو لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تھا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تھا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ آدمی اپنے ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آئے گی۔ خدا جانے اوس وقت کی دار و گیر میں تم پر کیا گذرے۔ اسلئے میں یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ انکی وجہ سے کوئی تم سے معترض نہ ہوسکیگا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجھکو ناپسند ہے جبکہ عالی جاہ بلا میں مبتلا ہوگا تو میں بھی کسی کی حفاظت نہیں چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑھے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالی جاہ کے خیموں کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسیو لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتوں کا اعادہ کیا۔ اوس نے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیموں کو گھیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانوں پر بندوبست قائم کر لیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تھا وہ عالی جاہ کے خیمے میں گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود اوسی کے پیچھے بیٹھ کر اپنے لشکر میں لے گیا اور ایک خاص مقام میں قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن میں وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے ڈیرے پر آئے ۔ اور اوسکو حراست میں
لے لیا ۔ علی ابراہیم خان ان دنوں سخت علیل تہا ۔ سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب
اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے ۔ مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے
قید ہو کر وزیر کے نوکروں کی حوالات میں تھے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم
اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو ۔ اوس نے تھوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت
میں لکھ بھیجا اوس وقت وزیر محلسرا میں تھے ۔ حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتیں تھیں وہ
اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تھیں جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی ماں کے پاس
زیور لیکر گیا تہا ۔ علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا
کیا تھا اون عورتوں نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئیں ۔ اور عرضی وزیر
کو پہونچا دی ۔ خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سواروں کو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہیں بے ادبی
نہ کریں ۔ اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہیں چند امور آپسے دریافت کرنا ہیں وہ جمعی رکھیے ۔
دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میاں عیسے کے نام سے مشہور تہا
علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمھیں وزیر طلب کرتے ہیں ۔ علی ابراہیم خان
کرتا اور دستار سے پالکی میں سوار ہو کر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا ۔ سواران ہمراہی کہ سفلہ
مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی مجلس عالی جاہ کی جانب لیجاتے ۔ اور کبھی کسی اور طرف ۔ جب چند
مرتبہ ایسی حرکت ہوئی ۔ خان مجبور ہو کے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ
ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہیں ۔ جہاں حکم ہو پہونچا دیں ۔ اوس نے ایک آدمی
بھیجکر سواروں کو تہدید کی ۔ اور اونکو کہلا بھیجا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئیں ۔ وہ سوار اون
کو ہمراہ لیتا ہوا یہاں آیا ۔ اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانے میں جہاں اکثر
بیٹھے مرزا امانی کا مکتب تہا لے گیا ۔ اور وہاں سے وزیر کے حضور میں لے گئے ۔ اوس وقت سہیل [illegible]
خواجہ سرا اور داروغہ فیل خانہ [illegible] حافظ اسرار خان منشی وغیرہ [illegible]
وزیر کے سامنے کہڑے تھے ۔ علی ابراہیم خان نے حضور میں [illegible] ایک اشرفی نذر گذرانی اور بلا اجازت بیٹھ گیا
[illegible] شجاع قلی خان [illegible] خان مذکور [illegible] تھے ۔ وزیر [illegible]

رعونت[1] سے سرپرا راتے تہے علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کیون صاحب تمنے قاسم خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ جو اوس نے بیجا پہاڑی کی لڑائی کے روز سمرو سے کہا کہ جسوقت بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی اپنی دارالملک سے اوسکی مسند نشینی کیلئے ادہر قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون سمرو کو طلب کرکے مقابلہ کرا دون۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان کی ہے۔ آپ کو جہوٹا نہین بتاتا ہون اور جو آپنے سمرو کے مقابلہ کو فرمایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ مرتبہ نہین رہا اب سمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہو سکا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بہی بدظن تہا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ اپنے دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے افسوس ہمنے جانا کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی خدمت مین کوئی قصور نہین کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلتے وقت اختلاف رائے تھا اونکے رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس کمک استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالی جاہ کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کر سکے۔ حرم سرا کی جانب چلدئے۔ مقربین نے دروازہ تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنی مقربین سے کہا۔ شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے مکتب مین لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھین اپنا مصاحب بنائین اور حکم دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لائین۔ چنانچہ وہ سب مال و اسباب آگیا ہی۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے ڈیرہ کھڑا کیا جاتا ہے اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوسکے رازدار ہو بعض رفقاے عالی جاہ کی خیانت کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور عالی جاہ کی امانت کا حال ابتک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

---

[1] دیکھو سیرالمتاخرین ۱۰

تمھارے حوالے کی ہتین - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتادو اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی بمیز زیادہ ہوگی علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین منہ سے دریافت نہین کی ہتین اب آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچہہ مجکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھ سرکارے کو جو سیکڑون کا خون کرچکا تہا اور سمرو کی مونچہہ کا بال ہو رہا تہا اوران اشرفیون کا حال بھی اوسنے بیان کیا تہا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان نے جو جواب دیا تہا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تہی - اور جاکر شجاع الدولہ سے عرض کرا دیا تہا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے کہنا شروع کیا کہ آبدارخانے سے جواہرخانے تک سنا ہے وجس سمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکھوں اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی ہتین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھ کیطرف متوجہ ہوے اوسنے انکار کر کے کہا کہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے لکہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد اور امین ہو ...... بے اصل ہو تو ایک کمینے اور بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی یہی بہادر اس بات کو سنکر مخلسرا کے دروازہ پر گیا - اور سب حقیقت وزیر کو کہلا بہیجی اور یہ بھی عرض کرایا کہ جو شخص جواب مین الزام دے اور دوسرونکی نادانی ثابت کرے اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور تفضیح کے کوئی مفید نتیجہ نہ بخشیگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے شجاع قلی سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے گرد مین آرام نہین ملیگا - اگر عنایت کر کے آپ اپنی چہاونی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حرم سرا کے دروازہ پر جاکر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا او نہایت خاطر کرتا رہا - وزیر نے بھی تک کہ زندہ رہا کوئی دقیقہ دلجوئی کا باقی نہ چھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سراؤن وغیرہ ملازمین کی کوشش سی معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی مین آیا البتہ کسقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے قبل اوس نے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -

اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کہین ایک کوڑی بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے [۱] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بشرط استواری اصل ایمان ہی خود اوسکی

---

[۱] دیکھو تاریخ ہند مولفہ مولوی ذکاء الله صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتوت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار باصرار اونسے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر انہون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لئے روانہ ہونا اور وہان سے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر چاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے معتمد لوگون کے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل وہان کا قلعہ دار میرے متوسلین مین ہین اور وہان کا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کر کے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرا دون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کر کے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور پہلی محبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ اودہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تھا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاتا ہے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کر چکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کر دو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکھکر غلام حسین کو جواب بھیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلا لو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھہ کر بھیجے کہ اسپر انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرا دو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھہ کر انگریزی فوج نواح کی سرحد سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا دئے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج کا شکست پانا

میجر کارنک کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہیئے۔ وزیر[۵۱] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی چوسر کھیلنا۔ کبوتر اوڑانا ہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو آتے تھے۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کرائے تھے اور اوسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا۔ ۱۵۔ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کے لئے چلین ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کی طرف سے پرگنہ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین ادہر بڑھنے لگین تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ مین بعض جگہہ دلدل مین وہ توپ ایسی پھنس گئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲۔ اکتوبر ۱۷۶۴ع کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آنکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونون لشکرون کے درمیان مین واقع تھی۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جاکر خبر لائین۔ مگر جب وہ آدہی رات تک

---

۵۱ سیر المتاخرین مین بیان ذیل دیکھو

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے پنجے مین گرفتار ہوگئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن صبح کو ٹہیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی۔ توپخانہ چلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریان مورچون ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنو نہین ہی وہ خود ہی حملہ کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر نکلے موسیر لاک اور سمرو آٹھ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگونکے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھ سات ہزار پیادہ و سوار کی معین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ دست راست پر بڑھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریا سے گنگا کے کنارے کہنڈرون کے متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین سے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے مع فوج مغلیہ کے دہاوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیونپر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بہیر اور لشکرگاہ کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موسیر لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اسوقت جہیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دہاوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تہی کہنڈرونکی آڑمین چھپے ہوئے تہے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پر پہنچے تو پہلو کی آڑ سے اون تلنگون نے باڑہین مارنا شروع کین۔ شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادی بھی بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ چونکہ دفعتًا اپیر باڑہین پڑنے لگی تہین اونکا جواب پورا پورا نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشبازی نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی اور باقی بہاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئیے۔ خان مذکور نے جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجئے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا بینی بہادر کو جان دینا گوارا ہوا میدان سے منہ پہیرا۔ میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گہوڑے پر سوار ہوکر راجہ کے پیچھے بہاگ نکلا ع

جو ادر قفش گشت آگہ سپاہ گریزان برفتند زآوردگاہ

چنان لشکر شکستن و آن انجمن
پراگندگی یافت از جید تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان علیسی کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونون فوجون کے درمیان مین حائل ہو جانا اسوجہ وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑکر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکے ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنون پر حملہ کیا ہی۔ اگر اوس نے لڑائی فتح کرلی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ سمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال نہوتی۔ اوس کے ساتھ چھہ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے سمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تہا اودہر سے بیچ منزو نے دہوتین اوشادتے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونہین پچھاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو سپاہی بچے وہ بھاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونہین بھی اپنا اضطراب دکہلا کر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوئے اور اب کسی کو تاب قیام نرہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مفلون اور درانیون نے یہ سراسیمگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوتے تھوڑی ہی دیر ہوئی امید لگائے رہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلے۔ وزیر کا اور اوسکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکی ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر جنس سے معمور تہا۔ تو بیچے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بہاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تہوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوسپر کشتیوں کا پل اونہون نے باندہا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہونچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل شکنی کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرحسے مرگئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ مین ڈبوکر ملیامیٹ کردیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پہنسکر نہنگون کی بندوقون سے راہ عدم کے رہرو ہوئے انگریزون نے دریا کے کنارے کہڑے ہوکر فراریون پر آب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچہ بہکورے گئے اور گولیون سے ہلاک ہوئے۔ جو گنوارون کے پلے پڑے اون کے ہاتہ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بیعزتی سے بچکر نکلگئے۔ اور دریا پار مفرورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامی کا ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہی اور کہتا ہی۔ ع

ندانست بیچارہ از رای خام	ز دستور در کین برآورده نام
بمیعت خیان تنگ به کرده کار	که بستی ز سینه آن کینه کار
شدے فریبی جنبت دستور شاہ	نماندے ز انگریز یکتن سپاه
ز اندیشہ نامران شوربخت	شود واژگون کار و بیار بخت
برآورده نا ساش بخاک آمختند	سپه را بدام ہلاک آگندند

لڑائی ابھی تمام یا در کہنی کے ہے۔ اوسمین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نوسو اٹھارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار ستر آدمی تھے اور بیس توپین تہین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور بعضون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبد الرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور ہمت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل شکنی کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر مین ہیں۔ ۱۳۳ توپین انگریزونکے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا۔ ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزون سے ملگیا۔ نواب کا مورخ جو اوسکے سفر تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلایا تھا وزیر نے اپنے زخمیونکی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصرتمندونکی فیاضی پر آفرین ہے کہ وہ بامجروح زنک متواتر اون زخمیونکو چنتے رہے جن مین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی لشکر کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر مرہم نہ لگا سکے۔ وزیر نے مع متعلقون کے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لئے پیدا ہوئے۔
نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوئے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی سنہ مین اس مصرع سے نکلتی ہے

درہند امہر سند فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالیجاہ کو قید سے نکالکر ایک لنگڑی ہتھنی دیکر رخصت کر دیا تھا اوس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایکہزار روپیہ موجود ہے مینے یہ چیزین آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر دے لیتے تو دیر ہوتی اگر فرمایا ہو روانہ کرون۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہے۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین بروقت ضرورت طلب کرلونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ ہتھنی ملی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فراریونکے ساتھ نکلگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھہ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اوسکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

بینی بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ لیجانے کے لئے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوئے تھے مقیم تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا نتھون مین دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح و ظفر کی تہنیت مین لکھا - اور بیان کیا کہ مین اپنے وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑائے اور میری حمایت و استعانت مین کوشش کیجئے اگرچہ مین وزیر کے ساتھ تھا - مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہوگیا تھا یعنی یہاد رنے جب یہ حالت دیکھی تو سریع لشکر کے دریا کو اوتر گیا - انگریزی سپاہ کشکر مین کئی روز تک اس سبب سے رہی کہ مُردونکو دفن کرے اور زخمیونکی خدمت اور چارہ سازی کرے - اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا - بادشاہ بھی اپنے بہرے جتھے کی سمیت اسطرف چلے آتے تھے - اور انگریزی لشکر سے اونکا بہت تھوڑا فاصلہ تھا - جب یہی بہادر گنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا - انگریز بھی اون سے ملنا چاہتے تھے - میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا - بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری حمایت کیجئے - اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست لے لیجئے - یا جو کچھ اور جی چاہے وہ مانگ لیجئے - میجر منرو نے اپنے اعلے افسرون سے اس باب مین صلاح پوچھی - اور بادشاہ کی درخواست کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا - میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲ - نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک رکھنا ہے تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری حفاظت انگریز کرتے ہین - اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا - اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچا لونگا اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا - اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا جو کچھ وہ طلب کرینگے - اگر انگریز بخلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاؤنگا اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہوون جسنے مجھے اسقدر دقت اور تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے - اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جس مین دولت اور روپیہ بکثرت ہے - اور مین اوسی قدر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھکو دینگے - روہیلے جو وزیر نالایق کے ہمیشہ سے دشمن ہین وہ تمام میرے دوست ہین [۱]-

شرایط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نیظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا سے سلطنت خداداد کو

---

[۱] دیکھو جلد دوم عہدنامجات مین عہدنامہاے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہے۔ ہم بخوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرائط ذیل ظاہر کرتے ہین اور یہ شرائط حال
و استقبال مین جاری وقایم رہینگی۔ بلحاظ اسکی کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا۔ اور اوس نے تکالیف اور خطرات جو
ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوٹھنے کی تھی اوٹھائے ہین۔ ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ
بلونت سنگہ جو شجاع الدولہ کی نظامت مین واقع ہی اوسکو دی اور وہانکا انتظام حکومت اوسکے سپرد ہوئی جسطرح ابتک نواب
شجاع الدولہ کے سپرد تھی۔ اور جو کہ راجہ بلونت سنگہ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کرلیا ہی اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی
کمپنی کو مالگذاری دیا کریگے۔ اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہین رکھتی اور اوسمین سے
خارج کیجائیگی۔ فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہوکر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادیگی
اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگہ کے ہمارے قبض و تصرف مین آئے گی۔ چونکہ شجاع الدولہ کے
ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملتا جائیگا خزانہ عامرہ سے
اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہوجائینگے تو کمپنی کے
تمام مصارف جو اس مہم مین شروع سے یعنی جب سے وہ شامل شاہنشاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے۔ چنانچہ بادشاہ
نے بموجب ان شرائط کے ۲۷ رجب سنہ ۵ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکہکر غازیپور اور باقی علاقہ راجہ بلونت سنگہ
انگریزی کمپنی کو عطا کردیا۔ آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی
سایۂ حمایت مین آگئے۔ اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا۔

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کے لیئے آنا اور صلح کا کام پورا نہونا

جب میجر منرو بنارس مین پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی
ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورے مین شریک کیا تھا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب آپ لوگ میر قاسم اور شمرو کے
حوالے کردینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہی اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا ناممکن ہی لیکن صلح منظور ہو تو
یون ہوسکتی ہی کہ پچیس لاکھہ روپیہ سرکار کمپنی سے اور آٹھ لاکھ آپسے لین اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہی
اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجھے دیدے تو بھی مین اوسکو خون بہا اون بے وطن مصیبت زدہ لوگون کا نہین سمجھتا ہون
کہ جو پٹنے مین میر قاسم کے حکم سے قتل ہوئے۔ مین کبھی صلح نہین کرونگا جب تک میر قاسم اور شمرو کو میرے حوالے نکروگے۔
چونکہ بینی بہادر عالیجاہ کا ناصح تہا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمین دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ شمرو تو صاحب فوج ہی اوسکا ملنا دشوار ہی مگر
عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہین۔ اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہوکر اپنے آقا کے پاس آیا
اور اونکو سارا ماجرا سنا آگاہ کیا۔ علی ابراہیم خان نے جو کچھ بھنک پائی تو عالیجاہ کے حق نمک کا پاس و لحاظ کرکے جو بینی بہادر کے
مشورہ میں قرار پایا تھا اُسے خبردار کردیا اُسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان ہوکر اپنے اہل عیال کو لیکر
روہیلکھنڈ مین چلا گیا۔ میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور پھر انکو میجر صاحب کو کہا یا

گر اونہون نے انکار کیا تو مینی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان سٹاپیس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے - وہ یہان کی زبان خوب سمجھتے ہین -
نواب صاحب سے خود گفتگو کرین اور میجر صاحب نے کہا کہ مین اونکو جانے کے لئے کیون اور نہ اونکو جانے سے روکون یہ تو انکی مرضی ہے
چاہے جائین چاہے نہ جائین - مگر کپتان صاحب مینی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اور یہ
شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا - مگر آئندہ اوسکی حمایت نکرونگا (منشی دوکا اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہنے
اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا -) اور سمرو کو بھی نہ دونگا - مگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر
کے بھیجے پاس آئین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو دعوت مین موت کے شربت کا لقمہ کھلا دین - اور کپتان صاحب کو بہت
کچھ زر دینا چاہا کہ وہ میجر صاحب کو صلح پر راضی کر دین - مگر میجر صاحب ایسی باتونکو کب سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے رفع کرنے کو
اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے -

وزیر سرکار روہیلونکے ملک مین پناہ لینا اور وہانسے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تہا کہ وہ اپنی اہل و عیال اور دولت کو یہان رکہتے اسلئے اپنے معتمدونکو لکہنو
اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین وزر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ٹھیرائین اور خود
بھی جلد الہ آباد کو آئے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپردگی اور قلعہ
چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا - اور مینی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر
پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تہا اور اودس کو لکہنو کو رخصت ہی اس غرض سے کہ مینی بہادر بظاہر انگریزون سے ملا ہوا تہا تاکہ اوس کا
عمل صوبے مین رہے - اور خود شجاع الدولہ بریلی میں آئے - ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے حسنپور مین تہے
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا - اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لاکر بڑی
عزت کے ساتھ مہمانداری کی - منتخب اللباب اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت
خان کے ساتھ بریلی چلے گئے - یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہ تہا بکسر کی
شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا - غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کے واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس
حسنپور کو روانہ کیا - عنایت خان نے حسنپور پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی آئے ہین - چنانچہ شجاع الدولہ نے
اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی چھوڑا اور خود تمام خدم و حشم کے ساتھ قصبہ حسنپور کو روانہ ہوئے - روہیلہ سردارون نے
دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لے گئے - اور بظاہر ہر ایک نے اونکی بخوبی تعظیم و تکریم کی - اور پھر اونکے
ساتھ اپنی ریاستونکو لوٹے - دوندے خان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے - شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی
کمک کے لئے لکہا تہا - مگر اونہون نے جواہر سنگہہ پسر سورجمل جاٹ والی بہرتپور کی مخالفت کا عذر کیا - عماد السعادت
مین لکہا ہے کہ روہیلون مین سوائے حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور دو تکے
دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تہے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے - بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے
تہے - کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی
ہمت نہین پڑتی تھی - حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک نتہے - یہ سارا فساد دوندی خان کا
تہا مگر حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تہے - ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے
تکرار ہوگئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان ماریں - روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر
سارا حال بیان کیا - تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہوگئے - دوندیخان بھی

(۱) دیکہو گل رحمت و فرح بخش - مگر جام جہان نما مین لکہا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس شورش کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھہ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجہایا اور سب کی کمرین کہلوائین۔ پہر دن چڑہے سے عصر تک یہی جہگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اسکے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج مینے اونکو سمجہایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انتہی مجہے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکہا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو طرح طرح سے خفت پہنچائی۔ اور جو کچھہ مال ونکے پاس باقی تھا اوسکے چہین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام مین شہرہ ہو گیا تھا اس لئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہے کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکہنڈ سے بہت کچھہ چاہا کہ میرے مددگار رہکر انگریزون سے جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جہگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہے ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو حلم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تہا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جاسکتا نواب احمد خان بنگش بہی نہایت عقیل اور کار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اونکو صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھ بھی خط و کتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکے جانے کو فخر سمجہین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے بلکہ عجب نہین کہ خود بھی مع سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ اور اپنے عیال و اطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چہوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو راہ مین لوٹتے کہسوٹتے اور دق کرتے رہتے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سن سنکر صبر کر لیتے تھے۔ روہیلکہنڈ گزیٹیر مین لکہا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

سپاہ – جنگ [illegible] ۱۲

کے ساتھ تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۵۹] – اور دریا سے گنگا کے کنارے مقام کیا – حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے – اور اونکو بخوبی سمجھاکر استقبال کو لائے – نواب احمد خان گنگا پر کشتیوں کا پل تیار کراکے دوسرے روز شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے – اور مہمانی کی رسم ادا کی – اور بہت دلجوئی کی – تیسرے روز شجاع الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے – اور جواہرات اور کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا – پھر دونون ملکر عماد الملک کے پاس گئے – اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھہ نہ تھا – شجاع الدولہ سے عماد الملک نے پگڑی بدلی – جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک پوچ اور ضعیف بہانہ کر دیا – فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوئے – مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے رفاقت نہ کی اور سمرو اور موسیٰ پیرلاک اور بہت بہادر اور امداد کرنے بھی جو دونون کے نمک خوار تھے نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تھا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے – لیکن حافظ صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۶۰] – تاریخ بندیلکھنڈ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمت بہادر بندیلکھنڈ کیطرف چلا گیا تھا – چونکہ یہان نااتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا یہ داؤ پاکر صاحب طاقت ہو گیا –

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڈھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھہ امید نہین رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا – راہ مین چنار گڈھ کا محاصرہ کیا – انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی بنا پر راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنا لیا تھا اوسکی تحریک سے میجر منرو نے قلعہ چنار گڈھ کو جو دریا ے گنگا کے کنارے بہادر سے بنارس سے دس کوس کے فاصلہ پر جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا – سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تھا نہایت دلاور[۶۱] تھا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے – اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چندروز لڑائی جاری رکھی – انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا – مگر ہندوستانی سپاہ کی مردانگی[۶۲]

---

[۵۹] منتخب العلوم و عماد السعادت و حصہ اول مفتاح التواریخ ۲۶ دیکھو گل رحمت ۲۶ دیکھو سیر المتاخرین

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پہر حملہ کیا تو گورے بہاگ نکلے اس سی سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے
غیار گرہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچہہ سپاہ یہان چہوڑکر باقی سپاہ ساتھ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پہر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنو ہوکر راجہ شتاب راے کو لکہا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی
کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہی۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب راے انگریزونکا
بڑا معتمد تہا۔ اور بینی بہادر کا بہی ممنون احسان تہا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔
میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تہا شجاع الدولہ نے بہی بہی سپاہ کو غیار گرہ سے
بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایکدوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس سے
کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چہوڑدیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنک صاحب
مقرر ہوے۔ میجر کارنک کو راجہ شتاب راے سے اتحاد تہا۔ شتاب راے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنک
صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھ لکھکر شتاب راے کے ذریعہ سی
اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکہا اور کسیقدر
معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنک صاحب کہتا تہا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد
یا بنارس مین رکہدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمہارے سپرد کردینگے اور بینی
بہادر اسبات مین حیلہ کرکے دفت ٹالتا تہا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے
کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تہا اوس سی دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا
کہ انگریزون کا آنا ہوا تہا جو ہونا تہا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اپ ایسے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا
شتاب راے نے ملہار راو و شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ
سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تا کہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلادون۔ آپ کو [illegible]
جانے۔ اور اگر رہنا ہو تو مقیم رہیے۔ جس مین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے نقصان
اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکہی اور منتظر وقت۔ اور بعض
معاملات صوبہ کے انتظام کے بہانے سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا۔ چند کمپنیان انگریزی
اوس کے ساتھ تعین اونکو لیکر لکھنو کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف [illegible]
کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اون کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور ہو۔

وہ وزیر کے لشکر میں جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ سپاہ جو شجاع الدولہ پر برابر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہاں یہ ٹھہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگریز لیں اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکروں کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے ان احکام و ہدایات کے خلاف ہی کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہیں ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہو جائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری مقصود ہوا کہ حاکم نیرا ایک طرح کی آڑ مرہٹوں کی راہ کے مقابلے میں قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلایو اور اسکی کمیٹی نے بھی یہ رائے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ سرکار کمپنی کی سلطنت کی حدیں مقرر ہو جائیں کہ اوس سے آگے انگریز پیر نہ رکھیں۔ توسیع ملک میں سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہی۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیوں کا لڑانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور سرکار کو بھی نقصانات عظیم پہونچاتے ہین اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہو جانے کو پسند کرتا تھا اور اب وزیر نے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کریں۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنیکے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونون شخص کسی طرح سے قتل کردیے جائیں جس وقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اونہون نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہی جسکا منظور ہونا ناممکن ہی کہ جو شخص اپنے مہمانون کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا وہ بھلا اونہیں قتل کیسے کراے گا اگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہاں رکھتے اسلئے بریلی بھیج دیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزون کے پاس بھیجکر اتنی مہلت حاصل کرلی کہ اپنے پر و بال درست کرکے پھر انگریزون سے جنگ کریں۔ سمرو اپنے تین سو فرنگستانیون اور کئی ہزار ہندوستانیون کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جانون سے اپنی نوکری کی گفتگو کر رہا تھا انگریزون نے وہ پلٹنیں میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنو کو روانہ کی تھیں۔ اونہون نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور اوسکے تمام اطراف و جوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ حکیم خان کو قوال مقرر ہوا تھا۔ اور راجہ

شتاب راے سب کا ہونیکا منتظر تہا ۔ مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بندیلکہنڈ سے
یہان آگیا تہا ۔ اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ بلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ
الہ آباد کی بتلا دی کہ جہان پشتہ دیوار کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑ دیا
اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کر دیا ۔ اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا ۔ اس قلعہ
کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنار گڑہ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کر دیا بعض انمین سے
ملازم بادشاہ ہوگئے ۔ اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے ۔

مرہٹونکی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیے
روز پر جیسا کہ تنقیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا ۔ اور عماد السعادت مین لکھا ہے کہ ملہار راو کو پچاس
ہزار سوارونکی ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک بھی
چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا ۔ شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک
گنگا کو عبور کرکے مشرق کی جانب روانہ ہوے ۔ اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا لشکر
اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے ۔ کرنیل کارنگ نے یہ خبر پاکر کہ وزیر
جہان آباد کی طرف ہین اور وہ بیچر فلچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا ۔ اور فلچر
صاحب سے ملگیا ۔ ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ
کے سامنے نہ ٹھیر سکے توپونکے چہوٹتے ہی کوے کی طرح اڑ گئے ۔ عماد الملک بیچارہ کیا کرتا ۔ وزیر کے
پاس گو سپاہ تہی مگر بکسر کی شکست کا ہول اون کے دلسے دور نہین ہوا تھا ۔ غرض مرہٹے تو جمنا پار
چلے گئے ۔ حافظ رحمت خان کا کچھ حال معلوم نہوا ۔ گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ
رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک ساتھ گئے ۔ اور آخر کار امداد سے انکار کیا ۔ مگر اوس
تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہے ۔ اور راقم الاحرا سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ
رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے ۔ اور نواب احمد خان بنگش
ان آدمیونکو پہنچا کر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے ۔ لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہے

کہ آخر تک حافظ صاحب وہاں موجود تھے الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کھا کر دریا سے
جمنا کو عبور کر کے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہو گئے۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا
کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہو گئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کر لیا ہی۔ اب دریا سے کیسے اوتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور کے
لڑائی ممکن نہین۔ آخر کار جوار کے سینٹھو نکے گٹھے جمع کر کے اور رسن سے رسون سی بندھوا کر ایک دمدمہ سطح
تیار کر لیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوس پر بٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچھ زیادہ
مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہو کر وہانسے بھاگ کر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان
شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغین تہا۔ بعدازان فتحگڈھ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی
کہ اوسکو قتل کروالین۔ کیونکہ اوسکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بھائیون کو قتل کیا ہی
کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے ہم اپنے
اپنے دشمنونکو مارا ہی تو میدان مین مارا ہی ایکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا
ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بھی اوسوقت شجاع الدولہ
کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھ سلاح اپنی سلاح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد
ازان جواہرات طلب کئی۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے پہنا تھا سب کو بھلا معلوم ہوا۔ اور سبنے
اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہو گئے اور اوس
ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتھ مین لئے رہے۔ اور ہر ایک دانے کو گھما گھما کر دیکھا۔ بعدازان ہار کو تکیہ پر رکھکر
اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بھی اوٹھ کھڑے
ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈھ کو روانہ ہوئے۔ اور اکثر اپنے درباریون سی کہا کہ احمد خان نے یہانتک
زیادتی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے
گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان چیلا احمد خان کی گود مین تھا جو ملک الموت جیو سے نواب کے
نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بھی پیونگا
اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ
نے حکم دیا کہ پہلے چھوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعدازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس خان
دایم خان کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو بکراون وارقم پرگنہ ساکم
اکبر پور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

۵ اور سب کو جواہرات [illegible] افغانون کو [illegible]

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزون سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہوگئے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کاری کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ دلی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل مین جمتی نہ تھی۔ آردون صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزون کے ساتھ مصالحت کرنے اور اونسے ترک ارادہ دشمنی کے باب مین کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین مین درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدونکو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہے فتح و فیروزی حاصل ہے۔ ورنہ عزت کے ساتھ جاجاؤگے اگر یہ منظور نہو تو انگریزون کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہین۔ یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے۔ اور تمہارے اکرام و احترام مین سعی کرینگے۔ یہ روہیلے جنکو توقع رفاقت مین رکھتے ہو کچھ نکرینگے یون ہی مفسدہ اوٹھا کر مفت مین اپنا روپیہ امید و توقع مین برباد کرتے ہو۔ بیکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ مین آگئی گل رحمت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے شیخ شکیب چند کو پانسو سوار ونکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کر کے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹- مئی سنہ ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر مین آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوتر کر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے مین آکر شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کئے۔ اور راجہ شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوئے۔ شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور بینی بہادر کے ساتھ رہتا اوسی کے ذریعہ سے دوستی۔ وزیر سے صلح ہوگئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزون کے آدمیا اپنے لشکر مین طلب کرلئے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس مین ملتے اور ایک دوسرے کے یہان آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد دکھائی گئی سوجو ان

تماشہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئیے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب
صلح کا آخری فیصلہ موقوف تھا۔ شجاع الدولہ جنرل کارنک کے ساتھ کشتی مین بیٹھ کر بنارس مین نواب
نایب جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲۔ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ
کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تھا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود
چھین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہمایون بخت تھے کہ اونکی ریاست گئی گنوائی
قایم رہی۔ اونھون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔
کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہے۔ بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو
اونکے قبضے مین پہلے تھا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے
لئے دیدئے جاتے ہیں۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل
سے ادا کرین کہ بارہ لاکھ اسوقت نقد دین اور آٹھ لاکھ کے جواہرات۔

اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسطرح کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین
تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہو جائے۔ اور یہ روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے
نزدیک بہت تھوڑا تھا۔ مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیا جاتا تو وہ غریبون پر
ظلم و ستم توڑتے۔ پھر اوس سے ملک مین فتور مچتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین
انگریزون کی کوٹھیان ڈالنے دین اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔
اسپر اونھون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کھڑے
ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہو رہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پھر لارڈ کلایو نے
شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بھی
ٹھیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھین۔ اور اگر
کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین
طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس
کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر
رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تھا۔
نواب کا مورچہ جو اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ
بھی سبب ہوا۔ اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرا دیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اُسے لیلیا اور یہ ٹھیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکہتا تھا وہی زمینداری رکہے۔ اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے غرض سب طرح عہدنامہ بمقام الہ آباد مین ۱۶ اگست ۱۷۶۵ء کو مُہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ نہوا۔ اسلئے کہ اب اون کا حوالے کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا۔ البتہ یہ اقرار نواب سے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو اپنے ملک مین نہ آنے دینگے۔ اور جو انگریز فراری ہوکر اونکے ملک مین آئیگا۔ اوسکو حوالے کردینگے۔

وزیر کو زر معاہدہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا۔ بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑلیسہ کی دیوانی کی سند انگریزونکو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہود کے نقد کسی قسم کی پریشانی نرہی۔ وزیر کے پاس اتنا روپیہ نہ تہا اس لئے اپنے ہر ایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے بموجب مانگتے تہے۔ اپنی والدہ اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ مینے سنا تہا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے بہیجدیا تہا یہانتک کہ وزیر کی ماں اور سالون اور سالیون اور نوکرون نے بہی چندہ کیا۔ وزیر کی بی بی نے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے برتن تہے اور اوسکی کنیزون کے پاس جوکچہہ زیور تہا یہانتک کہ ناک کی نتہنیون کو بہی سب سوتیو کے وزیر کے پاس بہیجدیا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جوکچہہ مجھے میسر ہے وہ وزیر کی سلامتی تک ہے اونکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین شجاع الدولہ نے بہی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جوکچہہ مصارف سے وصول کے بعد پس انداز ہوتا اپنی بیگم کے حوالے کردیتے بلکہ زر معہودہ کے سرانجام ہوجانے کے بعد باقی نصف کے لیے جواہر گران بہا تشخیص قیمت کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا۔ فرح بخش مین لکہا ہے کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے بہی صفائی ہوگئی۔ بادشاہ کی مطلق مرضی

کہ نواب کو پھر بلا لیا ۔ مگر چونکہ تعصب ذاتی انہین تھا اس لئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی
کی نظر رکھی ۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپیہ طلب کیا تو نواب اس زر کثیر سے گھبرا گئے ۔ مگر کارنگ
صاحب اس بات سے خوش ہوئے اور نواب کو مبارکبادی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملجائیگا نواب سے
کہا کہ مجھسے اسوقت مین تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے ۔ جنرل صاحب نے کہا کہ آپ غم نکرین آپ سے بسہولت
یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت مین سمجھایا کہ محاصل متعلقہ عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت بتیس ۳۲ لاکھ
روپئے سالانہ جو بادشاہ کیلئے مقرر کئے ہین اور بنارس وغیرہ ۸ لاکھ روپیہ سالانہ کے محالات
بادشاہ نے انگریزونکو جاگیر مین دئے ہین لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آتا ہی اسلئے بنارس ہم تمھین
دئے دیتے ہین ۔ بالفعل صلاح یہ ہی کہ تیس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہم کو دیدو اور ۲۰ لاکھ
روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب مین مجرا کیا جائیگا ۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیون سے تمکو سبکدوش
کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر
بادشاہ سے ۳۰ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے
دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہین ۔ ثابت جنگ
یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت خرچہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی
جبھی کارنگ صاحب کو وکیل کلکتے کو چلے گئے ۔ جنرل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر
بادشاہ کے پاس گئے ۔ منیر الدولہ رضا قلی خان ۔ اور شتاب راے بھی اس مشورہ پر مطلع ہوکر بادشاہ کے
پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکین ۔ مگر یہ دونون
ابھی حضور مین باریاب نہین ہوئے تھے لشکر مین مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے
دردولت شاہی پر پہونچ گئے ۔ اور تسبیح خانے مین حاضر ہوکر کورنش بجا لائے ۔ حضرت نے بڑی
توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا ۔ نواب نے تمام حالات اول سے
آخر تک عرض کئے ۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر
ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہین جسمین تمہاری بہبودی ہو وہ کام
ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۳۰ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا
کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین
کردیا ۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہو گئے ۔ بعد اسکے منیر الدولہ اور راجہ شتاب راے
پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے
سنکر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۲۳ لاکھ روپیے بخشے بینی لال
اور شتاب راے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید
اور ۱۳ لاکھ روپیہ کی بابت محاصل بنارس کی رسید لکھکر جنرل کارنک کے حوالے کردی جنرل نے
بنارس کے واگذاشت ہونیکی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے
اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آئے نواب
مجبور ہوکر شتاب راے کے دیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے
اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئیے۔ اسپر بھی دو لاکھ
باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہو سکے اونکی بابت جنرل کارنک نے یہ انتظام کیا کہ ایک
کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کردیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم
دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجاے تو یہ چٹھی نواب کو دیدیا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت
کیا جو احسان کہ جنرل کارنک نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے
کہ صرف زبانی سمجھوتہ پر دو صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبے بغیر
نواب کو قبضہ حاصل ہوسکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت سے کیا
بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جنرل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نرکھی تحفہ و ہدایا
کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین
کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا۔
اور ۲۳ لاکھ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرادئے۔ اور نواب کی دوسری
حرکات وسکنات بھی ظاہر ہین انتہی کلامہ اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے
قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ صلح ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم
عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع
الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی چالون سے واقف
تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزونکے قابو سے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر بعض کی
اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ یہ
اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ ۲۶ لاکھ روپیہ جو مقرر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تہا جب انہون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرایط کے موافق ۲۰ لاکہہ روپیہ سالانہ اور ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹہیری تہی - جاگیر کی نسبت بہی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑہے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ کے بوجہہ سے بچ گئے - اگرچہ اسپر بادشاہ نے اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے - بادشاہ اور وزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلادت کے زیردست اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تہے - چار و ناچار قبول کرنا پڑا - اور کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے - اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اڑیسہ کی دیوانی جسکو کئی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کر چکے ہین عنایت ہو یہان کیا تہا سواے منظور کے اور کچہہ زبان سے نہ نکل سکتا تہا - حسب درخواست فرامین اسناد تینون صوبونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکہہ کر دیدی گئی - اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکہہ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکہی گئی - اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی وہ کہاٹ کی میزون سے جو انگریزی بادشاہ کا تخت تہا جسپر انہون نے بیٹہہ کر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ بہی اگست سنہ ۱۷۶۵ء کا ہے -

کورٹ ڈایرکٹرز نے کبہی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے - مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے - فرانسیسیونکے ساتہہ لڑائی - سراج الدولہ والی مرشد آباد کی بیوفائی - شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا - اوسے تاجر سے حاکم بنادیا -

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جنگ کے مضمون کا خط ٹمک چند کے ہاتہ بہیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا - حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تہے عامل بریلی کو لکہا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کرکے حفاظت کے ساتہہ اودہ کو بہیجدو - چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل و عیال بریلی سے اختیار خان عامل کروڑ کی حفاظت مین لکہنو بہیجدیے گئے - سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنار گڈہہ کو قلعہ الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا - اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کر کے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے - اور وہین سکونت اختیار کی - لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین -

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا۔ انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نرکہینگے

جبکہ سنہ ۱۱۷۹[1] ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لاتے ہے۔ اور پچاس لاکھہ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیئے اور بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سرپیچ اور تلوار جس کا قبضہ مرصع تہا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈہال اور گہوڑا ہاتھی مع زرہ کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکھوا اور صوبہ اودہ کا بہی لکھوا دیا اور دس لاکھہ روپئے نذر بخشی پہر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے۔ اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنواکر نئی آبادی بڑہائی۔ یہ شہر برہان الملک کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوج کو تیار کرنا شروع کیا۔ تلنگے اور جہلنگا وغیرہ کرکے توڑےدار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا۔ پٹھان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یک قلم موقوف کردیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب پیادے فی سپاہی دس روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنین بنائین۔ اور قواعد سکہائی۔ اور اونکو [illegible] چقماق دار بندوقین دین اور سوارونکی بابت پچاس ہزار سے کم نتہے اور چار سو توپین [illegible] اور اپنی بعض خواجہ سراؤن کو انگریزی [illegible] ہرایک کے ساتھ چھہ سات[2] پلٹنین مع توپخانہ [illegible] مستقل [illegible] کے مقرر ہوئین۔ اونکے نام یہین محبوب علی اور بسنت علی۔ شیدی بشیر۔ اور لطف علی جنکا عرف خواجہ لطافت ہے۔ اور ۲۲ ہزار [illegible] کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکہا تہا۔ اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو [illegible] کے ماتحت تھے[3] برق کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور ملخص التواریخ مین

---

[1] مرات آفتاب نما ۱۲ [2] سیر المتاخرین جلد ۲ و تاریخ مظفری مین چھہ سات پلٹنین لکھی ہین ۱۲

[3] دیکہو گل رحمت و عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق پلٹن لیا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین برق انداز بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار بیان کی ہی۔ اور تاریخ مظفری مین برق اندازونکی تعداد دس بارہ ہزار بتائی ہی جن مین پیادہ
اور سوار دونون تھے انکے پاس چقماق دار بندوقین تھین اور خواجہ لطافت کے سات ہزار پیادہ
جو نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھہ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسلئے
سپاہی تلنگے کہلاتے تھے۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی
تیس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھے اون مین تعلیم تو بقاعدہ انگریزی کا اہتمام تہا گو اونکے پاس توڑہ دار
بندوقین تہین۔ مگر وہ اونکو نہایت پھرتی سے آگ اگلاتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے
اسلئیے اونکی وفاداری زیادہ تھی۔ اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ اعداد گرد انوپ گر کے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی۔ نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تھی۔ تگیان پرکاش کا مولف کہتا ہی
کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی۔ چارون طرف پکار ہوگئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے۔ شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیانہ کارخانہ تہا
تحریری عمدہ حالت مین نہ تہا۔ دفتر کے کاغذات مرتب نہ تہے اور دفتر کے متصدیون کو کوئی
پوچھتا بھی نہ تہا۔ نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور
بارہوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی۔

۱۱۸۷ ہجری مین کاربرداران کمپنی کو کچھہ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ
اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین۔ اسلئے انگریزون کو
یہ امر ضروری معلوم ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار
نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب ۱۱۸۷ ہجری مطابق ستمبر ۱۷۷۳ء کو مقام بنارس
مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا۔ جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زائد نہین رکھینگے
اس مین سپاہ اور سوار اور چپراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا۔ اور اس مین دس ہزار سوار ہونگے اور
دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جمعدار اور حوالدار وغیرہ ۷ ہزار نفری ہوگی۔
اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری نہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی۔ اور پانسو سپاہ
توپخانے مین ہونگی اس سے زیادہ نہوگی۔ اور باقی ۹ ہزار پانسو سپاہ رگولر یعنی فوج آئینی ہوگی
انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل ہونگے۔ اور نواب نے یہ بھی وعدہ کیا کہ سوا ۹ ہزار فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل نہونگے۔ اور فقط اونکی قواعد
انگریزی فوج کی طرح ہوگی۔ اور یہ اقرار کیا کہ ۳۵ ہزار پیادہ و سوار کے مستعد سپاہ اونکی پاس

اوس کو مشرف کرتے تھے۔ اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام و کمال کر دینگے اور اپنی اقرار پر قرآن کی قسم کھائی۔

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بیٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار تھا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کر لی۔ وزیر کا نجف خان سے ملاپ تھا اور وہ کوڑہ کی نظامت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وہ اسکو اوس خدمت سے معزول نہین کرا سکتے تھے۔ آخر کار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت اقدس مین پیش کئے۔ اور کوڑہ کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی۔ اور نجف خان کو معزول کرادیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے

ابھی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادئے تھے۔ اور ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تھے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھ نجیب الدولہ کے اختیارات سے ڈرتے تھے۔ جبکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دینے کے بعد دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تھے۔

سنہ ۱۷۶۱ع مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی۔ اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون اور نیز پانے حیدر علی کی لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے۔ اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا سے واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنیکو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بیٹھانا چاہئے۔ سنہ ۱۷۷۰ع کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا تھا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ اونسے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام خرچ اخراجات کا اونکا مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین تشریف رکھتے ہین۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لے جائین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے مطابق اون کامون کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین۔ بادشاہ نے قبول فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے اپنے بیٹو نکے ساتھ چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا۔ اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائین۔ شاہی متوسلونکی بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ روپئے بادشاہ کی نذر کئے کچھہ لوگ یہان رہکر بادشاہ نے الہ آباد کو معاودت کی۔ اور یہان سے یاقوت خان نائب ناظر کو مرہٹو نکے پاس بھیجا اور قبل اوس کے سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے۔ بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ روپئے بھی مرہٹو نکے نائب ناظر کے ساتھ کردیئے تھے اور اونکو بہت سی رعایتون کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ جو کچھہ غنیمت حضور مین پہنچے گی وہ آدھی مرہٹو نکو بانٹ دیجائیگی جب یہ مرحلے طے ہوچکا تو بادشاہ نے شاہجہان آباد کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سراسیمے عالم چند مین نصب ہوگئے۔ بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا۔ منیر الدولہ اور انگریز اس بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین۔ ہر چند گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہون نے نہ مانا۔ شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی۔ صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جنرل بھی آیا۔ شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین۔ مین بعد اس کے ساتھ چلکر دار الخلافت کا بندوبست کرونگا۔ جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نہ کیا تو یہ بات قرار پائی کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین۔ اور پھر رخصت ہوجائین۔ وزیر کوڑے جہان آباد سے اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہے۔ مگر آروِن صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے ثابت ہے کہ ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۵ہجری مطابق ۲۰ جولائی ۱۷۷۱ء کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچہزار ہمراہیون و شجاع الدولہ اور دوسرے سردارون کے موضع سرِیا پرگنہ پہاڑہ مین پہنچے۔ یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے۔ احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپئے سات ہاتھی۔ گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے۔ اور ایک لاکھ روپئے نواب نجف خان کو دیئے گئے۔ اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہے کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور یہ معاملہ طے پایا۔ بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا۔ اور احمد خان کا جانشین مقرر کیا۔ یہان بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بہنی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہی۔ وہان سیندھیا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا۔ اور شریک ہوا۔ مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو نشان وتجمل لیکر دہلی کو لیگئے اور ۲۵۔ دسمبر ۱۷۷۱ء کو بادشاہ کو تخت نشین کیا۔

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لئے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف برائے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین۔ علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہوگئے تھے۔ اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا۔ اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربید سے دست برداری کرین اور زر پیشکش نذر کرین اونہون نے تعمیل نہ کی بلکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۵ ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکرا ور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی۔ ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا۔ مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بہاگ گئے۔ مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ دو تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے۔ اور ضابطہ خان کے اہل وعیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کرلیا۔ جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کرڈالا تو ان لوگونپر کچھ ایسی ہیبت چھاگئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال واطفال اور مال واسباب کو لادکر ترائین کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے۔ اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہی۔ اور بریلی سے بہت شمال کی جانب ۱۳ کوس کے فاصلے پر ہے۔ نواب ضابطہ خان بھی بہاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشای فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہی۔

آگئے جسوقت حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سردارون پر ایک سناٹے کا عالم
گذر گیا تھا - اور اونہون نے جان لیا تھا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے اون
سبنے ایک راے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنائین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی
ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے - شجاع الدولہ بھی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت
مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۳ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر جو
جلالہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لئے کمپنی کی فوج کا افسر مقرر تھا ملاقات کرنی
چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی
خرابی اور سرگردانی مین ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکالدیا تو ایک زبردست
قوم سے ڈانڈا میڈال جائیگا - جس سے ہر وقت اندیشہ اور خوف رہیگا - اور اگر روہیلے اپنے
بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ
ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی
ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا - اور کچھ حکمت عملی مین لاؤنگا
تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کے لئے اور کچھ روپیہ
لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑکر چلے جائین کچھ روپیہ اپنے پاس رکھونگا
غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے تمام
مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات
کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدائی کا بے ایمان
جانتے ہے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے - جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی
کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ ضروری معلوم ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے
مین کیجائے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنار گڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے - اور ۱۳ - فروری
سنہ ۱۷۷۳ء کو ہسٹنگز صاحب گورنر نے سر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین
وہ جو کمک دیا ٹکین اونہین دو اسفرج سے ۲۰ - مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ
کے درمیان قلعہ چنار گڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے
قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین -

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک سلطنت مین مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنارگڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد ہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ وبہار واوڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعہ چنارگڑھ کے خالی کردینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور ہر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برآری یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنارگڑھ کی مرمت یا برج کے تیار کرنے یا میگزین واسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب اداکرینگے۔ مگر یہ شرط ہی کہ خرچ چار لاکھ روپیہ سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص مامورہ فریقین کرینگے۔۔ اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین ایسٹ انڈیا کمپنی نے دو شرطین منظور کین ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کرکے نواب کے حوالے کردیگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہو اگر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجاے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو اونہین ملکہ و بیاانپ نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خانکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹوں اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لئے فیض آباد کوچ کرکے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کرکے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اسغرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ میں حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کرکے مرہٹوں سے اس باب میں تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہاں تشریف لائیے جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلوں کی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اونکا ضعیف ہونا مرہٹوں کا قوی ہونا ہے - پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجاویگی تو روہیلوں کا ضعف قوت اونکو دوبارہ لاویگا اور جس ملک پر جاوینگے وہ قبضہ کرلینگے - اس اثنا میں شجاع الدولہ نے مرہٹوں سے عہد و پیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطیں ایسی غضب کی تہیں کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گہبرا گئے - اور شجاع الدولہ کو اونہوں نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹوں نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح کو ایسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس میں کچہہ ردو بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہوگئی اس عرصے میں جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹہی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاوینگے - اور روہیلوں کے ملک میں وہ کسی طور سے نہ ٹہیرینگے کچہہ اونکو دینا اسلیئے کہ وہ واپس چلے جاویں عبث ہے - یہ راے اس بات پر مبنی تہی کہ مرہٹوں کے ملک میں اونکی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلالیے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد میں جاکر شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹوں کے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی کی اور کہا کہ میں حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرکے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر میں ہوئے کہ مجبور روہیلوں کی مدد کرکے مرہٹوں سے لڑنا بہتر ہے یا ایسی ضعیف حالت میں روہیلکہنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے - مگر جب بارکر صاحب نے صلاح کی تو اونسے کہا کہ روہیلوں کی مدد کرنا بہتر ہے - اور اوس نے بھی اس کام میں معاونت کی - اور کپتان ہارپر صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تہا عنایت خان کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دئیے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتہہ ہارپر صاحب کے ہمراہ ابتداء ۱۱۸۶ ہجری میں شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے چرب و شیریں باتیں کرکے جرنیل صاحب کے روبرو اس مضمون کا اقرار نامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لڑکر یا صلح کرکے مرہٹوں کو روہیلکہنڈ سے نکالدیں - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بلا قتل ملک سے چلے جاویں تو اور لڑکے جاوین [illegible]

وہ لوگ روہیلکہنڈ کا ارادہ کریں تو اونکا مقابلہ اور اخراج پھر شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے
عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکہہ روپئے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب نجیب
شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھ سے بادیہ گردی کر رہی ہین
اپنے گھرون مین آباد کرین تو دس لاکہہ روپئے اونکو دئے جائین اور باقی تیس لاکہہ روپئے تین برس
مین ادا کئے جائین اور سال ۱۱۸۰ فصلی سے شروع ہو اس قرارنامے پر سر رابرٹ بارکر کے دستخط
پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو
تیار ہوا۔ سر رابرٹ بارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے
سامنے تمام عہد پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکہہ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے
لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون
کو اپنے گھرون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکہہ روپئے سرکار کمپنی کے ہاتھ لگینگے اور شجاع الدولہ
سے یہ بات بھی ٹھیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفائے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکہہ سرکار کمپنی کو اس بات کے
دینگے کہ وہ مدد کرے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرادی
کمیٹی نے سر رابرٹ بارکر جواب دیا کہ چالیس لاکہہ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور
کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی
ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھ روپئے کے تمسک کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیونکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی
جو کیفیت اصلی تھی وہ تو ہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف
روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے۔

(**الف**) عماد السعادت مین سفر راجہ گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر
پہنچی کہ نراین راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتھ جسکا عرف راگھوبہ ہے اوسکی جگہہ مسندنشین ہوا۔
تو یہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم بیان نہین ٹھہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپئے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپئے روہیلون سے دلوادین تو ہم دو آبے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان نے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر روہیلے ساٹھ لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرلینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑکر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھہ فروخت کردینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی بربادی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدیا جائے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا بہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلاؤنگا - اب آپ کرور روپئے اپنے خزانے سے مرہٹونکو بہیجادین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کردونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکہا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریزا در شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کرلیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئیے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم روپیہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑکر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بہیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر صفر ۱۱۸۶ھ مین مراد آباد کے علاقے مین گہس آتے جونکہ برسات کا موسم قریب تھا - اور مرہٹونکو ملک ارسی کا دعوے تھا اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون نے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلون سے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئی -

(ر) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ جب مرہٹون نے سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلو پر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خان کی معرفت جو مرہٹونکے ساتھ تھا پچاس لاکھ روپیہ پر صلح ہو گئی تھی ۔

(س) اخبار حسن مین لکھا ہی کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی ۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت مین عرضیان لکھین کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کر دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھ روپیہ دینے کا ہمنے مرہٹون سی وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دین تو قصور معاف ہو سکتا ہے ۔ چونکہ نواب ضابطہ خان مین اتنی استطاعت نہ تھی اسلیے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا ۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہین یہان اتنی باتونکو ذہن نشین رکھنا چاہیے ۔

(۱) اس مرتبہ کی یورش مین بادشاہ اور مرہٹون کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ[1] مین نہین آئی تھی ۔ پس جام جہان نما مین جو لکھا ہے کہ مرہٹے مرادآباد کے علاقے مین گھس آئے تھے اور فرح بخش[2] مین کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مرادآباد کے علاقے مین رہے تھے ۔ یہ دونون قول صحت سے عاری ہین ۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تھے[3]

(۳) روہیلون کی جانب سے مرہٹون کو چالیس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ نہین ہوا تھا نہ شجاع الدولہ مرہٹونکے پاس ان روپیون کے پہنچا دینے کے روہیلون کی طرف سے ضامن ہوئے ۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھ روپیہ پر مرہٹون اور روہیلون مین صلح ہوئی تھی ۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کر کے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سی نہین لوٹ گئے تھے کہ ان مین اور روہیلون مین معاہدہ اور مصالحت ہو گئی تھی کیونکہ ایسا نہین ہوا تھا ۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سی بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابت نامہ و پیام کیے بدون ہی ندی نالونکی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[3]

(۵) ان چالیس لاکھ روپیہ کے دینے کا معاہدہ سفر رامگھاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یعنی سنہ ۱۱۸۷ ہجری کے ابتدا مین منعقد ہوا تھا ۔ اور سفر رامگھاٹ سنہ مذکور کے آخر مین وقوع مین آیا ہے

---

[1] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [2] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [3] دیکھو فرح بخش ۱۲

عماد السعادت مین جو اسکو سفر رام گہاٹ مین سمجہا ہی یہ صحیح نہین۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹونکی بامردی سے ہوئی تھی۔ مراۃ آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۱۸۶ ہجری مین نواب ضابطہ خان تکو جلکرسے ملے اور اون سے وعدہ کیا کہ مین تمکو بھی لاکھہ روپئے دونگا۔ اگر بادشاہ سے قصور معاف کرادو۔ تکو سنے حامی بھرلی۔ اور نواب ضابطہ خان سنے تکوکی معرفت بیساجی اور مہاجی سے بہی تصفیہ کرلیا۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے عفو قصور کی درخواست کی۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹونکی پچاس ہزار فوج کا نقطہ مقابل نہین ہوسکتا تھا آخر کار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی ۳۔ شوال ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ باندھکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا۔ اور منصب میر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی۔ اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری بادشاہ سنے چالیس لاکھہ روپئے مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپئے دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے۔

(۸) اصل واقعہ یہی کہ حافظ رحمت خان سنے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکھہ دیا تہا کہ وہ لشکر یا صلح کرکے مرہٹونکو روہیلون کے ملک سے نکالدین۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ لوگ روہیلونکے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہی شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھہ روپئے شجاع الدولہ کو خرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے۔ اور اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بطور گواہی کے لئے کرائے گئے تھے۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سرداروں کے مشورے کے بدون لکھا تہا۔ مولف گلستان رحمت نے جو یہ لکہا ہو کہ اور بھی سرداروںنکی صلاح لیکر لکھا تھا یہ قول صحیح نہین اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکھا ہے۔ کہ حافظ رحمت خان صاحب کی بیوفائی

---

* دیکہو مراۃ آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردار دنکی کچھ ادائی نا بتا ہو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو چکنی چپڑی باتوں مین پرچا کر چالیس لاکھ روپے کا تمسک لکھا لیا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹون سے معاملہ کرا دونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھنیون کے معاملے کا شجاع الدولہ نے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ سے یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بجا نہ تھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ کے عوض مین دکھنیون کی بابت مقید اور مرتہن کرا دیا - نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کہا کر اسطرح دام بلا مین کبھی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کی وجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹون کے نکالنے مین انگلی بھی نہین ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹا اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد الیچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اوس کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھن کے سرداران عالی شان عفت اور جوانمردی مین شہرہ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے - بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ عورتون اور بچون پیر جورو جفا روا نہین رکھتے - مرد و پیر سختی کرتے ہین - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہے کہ ضابطہ خان قصور وار ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچون کی محبت مین آپکے لشکر مین حاضر ہو جاتین - کیونکہ اونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - پس اونکا آپکے لشکر مین آجانا آپنے کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید کرنے مین کیا فائدہ ہی اسلئے مناسب یہ ہی کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیونکو یہان بھجوا دیا جاتے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہی اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر دستور قدیم کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی دیجئے اور اس تحریر کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکر گذار بنائیے - فرض کیا کہ نجیب الدولہ نے آپکی قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کو نچھوڑیے - سیندھیا نے اس قاصد اور تحریر کی بڑی عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سر پر رکھ لیا - اور ضابطہ خان کے اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کرکے نابینا کردینا

تاریخ مظفری میں لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے
ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض مصاحبوں نے بینی بہادر کی طرف سے
نواب کے دل میں عداوت کی جڑ جما دی تھی - چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری
کی تدبیر کی - اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام بارہی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکھنؤ کو متوجہ ہوئے
اور اس مسافت کو راتوں رات قطع کرکے راجہ کے لشکر میں داخل ہوئے - راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر
ایک کوس آگے سے پیشوائی کو نکلا اور اشرفیاں نذر دکھائیں - چونکہ راجہ کے تحت میں تمام منتخب سپاہ تھی اور
پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکھتا تھا اس لئے نواب نے بظاہر استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے
ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کرکے اوس کے خیمے میں آٹہرے
اور فرمایا کہ مجھکو بھوک لگی ہی کچھ کھانا منگاؤ - راجہ نے اپنی رسوئی میں سے کھانا منگواکر کھلایا - نواب نے
تھوڑا سا آرام و راحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی - اور دن ڈھل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوئے اور
بینی بہادر راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی میں بٹھا لیا کہ چلو آج کا شکار دیکھنے کے قابل ہی - راجہ
ہر چند عذر کرتا تھا - مگر نواب نے نہ مانا - جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہنچے تو اپنے مصاحبوں میں سے
ایک شخص کو خواصی میں بلا لیا - اور راجہ سے کہا کہ تم کو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہولو - اگرچہ
راجہ اس تقرر سے اون کا مافی الضمیر سمجھ گیا - مگر حکم کی تعمیل کی - جب راجہ عماری میں بیٹھ گیا تو ہاتھی بان کو
نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر علاقت ڈھکدے اور فیض آباد کو روانہ ہوئے اور سپاہیوں کو حکم دیا
کہ بینی بہادر کے لشکر میں جاکر منادی کردو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے اب تک اس بے دولت کے
ساتھ رہتے تھے - آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزائے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ لشکر الہی چلے آؤ اور راجہ
کے تمام اسباب و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو - انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی
سپاہیوں نے حکم جاکر سنایا تو سب نے کہنا و کرنا تسلیم کیا - لیکن بعض فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی
ہر ایک حواس باختہ بھاگنے لگا حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے - القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس
ضبط ہوگیا - راجہ کے اصطبل میں اسپ خاصہ ۱۳ سو تھے - ایک سو اسی ہاتھی تھے - شجاع الدولہ نے
راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا نہ چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہو اور مقابلہ کرسکے اس سبب سے
محمد قلی خاں کو مروا ڈالا - وہی پاداش تمکو دیتا ہوں - اور راجہ کو اندھا کرادیا[1] - راجہ بینی بہادر ایک بہت

[1] دیکھو گیان پرکاش ص ۱۲

علیہ واثرہ توابع اودہ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام ہو گئی ۔ مہا نراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اسے تمام کامون کا مختار کر دیا ۔ رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نراین سے متعلق ہو گیا مہا نراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے ۔ مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا ۔ ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگائے مہا نراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بلا کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اس وجہ سے غصہ آیا ۔ بینی بہادر نواب کے پاس گیا ۔ اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو ۔ اور سو و هفیدی دو روپیہ منظور کیا جائے ۔ اور خیر آباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کر کے حاضر کرے ۔ پھر پرگنہ خیر آباد سے یہ روپیہ وصول کر کے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کر دیجائے گی ۔ نواب نے اوس کی عرض قبول کر کے خلعت فاخرہ بخشا ۔ راجہ نے دوسرے دن ہی زر مطلوبہ عصر کے وقت حضور مین پہونچا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربون سے بڑہ گیا ۔ اور اس کے بعد مہا نراین عہدہ دیوانی سے معزول ہو کر خانہ نشین ہوا ۔ اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہو گئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہو کر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے کچھ کم کرنا نیب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہو گیا ۔

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے بکسر میں شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا ۔ بموجب فرمان بادشاہ کے سنہ ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو ۔ مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نا منظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ سنہ ۱۷۶۵ء مین اپنے ملک پر بحال ہے ۔ علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کر لی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رہنے دین ۔ بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سابق مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے ۔ بلونت سنگھ اکیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو اسی روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان
کو بیدخل کردے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کرایا۔
اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۷۔ ستمبر ۱۷۷۰ء اپنی ضمانت پر لوائی
چیت سنگھ نے اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا اڑھائی لاکھ روپے اضافہ کئے۔ نواب نے اس
سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم رہوگے اور مالگذاری دیتے رہوگے تو تمھارا
ملک اور تمھاری رعیت آسیب سے بچی رہیگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے
وارثوں کے اور تمھارے اور تمھارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی
تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے ذاتی مصارف کے لیے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ
عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی
و فنا و ویرانی کے دل سے خواہان تھے اس لیے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب و تحریص کر کے باپ
کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ ۱۱۸۱ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے
بغاوت کی۔ اور آخرکار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع
الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواحی میں فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر مقیم تھے
عنایت خان کی سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضی خان بڑیچ اور ہمت بہادر کو پیشوائی کے
لیے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا
دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھوں نے خلعت و شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں
بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لیے
کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھوں نے
عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں
کے مصارف کے لیے کافی نہیں۔ اسلیے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک سکے فتح کرنیکی عزت تھا - عنایت خان معز عجن کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بہا ئیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین - شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے - شجاع الدولہ نے نوراہی سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوتے - اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خانکو بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جا ئداد مقرر کر دونگا - اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گہاٹ کیطرف کوچ کیا - عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہوکر روہیلکہنڈ کیطرف روانہ ہوا - یہ بیان گل رحمت کے مؤلف کا ہے لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا - برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذر کی - آخر کار مجبور ہوکر بریلی کو لوٹ گیا -

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گہاٹ نامی گنگا کے گہاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین بیساجی پیشوا اور مہاجی سیندہیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپئے روز یا بقولے پانچ ہزار روپیہ روز مقرر کرکے اپنے ساتھ لیا - اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تاکہ شجاع الدولہ کے ملک پر یورش کرین - مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمین کہاتے تب بھی حافظ صاحب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے اسطرح معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سیندہیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کرین اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائین تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے - اور اگر آپ کسی طرف نہ ملین اور گنگا پار ہو کے ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین - اور ہمارے سفر مین خارج نہ ہین تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہونا اپنا دیدین - اور اگر دونون شرطین آپکو نا منظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کہسوٹینگے - اور آبادی کو ویرانہ بنا دینگے - اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ سینے یہ تمہیں کہا ہے کہ کبھی ہم کافرونکے ساتھ ملکر مسلمانون سے نہین لڑونگا اس لئے مین تمھاری مفر المشقت تحریص مین نہین آتا - اور تمھیں نہین لوٹنا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون - اور شجاع الدولہ کی ساکہ

ان ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گھاٹون کا انتظام کر لینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جائے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بھیجا گیا ہی - اور نہ آیندہ ایسی حالت مین مرہٹون کے پاس بھیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بھیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لکھا کہ آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹون کو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جائے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکھ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دینا نہ ٹھیرا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہد نامہ مرہٹون کے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹون کے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹون کے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپیہ تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹون کی فوج سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گھس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبھل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیون کے ادا کرنے کا جو لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا کہلا بھیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکھ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بھیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا - اور حقیقت مین بایاب گھاٹ کی تلاش مین مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانسامان اور احمد خان بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹھیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تھا اسلئے اوس کو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ رام گھاٹ پر بہونچکر گھاٹ کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکھی اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گھاٹ کے قریب اسد پور مین ایک[1] ۲۷ ذالحجہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کا ایک جتھا سنہ گنگا اوتر کر اوسکی فوج پر جا پڑا اور بعد انکو بھی اپنی فوج کے ساتھ اس رمت کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو گھیر لیا - اور ... مغلوب کرکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گھوڑے ہاتھی ضبط کرکے

(۱) دیکھو ... گل رحمت وغیرہ ۲۲۵

احمد خان کو اپنے کسب مین گنگا پار بھیجا - اب مرہٹے کمال اطمینان کے ساتھ اس علاقے مین پھرنے لگے - حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو متواتر تحریر کیا کہ آپ حسب وعدہ مدد کیجئے - اور چونکہ مرہٹون کی یہ چڑھائی شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف تھی اسلئے اونہون نے بھی شجاع الدولہ کو پوشیدہ لکھا کہ اس موقع کا استعمال کر دینا چاہیے - بادشاہ کا دل مرہٹون سے تنگ ہو گیا تھا مگر وہ اونکے ہاتھ سے مجبور تھے اسلئے ذوالفقار الدولہ نجف خان کو اس جنگ مین بادشاہ کی جانب سے مرہٹون کا شریک ہونا پڑا - افاغنہ علی محمد خانی کے فتح کر لینے کے بعد انکا بار مرہٹون کا ارادہ خاص شجاع الدولہ اور انگریزون کے ملک پر چڑھائی کرنے کا تھا[1] -

شجاع الدولہ کو جسوقت مرہٹون کی یورش کی خبر پہنچی اوسی وقت اونہنے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی اوسکے جواب مین سر رابرٹ بارکر اپنا بریگیڈ لیکر اودھ پہنچا - اور وہان سے شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج کے ساتھ دو منزلیان کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے - غلام علی آزاد نے یہان بڑی ڈینگ کی لی ہے - شجاع الدولہ کے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار روہیلون کی تعداد درج کی ہے - جب روہیلون کی تعداد یہ تھی تو لشکر کا حساب دس پندرہ لاکھ کا ہوگا - یہ بزرگوار آنکھین بند کرکے جو چاہا لکھ گئے ہین - لطف یہ ہے کہ کم فہمی کو ان لیتے ہین -

روہیلکھنڈ مین پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ملک کی فوج مین گرفتار ہو گیا - اور مرہٹون کی فوج مع اپنے توپخانے کے گنگا پار اوتر آئی - اس فوج کا بڑا افسر ساجی سیٹھ تھا - حافظ رحمت خان آنولہ [illegible] - احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہین - اونکا منشا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس حملے سے اپنی جان بچی رہے - اور شجاع الدولہ کے معاہدے کے زور پر اور کسی [illegible] کوئی محنت ہاتھ لگ جانے[2] لیکن مستنی سبحان مصنف گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے بسولی سے روانہ ہوگئے تھے اور مرہٹون کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے - مرہٹون کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سننے سے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی - اور وہ مرہٹون کی زیادہ پیشقدمی کو روکنے کے لئے آگے بڑھی - مرہٹون کے چار ہزار سوار رام گھاٹ سے تھوڑی دور پر کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین مشغول تھے - لیکن انگریزی فوجکے پہنچتے ہی وہ لوگ

---

[1] دیکھو عمرات آفتاب عالمتاب و تاریخ مظفری ۱۲ [2] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [3] ملٹن نے شکروق پور لکھا ہے - مگر اصل دنیا پور مشہور ہے ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی - اور انگریزی فوج نے دریا کے کنارے کنارے اونکا تعاقب کیا - اس جگہ سے بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہو گئی - یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ ہو چکی تھی - اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارہ پر رہی اسد پور کے پاس پہونچکر مرہٹوں کی فوج میں سے ایک گولا انگریزی لشکر میں آیا - اوس کے جواب میں ادہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہو گئی اور مرہٹوں نے اپنا کیمپ اوٹھا کر دوسری طرف کا راستہ لیا[۹] - اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان شجاع الدولہ سے آ کر ملے - اور بجے پور جو کہ نواب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ہے ٹھہرے[۱۰] - عماد السعادت میں لکھا ہے کہ اس سفر میں نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونوں کے ہاتھی برابر رہتے تھے - اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے - اور نواب شجاع الدولہ اونکو حافظ جیو کہتے تھے - اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب میں روانہ ہو - اور شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین - اس صلاح کے بموجب مسٹر رابرٹ بارکر اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیوں کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کر کے بیساجی پنڈت کے تعاقب میں روانہ ہوا - جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دم تر نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں تھا[۱۱] اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے - محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق انداز کے ساتھ انگریزی فوج کا شریک تھا - بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بداون کی آخری حد تک نہین ٹھیرا جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا - اور دوسرے دن سرحد بداون تک یہ فوج اوس کا پیچھا کر آئی - یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث یا بعادات سابقہ روہیلون میں جھگڑا نہ لینے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے - اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی بڑہانیکی کوشش نہ کی - جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی اوسی کو پورا کرنا پڑا - چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کی جانب بڑہا کر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا - یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہی - اور گلستان رحمت و گل رحمت اور فرح بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے - اونمین لکھا ہے کہ بیساجی سیت دھیا کا انگریزی فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور ہلکر کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا - مگر ہلکر اس تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو خفیف تھی اور تنگی تھی اوس کا تعاقب نہ کر سکی - ہلکر کی فوج کا ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹ لات کر غرہ محرم ۱۱۸۷ ہجری کو قصبہ انار کے گھاٹ سے گنگا کو اوتر گیا - جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

[۹] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۱۲ [۱۰] دیکھو گل رحمت و فرح بخش ۱۲ [۱۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور ضابطہ خان تکو جس کے تعاقب حافظ رحمت خان بھی چھپوند کے قریب گنگا کو
عبور کرگیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کرکے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے ۔
اس کام کو پورا کرکے ۱۷۷۳ء میں شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر
اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہیلہ سرداروں سے موافقت پیدا کرلیں - احمد خان بخشی نے تکو دس
ہزار روپیے دے کر نجات پائی - احمد خان اپنے بنگلہ میں پہنچا - اور حافظ صاحب سے ملکر اور رشاشب
چلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر ٹھیرے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان دین
و ایمان کی قسم لے ساتھ کرکے رخصت ہوا - شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب دیا
اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی - شجاع الدولہ فیض آباد میں داخل ہوئے -

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان میں جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت میں لکھا ہی کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نواب وزیر
اودہ میں گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے - اونہوں نے
کانوں پر ہاتھ دھرا کہ ہمنے وعدہ واپسی تمسک کا نہیں کیا تھا بھیر یہ تہمت ہی - کہ شاہ مدن (جنکی معرفت
شجاع الدولہ نے مرہٹوں کی چڑھائی کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے بلائے
گئے - اونہوں نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہی - غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام
چلے آئے - اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گزار کیا - اس وقت شجاع الدولہ برگنات اٹاوہ اور
شکوہ آباد سے مرہٹوں کو نکال رہے تھے - حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر
میں دیے ہیں میں انکا بندوبست کرنے جاتا ہوں مجبوری سے مرہٹوں کے ہاتھ میں وہ چلے گئے تھے
اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنوں پر کچھ نہیں ہی میں انکو اوسی طرح اپنے قبضے میں
رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹوں کا فتح کرکے اپنے قبضہ میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا
اور سیرا ونھوں نے جواب لکھا کہ پرگنات کی بابت پھر سوچونگا - اور جواب دونگا - بالفعل دو لاکھ روپے
بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا - اور اونھوں نے سپاہ
کو جمع کرنا شروع کیا - حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹوں کو دیا ہی
وہ مجھسے لیجئے - اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی - بڑے بڑے سردار انکی لڑائیوں میں

مارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی
شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔
یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی مصاحبت میں رہتے تھے۔ اور اونکے ہر ایک
مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم
بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو پھر اودھ میں چلے آئے
شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا
کر لیا۔ شجاع الدولہ انکی عزت کرتے تھے۔ پھر فتح پور میں جو لکھنؤ سے پانچ کوس ہے سکونت
اختیار کرلی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت میں اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی
دوستی اور جانبداری رکھتے ہیں۔ شاہ مدن کے ہان ہر سال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔
ہندوستان کے شہروں سے ہزاروں علما طلبا۔ مشائخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب
کی آمد ورفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہان سے ادا کیے جاتے۔ اور اونکو کھانا دیا جاتا۔
تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیوں کو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی اقبال من
کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے لنگڑے اور بیراگی بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو سوا
خوراک کے بھنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی
پیرزادگی کیوجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہوجانے کی بڑی
وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا وجمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹوں نے دبالیا تھا
اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو اوسپر شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپے جو مرہٹوں کی بابت آپکے ذمے ہیں ادا کیجیے
حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میں تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہیں ہوں۔ دو حصے سردار بھی یہانکے
شریک ہیں اول آپ انسے طلب کریں۔ یعنی اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات پر عمل نہیں کرتے۔ اون
روپیوں میں سے میرے حصے میں بیس لاکھ روپے آتے ہیں تو اس کا تقاضا مجھسے کرنا آپکو مناسب نہیں۔ کیونکہ
ملک دوآبہ جو میرا تھا اوسپر آپنے قبضہ کر لیا ہے۔ ... میں خاموش ہوں۔ اس قدر ملک اسی طرح سے
روپے میں گران نہیں ہے۔ میں ایک روپیہ بھی نہیں دونگا۔ آپکا جو ارادہ ہو کیجیے میں مقابلے کو تیار ...

ہون ۔ تو انھین دستگیری مین جروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کئے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہی ۔ کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے ۔ جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے ۔ وہ فقرے یہ ہین آگر با صلح گلستان ہم رنگ است حمداً ﷲ و اگر با ستیزہ و جنگ بسم اللہ ۔ کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی ۔ اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہوجاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عہد برتاؤ نہین کیا تھا ۔ اور چالیس لاکھہ دہونکے دینے مین حیلہ و حجت کرتی تھی اسلئے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا تہا[۹] ۔ اسکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہو گیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کردیا تھا ۔ اولوالعزمی ۔ ملک گیری کہانہ جوئی ۔ بے مروتی اونکے خمیر مین پڑی ہوئی تھی ۔ روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے قول و اقرار کی مدد نے اونکو روہیلکھنڈ کی فتح کی بخوبی آمادہ کردیا تھا ۔ اودھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے باطل ہو گیا تھا ۔ وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہی جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہی ۔ اور کچھہ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے ۔

(الف) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اونسے دوستی پیدا کرلی ۔ اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھہ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا ۔ اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ۱۱۷۸ ہجری کے ۱۱۸۵ ہجری بناکر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لئے مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا ۔ کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمہارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نکرنا چاہئے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہی ۔ اگر نصارے کا ہاتھ بڑھ سکتا تو ایک مسلمان بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے ۔ اسلئے صلاح یہ ہی کہ ہم اور آپ متفق ہوکر اس گروہ کو قبل اسکے انکو قوت حاصل ہو جاوی تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے ۔ اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان مین انکا پاؤن انہون نے جمالیا تو ان کا یہان سے اوٹھنا مشکل ہوجائیگا اسلئے انکا جلد استیصال کرنا چاہئے اگرچہ آپسکا ہمارے ساتھہ شریک ہونا آپکی ہی سلامتی کا باعث ہے ۔ لیکن ہم ۔ ۔ ۔

[۹] دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھہ روپئے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا
قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہرونشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے
اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع منتظم ہین لیکن عقلمند نہین
اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر قسم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات
کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر [illegible] صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد آشفتہ ہوئے اور
شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے
نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون
پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے
وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بہت خجل ہوئے
دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ
گورنر کو کہلا بھیجین کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر مینے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے
اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہین یہ میرا نا خط
[illegible] کہ دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے
کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے بھائی کا اوسمین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی سنہ [illegible]ھ
مین فوت ہوچکے ہین۔ اور اس خط مین سنہ [illegible]ھ ہجری مرقوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے
تو بھی مجھے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے
یہ دریافت کرنا چاہیے کہ سوا اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے
جو امرا اور وزرا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہے۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے
پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر
حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیرالدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب
جانتے تھے کہ منیرالدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور قیصر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور
اختصار کے لکھا ہے۔

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہوگئی
مگر بکسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ تھا کہ
فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑینگے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس راز سے آگاہ کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی سے سہو یا انتہا کی خیر خواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھی رہگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کرکے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضکیا حافظ رحمت خان کی نیت فاسد ہی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لئے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بیشبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ مجھسی اور سلطنت انگلشیہ سے مصالحہ نہوا تھا۔ اور بکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کرسکے۔

(ر ح) اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپن عنایت خان کی تعزیت کے لئے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمہین ہمارے شریک ہتے مین اونکے ساتھ یہ دغا بازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو ظاہرا اون سے جنگ کرنا چاہیئے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرے تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پایا کہ شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانیکی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لئے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبید اللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب حافظ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپیے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اور جسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر تساہل و تعلل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینا تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑکر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام بھیجی تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوئے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزوں کی دستگیری کے حکومت کرسکتا - کیونکہ گورنر خود
لکہتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری
استعانت کے نہین کرسکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ حفاظت کرتا مگر بات ہم بہول گئے کہ بادشاہ
روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے
روپیہ پیدا کیجئے اس لیئے اوس نے ان اضلاع کو بہی اپنی ٹکسال مین ڈالکر روپیہ بنایا
اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہ روپیے نقد لئے گئے - باقی
دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اوسکے اضلاع مین بالکل شامل ہوجاتین
اس ملک کے لینے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوتے کہ سب دیکہ چکے تہے
کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کرکے مارڈالا
تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہ روپیے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو
دینا بہی موقوف کردئے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بہی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اوسکی
مدد کو آوے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک بریگیڈ کا خرچ دو لاکہ دس ہزار روپیہ
سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور ہر بریگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ
ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس
تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد
ضلع بہار مین آوے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بہی اسی
طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے
بعد ۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلوں سے تہی وہی پہلی
ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز امداد کرکے روہیلوں کے
ملک پر قبضہ کرادین - گورنر نے بے تامل اس کام کی حامی بہرلی - بلکہ شجاع الدولہ کو اونہیں نے
اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلوں کے ستیاناس ملانے والے تہے اور انگریزون کے
وہ حضرت پیر و مرشد تہی جو وہ کہتے تہے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے
ضرور تہا - گو کبہی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی آپسے بگاڑ کی بات
نہین کی - مگر حضرت بر سے مصلحت سب کچہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے
کورٹ ڈائرکٹرز کی چہٹی پر چہٹی آتی کہ روپیہ بہیجو روپیہ بہیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کرو اور پہان فوج کی تنخواہ کا چڑہنا فصلون کا گہٹنا
ہونا سکا ستہارون کا بچہا گیا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کرور روپیہ کا قرض
پہر اوس کا سود بہ سود چڑہتا گیا آفتین عقین۔ یہ وقت بہت نازک تہا۔ اس لئے آپس مین
معاہدہ ہوگیا کہ چالیس لاکہ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے
کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکہتا ہے کہ اس معاہدے سے
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہوجائیگا
اور چالیس لاکہ روپیہ سے خزانہ معمور ہوگا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔
اور اون سے ملک محفوظ ہوجائے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تہا
مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور زیادتی کے لئے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضی نہو بڑے حیف کی بات ہی۔ اور ایسی
ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت
جو اپنے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب و غریب و ضعیف و کمزور ہین
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ
و حوالہ کیا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون
کے نکالنے پر موعود تہا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کہٹکا لگا ہوا تہا۔ اور روہیلون کو اونکی
طرف سے اطمینان خاطرخواہ حاصل نہوا تہا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو پہر کبھی ذرا
دو سنگے رفع کرنے مین انگلی بہی نہ ہلاتا۔ وزیر ابہی زر موعود کس منہ سے مانگتے تہی
کہین کبہی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونہین بہسم کرتی اپنے پیر مین
آپ کیون کلہاڑی مارتے۔ پہر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے مرہٹون کی
امداد کی تہی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکہتے تھے۔ مگر
کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونہون نے کہ اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت
ہوتے ہین تو یکایک اونکی آتش غضب کو ٹہنڈا کردیا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر روہیلے مرہٹون کی مدد نہ کرتے ہر
ہما شما روہیلون کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو وزیر اور اونکی ملک کی خیر نہ تہی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گہر کے چراغ جلتے نہ آگ اور گہڑے مین پانی تک نہ چہوڑتے وزیر نے اگر

جیسے بہ جبر ے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت اونپر یہ فرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر خود لکہتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیے اوس کا اثر تہا سرکار
کمپنی کی گردن پر ملک کی حفاظت کا بوجہ رکہتا ہی۔ بنارس سے گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ آف ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
اپنی طرف سے اوس کے لیے اوکساتے رہے ہسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتھ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پانچ
لوگ ممبر مقرر ہوتے تھے فرنسس جو بعد اسکے سر فلپ فرنسس ہوا اور کرنل مانسن
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آکر ہسٹنگز صاحب سے ملے اور نیا انتظام کیا جنکے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوئے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی رئیسون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تہا اس لیے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اس طرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہائے غیر سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط وکتابت کیا کرے۔ اونہون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ مجہہ مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط وکتابت کے لیے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تحریرات سے چہپایا پڑ جاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکے ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجہہ ہی اختیار دیا جاتا ہے اور مین ہی اوس سے خط وکتابت کیا کرون اور
اوسے ہدایت کرون اور کل انتظام ہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مسٹر مڈلٹن
کو کہ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی اور
خفیہ خط وکتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبرون مین سے فرنسس
اس بات پر کہ تمام متعلقات معاملات اودھ کی ہسٹنگز صاحب نے اسکو بند کہا مین افروختہ خاطر ہو کر
ہسٹنگز سے مخالفت کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مونسن اور
کلیورنگ بھی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جنہے
ہندوستان مین مدت تک کام کیا تہا ہسٹنگز کا طرفدار رہا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری خط وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودہ ہی واپس بلالین۔ اسپر مسٹر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیون کی نظر مین گورنمنٹ کی آشفتگی ظاہر ہو جاوے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار رہے اوسکو ساقط الاعتبار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لیے اونکی راے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورنمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے۔

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآب پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اوسوقت مین ایسی سخت بارش ہو رہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا۔ تھوڑی ہی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا۔ اور دوآبے کیطرف کوچ کیا۔ اور محالات متعلقہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مولفہ محمد فیض ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے۔ جس سے اس مہم کی کچھ تفصیل معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۱۰ رمضان ۱۱۸۷ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا۔ اور اٹاوے سے چار کوس اسطرف مقام کیا۔ نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا۔ نواب نے چارون کی گردن اوڑوا دی۔ کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین ستانے نہ پاے۔ اسی مقام پر سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کرکے جنگ کے لیے مستعد ہین نواب کے حکم سے

مرتضے خان اور محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج
لیجا کر محاصرہ کیا مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھہ توپین چڑہا کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب
کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور
اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اوہنون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت
پنڈت مرہٹون کا افسر(?) قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے
قلعہ خالی کردیا نواب نے یہین عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو
چلا گیا میر سید علی داروغہ پلٹن کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو
عبور کرکے اوس پار مقیم ہو جاؤ تا کہ مرہٹون کی کوئی فوج اودہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کیلئے
نہ آسکے اور نہ اودہر رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتہی پر سوار چار سو سوار اور باربرداری
اور اونٹونکے ساتھ اودہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گہیر کر بارہ گہنٹہ(?) رکہ لیا بہت سے
آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتہیار ڈالدئے میر مذکور نے اونکو مارا نہ کیا۔
بلکہ اوسی حالت مین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ
راہ دلوا کر چہوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۳۔ شوال کو
نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکہنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے
ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوہ کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر
ہوکر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب
وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوہ سے کوچ
کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل ٹہیر کر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی
تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تہی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی
تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ع
مین یہ نواب [illegible] اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی
اوس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد
چندے ایک حصہ اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فوج فتحگڈہ مین
متعین تہی سلہ آردن صاحب تاریخ فرخ آباد سے

سلہ دیکہو فرح بخش دگیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اودہ فتح کرنے مین بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تھا
نواب مظفر جنگ نے بذات خود اتاوہ چھینے مین اصرار کیا اور وہان نواب زبیر اوسکی ساتھ مظفر نگر
سے پیش آیا تھا اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈھ مین کوڑیا گنج و ہردوا گنج کو روانہ
ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے قصبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے
انجام دئے گئے۔ ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہو گیا۔ فی الحقیقت اس
لڑائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[1]
و تروا و ٹھٹھیا اور سکلت پور اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک
کہ اسطرح سے اودہ مین شامل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکھن شامل ہو گیا
ما سوائے چھبرامئو[2] و سکراوہ[3] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین
شامل ہین۔ بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور
شخص تہا ملک [illegible] کا حاکم مقرر کیا گیا۔ عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے
ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تہے چھین لین
ساتھ تروا اور ٹھٹھیا اور چودھری بسنت رائے جو کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا
کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی ملتفت اوس قسم کا
اور اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا۔ ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعت
کی حالت مین پیدا ہوا۔ اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی
بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا۔

[illegible] مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگزار ہو گیا۔
تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ کیا مصیبت
آئی تھی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگزار ہو گئے اور پٹھانون کا نام
ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی۔ اگر
تم فرخ آباد سے نہ نکلتے۔ اور اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تو

---

[1] تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین علاقہ ٹھٹھیا و تروا شامل تھا ۱۲ [2] تحصیل چھبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [3] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [4] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھ تمہارا کچھ بھی نہ کرسکتے اگر وہ فرح آباد
کا قصد کرتے تو ایک لاکھ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھی اسقدر خوف اور بزدلی کیوں کی
فتح اور شکست خدا کے اختیار میں ہے۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی
تھوڑی سی فوج کے ساتھ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ
کیا اور فتحیاب ہوئے۔ افسوس تم نے اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگوں کو بے آبرو
کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا تو اوسے دیکھکر بہت آزردہ
ہوئے۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھ لیکر ملیدہ
اور کوڑیا گنج کے نواح میں پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب
باتیں لکھکر اپنے ساتھ اپنے پاس بلایا اور دونوں نواب اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ نواب
شجاع الدولہ کے تبع ہو گئے۔ حالانکہ اونکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال میں نہ لاتے تھے
ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہتے انہوں نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپوں کا نام
ڈبودیا اور شجاع الدولہ کے سلامیوں اور مجرائیوں میں داخل ہو گئے درجہ امارت و حکومت کو ہاتھ سے کھو دیا

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھ چالبازی

سنہ ۱۱۸۹ ہجری میں نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھ جاٹ والی بھرتپور کے ملک کے فتح
کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھ ڈیگ میں جا کر پناہ گزین ہوا
قلعہ اکبر آباد پر جاٹوں کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کی طرف سے دان شاہ وہاں نجف خان کا مقابلہ
کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا چاروں طرف محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپوں سے
آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھ سے نول سنگھ کی ہزیمت کی خبر سنکر
یہ خیال کیا کہ اگر یہی نجف خان ضرور فتح کر لیگا۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر
قبضہ کر لیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کی جرأت سے کدورت تھی اسلئے اینچ خان کو بادشاہ
کی خدمت میں بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعہ سے جاٹوں کا سرکش قبیلہ دبایا جا کر
اور اونکا ملک ضبط ہو جاتا ہے۔ حضور کی خوشنودی اس خانہ زاد کی
بڑی آرزو ہے۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقار الدولہ سے مجد الدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کر کے اور بادشاہ سے عرض کر کے ملک آن طرف جمنا کو نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرا دیا ضابطہ خان وہان جا کر ذوالفقار الدولہ کی کساد بازاری
کی فکر کرنے لگے۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا داون نہ چلا تو انہوں نے ریاکاری سے دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا۔ اور ذوالفقار الدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اون سے ملاقات کر کے پولر صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور لسنت علی خان کو
ہمراہ کر کے مقام[۱] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے میں مدد دینے کو بھیجا اور
اس وجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقار الدولہ سے ملدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر وزیر سے
کیون اتفاق کیا[۲] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کر کے فرخ آباد ہوتے ہوئے
گنگا کو عبور کر گئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے۔ نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سارے روہیلون میں کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر معزز اور
دانشمند نہ مانا جاتا تھا۔ مگر اسوقت وہ خود تخصون مین مبتلا ہو رہے تھے سیرالمتاخرین
کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس لئے
روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا۔ اور جسقدر رحمت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کر دیا۔ عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو
جنگ پیش تھی یہ سب احسانات اونہون نے بالائے طاق رکھدئے۔ اور ہستنگز
صاحب گورنر کو تیس لاکھ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کر کے حافظ رحمت خان
سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا
کہ اپنے مالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسا اور حدود مصطفیٰ آباد
و الہ آباد سے آگے کو قدم رکھے اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگاتے۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کرے۔ اوسکو کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . . .

---

۱ دیکھو انتاسے فیض بخش ۱۳۵ ۲ دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کرکے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ رکھے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن بنگالہ اور عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھہ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سرراہ اور فدیہ ہے جو کوئی اوسکا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون چالیس لاکھہ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بوجہ عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سرداروں نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۸ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون کے ملک پر چڑہائی کرین تو ۔ ... کئی لاکھہ روپیے ایلچ خان کی معرفت نذر کریگا۔ اور فالصے کے علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھہ لانا چاہتے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے ہم سے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپیے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی مین کج معاذگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھہ روہیلون پر لشکر لیجانے کا وعدہ کرلیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوتے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے کھڑے کراتے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو پتا لگی اسلئے وہ قلعہ کو لوٹ گئے نجف خان کو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھہ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان بنابر دوندیخان نے بھی اس معاملہ مین سازش کرلی کیونکہ اکثر پرگنون کا حصہ ان لوگون کے قبضہ مین تھا قبلہ انتزاع پاجانے کا

ثابت ہی کہ روہیلونکی نسبت اس خانہ برانداز سازش مین نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے ۔ مگر اون پر محض افترا ہے ۔

۷ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلونکے استیصال کے واسطے وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اسکا ایک درخواست سے گورنر چکرا گئے ۔ اتنک کونسل کو کچھہ خبر نہ تھی ۔ غرض بہت تکرار اور مباحثے کے بعد یہ بات ٹہیری کہ سپاہ کمک کے لیے بھیجی جاے اور شرائط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھہری تھیں اسوقت گورنر اپنی وطن کو دو کہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں ۔ اور وزیر مرایک بارگزار ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منظور کرینگے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ بھیجنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اکثر گورنمنٹ کے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے ۔ اگرچہ لندن میں کورٹ آف ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی تنبیہ کو سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی ۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخر کار اوس عہدنامے کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا ۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہسٹنگز کے گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونے کے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلاے عام) میں ۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اوسپر اس قسم کے الزام کے لیے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا ۔ تو ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کر لیا تھا ۔

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھہ روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین بریگیڈوں سے جو دوسرا بریگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا ۔ اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے ۔ کرنل چیمپین جو کمانڈر انچیف تھا اوس کا سارا لڑائی کا اہتمام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا ۔ ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا ۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اونکی سرحد پر واقع تھا ۔ انگریزی فوج سے ملے ۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی ۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دھمکی کے ساتھہ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی ۔ حافظ صاحب اس کاروائی سے آگاہ

ہوکر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خاں اور فتح اللہ خان وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خان و محمد خان وغیرہ
پسران بخشی سردار خان اور احمد خان و اعظم خاں وغیرہ انہا سے فتح خاں خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاؤ کر رکھا تھا ۔ اونکو خیال ہی نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۔ ۱۱۸۸ ہجری کے آخر سال میں جب شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہوگئے تھے ۔ اور اونکی خیراندیشی کے درخت نے یہانتک اونکے
دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہوگئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خان
اور فتح اللہ خان نے قرآن پر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھکر کہ جب روہیلکھنڈ کا ملک
ہوگیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاویگا ۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کردیں ۔ وہ تو یہ دل خدا سے چاہتے تھے منظور کرکے مہر کردی
اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی
اور معزز رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ سو ۱۵۰۰ روپیہ ماہوار رفاقت کے اور رسالہ کی
تنخواہ علیحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گاؤں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کرکے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کرکے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے ۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کرکے ۱۷ محرم ۱۱۸۸
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قصبہ بریلی پہنچے ۔ اور آنولے میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے ۔ کچھ راجپوت جو نئے بھرتی ہوئے
جاگیردار اور میاں نواب یعنی فرخ آباد کے تاش پٹھان شریک ہوئے ۔ نواب فیض اللہ خاں
والی رامپور پانچ ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے گئے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خان اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی ادھر ہو گئے

ہزار آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ مفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی سردار خان اور احمد خان پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ مگر یہ دونوں باطناً بہی چاہتے تھے کہ حافظ صاحب ہار جائیں کیونکہ حافظ صاحب نے روہیلکھنڈ کے ہر ایک رئیس کو اپنی طرف سے بیدل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ غرضکہ تھوڑے عرصے سے روہیلکھنڈ مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ پہیل گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف تھا۔ اور دوسرے کی خرابی کے لیئے عیبون کو کہوجا کرتا تھا۔ جب اللہ خان ابنا ے دوندیخان اس لڑائی مین اول سے شریک نہوتے کیونکہ انکو ہر چند حافظ رحمت خان کی مدد کرنے کا خیال تھا اوسی قدر شجاع الدولہ کے معاہدے کا پاس تہا یہ دونون سردار نواب شجاع الدولہ کی لکہی چہتری تحریرون اور علام محمد کی چرب زبانی پر کہ قرآن مجید کا عہد دیدیا گیا تھا حافظ صاحب سے باطناً منحرف تہے اسکے علاوہ انکے پاس ساماں درست تہا نہ روپیہ تہا سپاہ فقر و فاقہ کی وجہ سے گریبان گیر تہی اس لیئے ان دونون بہائیون نے روپیہ نہونے کا عذر پیش کرکے ظاہری مجبوری ظاہر کی اور کسیقدر اسپر بہی وہ لوگ جو شجاع الدولہ سے ملے ہوئے تہے سامان سفر کی تیاری کا بہانہ کرکے اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ مئو فرخ آباد اور روہیلکھنڈ کے پہٹان نوکری نوکر تنگ تونی کی وجہ سے جوق جوق آکر جمع ہونے لگے۔ جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بہی اپنے بیگانون کی طعن و تشنیع کی وجہ سے تہوڑی تہوڑی جمعیت کے ساتھہ آنے لگے۔

جسوقت حافظ رحمت خان آنولے مین اپنی سامان جنگ کی درستی مین مصروف تہے اوسوقت شجاع الدولہ کو کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے علاقے مین یعنی رام گہاٹ پر گنگا کے پل کی تیاری مناسب نہین اپنے ہی علاقے مین پل تیار کرکے سیدہی اپنی ملک سے روہیلکھنڈ مین داخل ہون اسلیئے کہ سیدہی اچہی طرح اپنی ملک سے پہنچ سکنے کی اسباب برراستے قائم ہوکر شجاع الدولہ نے گہاٹ ناناموَ پر پل تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتہہ جسکا افسر کرنیل چمپین تہا روہیلکہنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔ نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ اور مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش بہی ایک ایک ہزار سپاہ کے ساتہہ شجاع الدولہ کی شریک تہے شجاع الدولہ کہ پہنچکر بہاکی راہ کو

دیکہو تاریخ فرخ آباد مولفہ ولی اللہ و سیر المتاخرین و فرح بخش و اخبار و تذکرۃ حکومۃ المسلمین وغیرہ ۱۲

جو حافظ الملک سے منحرف کر دیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لئے
ایک تحریر روپیونکی طلبی مین حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی اونہون نے اس تحریر کو دیکھ کر
اپنی فوج کے ساتھ مخالف کی جانب بڑہنا شروع کیا اور کیارا کے گہاٹ رام گنگا کو عبور کر کے
فریدپور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ مین داخل ہو کر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبد اللہ خان نبیرۂ نواب بہادر خان
رئیس شاہجہانپور حافظ صاحب کیطرف سے یہان کے انتظام پر مقرر تہا یہ شخص حافظ صاحب
کے علاوہ دوستی رشتے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بہی تہا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہین تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحۃً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانوں کی ہمدردی اور اتفاق بہ نسبت روہیلون کے
لکھنؤ والون سے بہت زیادہ تہا۔ علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دو صوبے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جہگڑے اور مباحثے مین رہا کرتا تہا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد مین رہنے سے اس علاقے مین سے تحصیل کولا اور کانٹھ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا پورا قبضہ نہ تہا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانون کے
تصرف مین تہا۔

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہجہانپور پہنچنے کی خبر سنکر چالیس ہزار سوار و چار ہزار بان انداز
اور ساٹھ توپون کے ساتھ فریدپور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کر کے میران پور کٹرے کے
مقام پر آئے یہانپر آبادی کے قریب آنبون کے باغ مین فوج کا حصار بنا کر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے سقدر تاخیر ہوئی تھی وہ اونکے واسطے مفید تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑہتی جاتی
تہی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا۔ آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج تلہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلون کو جلدی لڑائی
مین مشغول کرے اور بسولی کے قریب میدان مین ٹہہرے۔ اس پیشقدمی سے روہیلون پر ظاہر کیا کہ
مخالف کا ارادہ بیلی بہیت پر دہاوا کرنیکا ہے جہانپر حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تہے اسواسطے حافظ رحمت خان

ساہ دیکہو روہیلکہنڈ گزیٹیر ۔ ۱۲

اس فوجکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑکر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ
کی فوج ترتیب وار لڑتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی۔ جبکہ حافظ صاحب
کٹرہ سے نکل آئے جو کسی قدر امن کے قابل جگہ تھی تو کرنیل چمپین صاحب جنہوں نے وہ تدبیر
بتائی تھی۔ اور نقشۂ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا
حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزیٹیر کے حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے
اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۲۵ ہزار بتائی ہے۔ اور اس میں نوکر پیشہ لوگ
شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے۔ اور
سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مؤلفوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس
ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب
بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار
آنولے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل
نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے۔ بڑی بھاری فوج کے ساتھ آتے ہیں اونسے صلح
کرلینا چاہیے۔ حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں
نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ
کے پاس بھیجدیجیے میں اون سے بات چیت کرلونگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا
پھر سب سے سہولت کے ساتھ حصہ رسدی وصول کرلیا جائیگا۔ حافظ صاحب کی موت
کا زمانہ قریب آچکا تھا۔ نواب فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا۔ مگر اس کے خلاف سیر المتاخرین
میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ
رحمت خاں پر کیا۔ اور لکھا کہ زر موعود پہونچانے کی مدت گذر چکی اور اب تک آپ نے وہ روپیہ
ادا نہ کئے۔ اب مناسب یہ ہو کہ وہ روپیہ جلد پہنچا دے۔ ورنہ لڑائی کے لیے تیار رہنا
چاہیے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دور اندیش تھے فتح اللہ خان وغیرہ
اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے
کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقریب پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے۔ اور
انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے۔ ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں
کہ ہمارا ملک چھین لیں۔ اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہی کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹالدین کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہین کے ہاتھ مین ہے
ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے
در پردہ دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تہا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں
البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تمسے بھی کینہ قایم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے
سے ۱۱ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے۔ اور ان احمقوں نے اون روپیونکے دینے میں جنکے فنا ان
اونکے اور دو سرون کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلو تہی کی[1] اور لڑائی کرنے
کے لئے صلاح دینے لگے اور دو سرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت
کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے۔ اور حافظ صاحب
کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے۔ اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا۔ حافظ صاحب نے
بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے۔ میدان جنگ مین آبروے
مردمی جاتی رہیگی بھاگتے نظر آوینگے۔ انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملا دیگی
چونکہ ان روہیلون کے بادشہ سے لے انتہا ظلم مقیم و مسافر۔ اور ہر قسم کے بندگان خدا پر
ہوئے تھے انتقام کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اوس کا وقت آچکا تھا۔ اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے
پردے پڑ گئے تھے۔ اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت
پر التفات نہ کیا۔ اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی۔ مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گا رہے
وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار لڑانے کے ارادے
سے اوتار تو پہاڑ سنگہہ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکے
شجاع الدولہ کو دیدیجئے۔ اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ مین واسطہ
کیجئے۔ مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے۔ میں قرض نہیں لیتا۔ مجھے پھر ایسی عزت
کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی۔ اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے
لئے تیار ہوئے۔ یہ بات سچ نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم
کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ
صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرا دیجئے۔ مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۱۲

چالیس لاکھ روپیون نے نیچے دیدئے اور اونہون نے دو کروڑ روپئے مانگے غرضکہ میدان کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ھ ہجری کو لڑائی کے لئے سوار ہوئے مگر شجاع الدولہ کی طرف سے مقابلہ ہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے توپخانے کو بڑھا کر لاہی کہیڑے[۵] کے نشیب مین دریاے بہگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحب کو اونکے مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لئے کل کا دن مقرر کیا ہے ۱۱ صفر ۱۱۸۸ھ ہجری مطابق ۲۳ اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی شجاع الدولہ نے لبیت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور سید علی کے ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تہا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیکر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر بہیجا اور میر احمد کو ۲۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی فوج کے عقب مین رکہا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹہیرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لئے تیار ہوا تہا - حافظ

---

[۵] جام جہان نما مین لکہا ہے کہ مقام لاہی کہیڑے مین دریاے بہگل کے کنارے فریدپور کے متصل میدان کرک مین جنگ ہوئی تہی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ کٹرہ کمال زئی خان اور فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تہی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیڑے کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی شمالی مین شاہجہانپور بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چہہ میل اور شاہجہانپور سے اٹہارہ میل کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چہوٹا سا پرگنہ ہے - اور رو ہیلکہنڈ ریلوے کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہے - ۱۲

[۶] دیکہو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل
ڈر گیا بس آج سوار ہونا کیا ضرور حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تہے کہ انگریزی
لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی - حافظ صاحب نماز اشراق پڑہنے پائے
تھے کہ ہرکارہ نے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جمادیا ہے اور لڑائی کے لئے
کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے
مین آئے - اور اون سے مشورہ کیا - حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ ہمارا
اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی کنارا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا رہیلکھنڈ
مین وہانسے بہتر کوئی جگہ امن کی نہین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے
کا ارادہ کرے تو اوسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے
اور سنبھلنے نپایا تھا بھی ہونے نہ پایا تھا تب تک کہ نقارہ بجانے کا اور عہدہ دارون کو تیار رہنے کا حکم بھی
عام طور پر نہ دیا گیا - سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گھاس چارہ کی فکر مین اور
بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے - آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین رہی دشمن لڑائی
کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے - پھر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان
ابن شیخ کبیر نے غنیم کا مقابلہ بھی کیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر
کے ہراول بابت تھے گل رحمت مین لکھا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون
کے ساتھ سید ان حسینی جنگ مین پہونچکر مستقیم خان کے غول مین کھڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانو
ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تھا سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے
ساتھ جانب تیسے انگریزی فوج پر حملہ کیا - اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے
اور زخمی ہوئے - مگر بہت سے سپاہی فوج کی زد سے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تک جا پہنچے
اور کچھ اول کے صدمے سے ہلاک ہوئے - مگر پھر بھی کسیقدر دل سے انگریزی لشکر مین
گھس گئے - اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا - مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب
نہوئے - اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ
سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے - اور اوس کے غول
مین گھس گئے - اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ توپون
چھین لیا - جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے -

اور خود اوسکی آڑ پکڑ کر بندوق دہان سے لڑنے لگے تنقیح الاخبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان
اور مستقیم خان بسنت علی خانکی فوج سے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے
جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے توپخانے نے بڑی تیزی کے
ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ یکایک احمد خان پسر سردار خان بخشی جو شجاع الدولہ سے
ملا ہوا تھا بغیر لڑے عقب سے ہٹ گیا بالفعل لشکر میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے
اوکھڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہو گئی پٹھان ہوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحبکے
ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ فیض اللہ خان نے یہ حال دیکھا تو اوسنے تین طرف سے رو رو دیا ایکطرف مستقیم خاں پر
دوسری جانب نواب فیض اللہ خان پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش
ہونے لگی تو نواب حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے
کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب باوجود کمی فوج کے جسقدر سپاہ ساتھ تھی اوسی پیکرا ادہر توجہ کی کچھ
دور چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوجکے
مقابلے کو لوٹے سرداروں کے کئی دستے انگریزی فوجکی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے
کی بات پیدا نہ ہوئی ۔ گلدستہ سعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی
غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجیں کیسکر
سب کو تہ تیغ کر کے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکا اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک
گھمنڈ تھا کہ شکوہ آباد کے ملک اپنے سرداروں پر تقسیم کر دیئے تھے ۔ اور کہدیا تھا کہ جس محلے میں
داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لیئے معاف ہیں ۔ کرنل چمپین بھی حافظ
رحمت خاں کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی
وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ لڑے بہت سے روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آتے اور اپنی
جھنڈے گاڑ دیتے تاکہ اوروں کو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہو بار بار ہماری توپیں چھیننے کا
قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو بڑھنے نہ دیا جب پاس آگئے اونکو اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری
کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرح سے اپنا فن سپاہگری دکھایا غرض دو گھنٹے اور ہیں منٹ
تک آتشبار توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ اور منٹ بندوقوں کی گولیاں اونکے خوب جسم
سپاہی اور گھوڑے اڑا اوڑ کاغذ کے پرزوں کی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے
سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے راہی ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہو نیکے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑی کو آگے
بڑہاکر انگریزی فوجکے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دوربین سے سورج کہی
کو اونکے سر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی (ا) لگکر کہا کر فیلے پر گر پڑا تنقیح
الاخبار کا مولف کہتا ہی کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوسجگہ موجود تہا - کہتا تہا کہ
گولہ حافظ صاحب کے پہلو کی برابر سے گذرا تہا جسکا ایک شگاف مانند اونکی جلد پر پڑگیا تہا -
مقصر التواریخ میں لکہا ہے - عجیب بات یہ ہی جسے سب نے اپنی آنکہہ سے دیکہا کہ اوسوقت حافظ صاحب
جامہ ہندوستانی قدیم پرتین قرآن شریف پہنے ہوئے تھے - وہ جا در قرآن کی برکت سے ندہلا
چہاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تہا - جس کے صدمے سے حافظ صاحب
گہوڑے سے گر پڑے - پگڑی سر سے اوتر گئی - خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر لپی اور منہ
میں پانی ڈالا - ایک دو مرتبہ ہونٹہ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکلگئی
احمد خان پسر فتح خان اپنی فوجکو لئے ہوئے علیحدہ کہڑا تہا - یہ حال دیکھکر فرار ہوگیا - حافظ
صاحب کے بیٹے یعنی محبت خاں اور حافظ محمد یار خان اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان
اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بہاگنے لگے تو یہ بھی
میدان سے بہاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے - نواب فیض اللہ خان اسوقت تک
اوس گاؤں کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے - حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر
دو تین رستہ سے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے دیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں
پہنچکر فوجکو جمع کرکے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے - دیروں میں پہنچے
تو بالکل لٹے پٹے پڑے ہیں - بازار لشکر کا نام ونشان بھی باقی نہتہا - افسوس کیا اور خود بھی
اپنی ریاست کیطرف روانہ ہوگئے - محب اللہ خان جو عین معرکے پہنچا تہا وہ ایک حملہ کرکے
وہ بھی بہاگ نکلا - اسیطرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی میں مصروف تہے یہ خبریں سنکر
بہاگنے لگے - انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی توپ جنے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے
بہت سے گولے مارے - نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہنچی تو ہاتھی سے اوترکر سجدہ شکر
ادا کیا - اور سواروں کو لوٹنے کے لئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بہیجا - سلطان خاں برادر

(ا) دیکہو گل رحمت ۱۲

لفظ ظفر کے اعداد پر کہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین سیاق فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونھون نے وہان گنج آباد کرکے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
کور مہاسے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نعیم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل پر ہی اس فتح سے اوس کا ازالہ نہین ہو سکتا
اور نامبردہ عنایت خان کا رسالہ دار تھا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر ثابت جنگ کا
خطاب ملا تھا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یک سالہ یا دو سالہ تھا
مقرر ہوا تھا باوجود اس کے اوس نے آمد یا للارا مرہٹہ سے کالپی کو خالی کردیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گو سے کالپی کے
شریک ہوگئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک دوآبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیلکھنڈ کو جاتے ۔ مگر پٹھانون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
بسنت کو کمیوکے اودہر بھیجا جسنے وہان جاکر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹھانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بھی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون مجھے اوسکا
حال بیان کرنا ضرور ہی تاکہ گورنمنٹ انگریزی جانے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ دنیا بھی
دستیار کے قابل نہین ۔ لڑائی سے ایک رات پہلے مینے بعض خاص توپین اوسکی مانگین تھین
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی۔ مگر اوس نے صاف انکار کردیا ۔ اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لیکے موجود رہونگا اور سب طرح کی مدد کرونگا اور سوارہ نکلو لیتا یا ساتھ
کھڑا رہونگا ۔ مگر وہ لڑائی مین پاس گیا تا دور ہی پیچھے وہان کھڑا رہا جہان سے اوس کو لشکر کے
سپہ کو دیکھا جب فتح کی خبر پہونچی تب اوسی وقت فوج لیکے میدان مین آکودا ۔ ادہر
سپاہیون نے کمپنی کو خوب دل کہول کر لوٹا اسیر ساو کمپنی نے جو قواعد کی پابندی رکھا افسر کی

کہا کہ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیروں کو ملی
اور اسٹراچی صاحب ایم۔ اے کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی تھی شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
رہتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں شریک ہو گیا بہت
کد و دوڑ کی۔ اس لڑائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اوس سے
اونھوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

حافظ رحمت خاں کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہو چکنے کے انگریزی
فوج نے تین روز تک مقام کیا۔ ہزیمت یافتوں کے تعاقب کو نہیں گیا اسلئے یہ تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کہ کثرت عقل و دانش اور عزم میں
دوسرے سرداروں سے ممتاز تھے بھروزہ جاکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب اہل و عیال لیکر
مرادآباد اور نجیب آباد ہوتے ہوئے لال ڈانگ چلے گئے۔ یہ مقام کوہستان نجیب آباد سے کوس
کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے اور اپنی حفاظت کے لئے مورچہ تیار کرایا۔ ہر روز اونکے
پاس روہیلوں کی جماعت اکٹھی ہوتی جاتی تھی۔ چنانچہ احمد خاں بخشی اور [illegible]
میدان جنگ سے بھروزہ جاکر آنولے آئے۔ اور رات بھر تک حسب ضرورت سامان و
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خاں کہ نہایت عاقل
آدمی تھا معرکہ سے نکلکر بریلی سے اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچ گیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان سے کے ساتھ بیٹھے رہے کیونکہ انکی سازش
نواب شجاع الدولہ کا مکرر عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور حافظ رحمت خاں کے بیٹے پیلی بھیت
کو بھاگ گئے۔ گلستان رحمت کے مولف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب کے بیٹے ذوالفقار خاں کو

بریلی کی حفاظت پر مامور کئے گئے تھے۔ اوس نے بریلی میں شہر کے رئیسوں کو جمع کرکے شجاع الدولہ
کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد ہی شجاع
الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کرلیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے نا فہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ
پیلی بھیت سے نہ نکلے جنگل و دامن کوہ کا ان کے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور باربرداری
افراط سے موجود تھی کوشش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہ بھی ملتی تب بھی پیادہ پا نکلے ہوتے
چار پانچ کوس کا جنگل طے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابو الفتح کی مسجد میں جن کا شمار
اوس وقت کے نامی مشایخ میں تھا یکشنبہ کی منتصف شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا او شجاع
الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو دیوان پہاڑ سنگھ
کے مشورے سے شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادے سے روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ
کے لشکر کے قریب پہونچا تو ہرکاروں نے اوس سے دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع
الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ اونھوں نے شجاع الدولہ کو خبر پہونچائی انھوں نے خواجہ لطافت کو ذوالفقار
خاں کے پاس بھیجا اور یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں لیجائے۔ اوس دن تو ملاقات
نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچ گیا۔ شجاع الدولہ
نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرہ ملازمت میں لیجائے۔

۱۳ صفر روز دوشنبہ کی صبح کو شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی
جب یہ دونوں بھائی خدمت میں آکر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لئے فرمایا کہ اچھا ہوا تم
یہاں آگئے۔ پھر مرزا نجیب بیگ بانگے سے کہا کہ مجھ کو حافظ جیو سے بڑی محبت تھی۔ یہ
دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا
بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور رفاقت محمد خاں حافظ [illegible] کے بہکانے سے کیا۔ پھر ایک
ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لئے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی
منظور ہے تو کل آپ کا لشکر پیلی بھیت پہنچے تاکہ وہاں عفت و عصمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر
سب متوسلوں کے دل مطمئن ہوجائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ اور اوسی وقت محبت خاں
کو پیلی بھیت کو بھیجدیا۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھا پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا
اور محبت خاں کے روانہ ہوجانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ سیدی بشیر غلام حبشی کو جو ابھی
فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم بھیجا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنے پاس ٹھیرا کر صبح کو ساتھ لیکر پیلی بھیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے
کسی کو نہ نکلنے دے - سندھیا نے تعمیل کی اور ۱۴ صفر کو پیلی بھیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس
سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تھی وہ بچ گئی باقی سب گھر گئی - محمد یار خان - اللہ یار خان نصرت
خان غلام مصطفے خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال
واطفال تھے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پھولے
نہین سماتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اونپر بحالی ملک
و دولت کے لئے آتے ہین ادبار و نکبت اون کے سر پر سوار تھی وہ کیسے ایسے دشمن جان ذات
افاغنہ کے پھندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تھا ارادت خان پسر
حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان اور نواب علی محمد خان روہیلہ کے
ساتھ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے
مولوی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا - شجاع الدولہ دو تین کوچ کرکے مع انگریزی فوج کے
۲۰ صفر کو پیلی بھیت کے متصل پہنچگئے - اور قلعہ دو پاسے کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال
واطفال محصور تھے خیمہ زن ہوئے اور ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گھوڑے
اور ہتھیار حصیلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال و اسباب نہ چھپائین - شیدی بشیر کے
آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتھیار و اسباب چھین کر بہت سے نکالدئے - اور کچھ [illegible] لئے
اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بھیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے
جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی - اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کی
لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب
محلسرا ہی مین چھوڑ دیا جاوے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین - اس حکم کی بموجب ۲۱ صفر کو
محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور ہاتھیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر شیدی
بشیر کے سپرد کر دیا تھا اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چھوڑ دئے - اور خود گھوڑے پر
سوار ہو کر اور ایک چھٹی ہاتھ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے
کیمپ مین چلا گیا - اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال
واطفال کو کشان کشان جبر سے اور رسوائی کے ساتھ نکالکر رتھ اور چھکڑون مین سوار کرا کر اوس
ڈیرے مین اتارا جو اونکے لئے شجاع الدولہ کے کیمپ مین کھڑا کیا گیا تھا - اور بسنت علی خان نے ملنگو

تین کمپنیاں ہمراہ لاکر اوس ڈیرے کے پاس پاس مقرر کر دیں اور اس بندوبست کے بعد
حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا پیغام دیا کہ میں آج چاہتا تھا
کہ تم کو طلب کر کے سرفرازی کا خلعت دوں - لیکن دنبل کی تکلیف کی وجہ سے جو شب گذشتہ سے
پیدا ہوا ہے طبیعت بے چین ہے - اگر ایک دو روز میں آرام ہو گیا تو وعدہ وفا کروں گا - حافظ
رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کھود ڈالی لیکن کوئی چیز دستیاب نہ ہوئی
شجاع الدولہ شہر بریلی کو حافظ رحمت خان کے سرداروں کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے
لئے چھوڑ کر اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتوں کو ساتھ لیکر جو بریلی کو مع فوج انگریزی
آئے - حافظ صاحب کا بھانجا خان محمد خان مع بھائیوں کے بریلی میں موجود تھا - اور نواب
شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گھڑیاں گن رہا تھا - کہ کب نواب موصوف آئیں اور مجھ پر مہربانی
و تفضلات مبذول کریں - شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال و اطفال گرفتار کر کے اپنے ہمراہ
لیا - محب اللہ خان وغیرہ دوندے خان کی اولاد تھے - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندے خان
کی بیٹی تھی یہ واقعات سنے - اور پھر بیٹی بریلی اور آنولے سے نہ نکلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز شقے بھیجکر تغافل میں ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست
کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میاں حسن شاہ کی معرفت اس مضمون
کی بھیجی کہ آپ کی جو کچھ بابت میرے کیا حکم ہے - میرا کوئی وارث نہیں ہے - اگر میری ضبطی اور تاراجی مد نظر
ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کرا کے آپ کے لشکر میں بھیجدوں - اگر میری حرمت محفوظ رکھنے
کا اقرار کیا جاوے تو میں اپنی حکومت کی فرمانبرداری میں حاضر ہوں میرا کوئی آپ بجز حق نہیں ہے
کہ میں آپکے بھائی سعد اللہ خان کی ناموس ہوں جتنے آپ کے بڑے بڑے کام ہیں میں
اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی تسلی بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے
لکھا بھیجے - اور شاہ مدن علی کو بیان مذکور کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری
طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کر دیجے - اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کو تسلی کے ساتھ

آنولے کے شور وشر کے رفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو تمہارے مصارف کے لئے جو تین لاکھ روپئے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے۔ بیگم ان پیغاموں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا۔

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا۔ اور سالارجنگ کی معرفت الشی ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا۔ اور جسنے اپنے بھائیوں کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلاجاوے۔ مگر فتح اللہ خان نے اوسکو لیا تھا۔ فتح اللہ خان کے ساتھ بقدر پچاس بندے اور دولتخواہ تھے سب نے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کچھ درکار مقصود ہے تو چمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو۔ سالارجنگ سے کچھ حاصل نہوگا۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جائیگا۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالارجنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم وتکریم کی بعض صیادی کے داؤن گھات پورے طور پر اداکئے پسکا رتبا تھا۔ اوس کو دلیر کرکے انشا نکی برابر لائے رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالارجنگ کے سپرد کیا کہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان سے ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس خصوصہ ملکی و دولت کی سند حاصل کرنیکے لئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصود کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی سپاہ لیے ہوئے ایلچ خان سفیر
شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آرہا تھا اور اوسکے
پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کردیا تھا مرزا کا لشکر انوپ شہر کے گھاٹ گنگا کو
عبور کرکے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور
اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے
گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی
پٹھان کا مال واسباب کہیں نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بے جنگ
محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجالاتے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے
کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ
نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان نواب وندیخان کے وقت کے
معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آرہے تھے اور دو تین
کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آجائے
تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے
اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آرہا ہے۔ ہرکاروں نے
محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر
شاداں اور فرحاں آرہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسیقدر
تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اس طرح آتا ہو اور لوٹ لے۔ جب
محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اظہار یاری و تعارف کرکے اپنے ہمراہ
لشکر بسولی کو لے آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوادیا۔ اور جس حویلی میں دوندے خان اور
محب اللہ خان کے اہل وعیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج نجف خان
اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت
سے بیدار ہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے اخلاق کے حالات بیان
کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ ہمارے اور اونکے میرے ہی ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا اونولے کو جانا

نواب شجاع کچہ روزون بریلی مین ٹہیرے اور یہان کا بندوبست کرکے آنولے کو روانہ ہوئے
اور وہان پہونچکر جابجا استہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلون مین سے زراعت پیشہ ہین اونکو لازم ہے
کہ اب زیادہ سرکشی نہ کرین اور خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر بیخوف و خطر رہین اور نواب
سعد اللہ خان کی بیگم کی ڈیوڑھی پر پہرہ کھڑا کردیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا
جانا بند کردیا اور رات کو مینہ کے سبب ان مین ٹہیرے۔ صبح کو دونون فوجین بسولی کی طرف
روانہ ہوئین۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ
سونے مین مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جنس ایک سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے
لشکر مین پہنچے۔ مرزا آغا خان اور مرزا اسمٰعیل کو جنکی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی
یہ روپئے اور جنس نذر دین۔ اور اون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ
بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کے
وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہین۔ اور کسیطرح کا دلمین اندیشہ نہ کہین۔ تمہارے ساتھ
اچھی طرح سلوک کرون گا۔ اور رضاجوئی کی غرض سے ایک چوبدار متعین کردیا کہ کوئی شخص ہمارے
لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر مین رہے
پھر کبھی اون کا حال نہ پوچھا۔ ایک دن محمد ایلچ خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے
لشکر کے ساتھ آتے ہین۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ نہ کیا
اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیون سے تعرض نہ کیا۔
شیدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان
کا مال و اسباب معاف کردیا ہے کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔
جس وقت شیدی بشیر آنولے مین پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی مین پناہگیر
ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خان کی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے مئو سے کوچ کرکے دریائے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرائے
اور انگریز بسولی کے قریب ٹھہرے اور خواجہ بسنت کا کیمپ دوندے خان کے مقبرے کے قریب تھا۔
شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لئے حکم دیا حسب قرار شاہی نجف خان کی
سپاہ نے ہاتھ سے باڑھ رکھی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے پورا کیا اور شجاع الدولہ نے
دوندے خان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرے کے ساتھ اپنے پہرے بھی بٹھا
دیئے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہو گیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح اللہ خان کو کہلا بھیجا
کہ تم اپنی ماں کے پاس جا کر ہمارا نذرانہ طلب کرو۔ اوس نے ماں کے پاس پہنچکر شجاع الدولہ
کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی پہرے میں گھر گیا۔ دوسرے روز
شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندے خان کی حویلی میں پہنچے خواجہ سراؤں کو حویلی کے اندر بھیجکر
مستورات کا جھاڑ لینا اور مکانات کا کھدوانا شروع کیا۔ دوندے خان کے عیال و اطفال اور
تمام بچوں کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھ اور چھکڑوں میں بٹھا کر
تیلیوں کے خیموں میں اوتارا۔ شجاع الدولہ ہر روز دوندے خان کی حویلی میں جاتے اور دستے
کھدواتے اس خیال سے کہ خزانے اور دفائن نکلینگے۔ مگر خاک نہ نکلا۔ کنوئیں میں جو حویلی کے
اندر تھے غوطہ خور گھسائے۔ لاکین سے چند صندوقچے اور جھلیوں کے دو تین باٹ برآمد
ہوئے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش نے لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی مہم
خرچی امداد کی بابت انگریزوں کو دینے کا وعدہ کیا تھا بھیجے۔ اور ... کی دوستی بیان کرتے

پچیس لاکھ روپیہ کی ہنڈی فیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھ زمیندار بنارس پر بھی اور ادا کے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدینا۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط یہ روپئے دونون مقامون سے وصول کرکے کشتیون مین بار کرکے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہنچائے

روہیلکھنڈ کے قیدیوں کی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑون مین بٹھا کر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ مرد اور ہزارون عورتون اور عالمون فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیجدیا اور وہان قلعہ مین بند کر دیا اور اون کا علاقہ تمام و کمال ضبط کر لیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا۔ سو روپئے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لیے اس تفصیل سے مقرر کیے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فیض اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندے خان کے لیے اور چالیس روپئے روز محبت خان اور عظمت خان اور سجل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفی خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لیے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی۔ ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہونا

شجاع الدولہ کو روہیلون پر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو اُسکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک ہوئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد مقام بسولی مین اوسکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بد کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پہلی بیت ہی سے ہو گئی تھی اور مشہور اور زبانزد یہ ہو گیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

۱؎ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجہا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگی ہوئے
تو اوسکے مار دیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہ تھی[1] - اور بعض[2] کہتے ہین کہ شجاع الدولہ نے
خواب مین دیکہا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران مین نیزہ مارا جب آنکہہ کہلی تو ران مین درد
پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوتے جاتے تھے - مگر صحیح یہ[3] ہے کہ پہلے ہی سے جسکا مادہ[4] آتشک
سے تھا اور وہ مادہ اتنا بڑا تھا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کہانا پینا چہوڑ دیا
رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت مین دنبل مذکور کو شگاف
دلوا دیا پہر تو اوس سے اور بہی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کرلیا - پیپ
اور لہو برابر کے شامل آنے لگا - ڈاکٹرون اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے مین نہایت
کوشش کی - مگر کسی صورت سے صحت نہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تہی - جراح یہان تک
دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمین یقین ہے کہ وہ بہی
نہ جڑ جاوے - خدا جانے یہ کیا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہوسکتا -

سیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بہیجا - اور اوسکو سمجہا دیا کہ
محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میان حسن شاہ کی حویلیون سے
مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا - اور پٹہانون سے
سخت عداوت رکہتا تھا - اوس نے جاتے ہی تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نکی
اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا - رادہا کشن ایک عطار تہا اوسکے دو نون کان اس
سوال پر کٹوا دئے اوسکی اس ظلم ناک کاروائی نے تمام آنولے مین تہلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچہ
موجود تہا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ
باقی نہ رکہا - یہ روز بہی طرفہ شور و شر کا تہا

مولوی غلام جیلانی خان کی شجاع الدولہ کو ملاقات

(۱) دیکھو سیر المتاخرین صفحہ [illegible] (۲) دیکھو منتخب التواریخ صفحہ [illegible] (۳) دیکھو تاریخ فرح بخش وغیرہ ۱۲ (۴) دیکھو گلستان رحمت خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا ضبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلوں میں ایک ممتاز رسالدار تھے۔ اور اونکی اولاد اب بھی رامپور میں باقی ہے اور اعزاز رکھتی ہے۔ حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونھوں نے آنولہ نہیں چھوڑا بلکہ اونہیں کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولہ سے نہیں نکلی تھی۔ مولوی غلام جیلانی خان بسولی میں راجہ الہاس رائے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے۔ شجاع الدولہ مولوی صاحب کو بیٹھے تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے۔ بشیر خان جب آنولے کی حفاظت کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا۔ و اسباب سب قرق کر لیا مولوی صاحب کے متعلقین ... کو قید کر دیا۔ مولوی صاحب بسولی میں شجاع الدولہ کے لشکر میں موجود تھے۔ عبد الرحمن خان و محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندہاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے میں لائے۔ اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ بیل اور کپڑے ضبطی میں آ گئے اور جس قدر گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان کچھ جو ان کے پاس تھا وہ ان دونوں رسالداروں کی وجہ سے محفوظ رہا۔

شجاع الدولہ نے روہیلوں کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جس کا درد انگریزی مورخین اور پارلیمنٹ کے ممبروں اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ میں جو کوئی ہمدردی نوع انسان اس مقام پر پہنچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہے

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈل ڈالا۔ اور سارے ملک میں کھلبل ڈالدی۔

اور تمام شہر و نپر جہاڑو پھیر دی - کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکہا تو گورنر کو لکہا - مگر وہ اسوقت مجبور تہا
کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب مین ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جاسکے - غرض کرنیل
مجبور رہا - نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ خلاف ست کرو - مسٹر مل صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے
کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بے رحمی کے ساتھ جیسا کہ ایشیائی
ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا - تاریخ ہندوستان جیمس گرینٹ مین لکھا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی
موت نے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا - اور اوسکی بدقسمت باشندے
ہر ایک طرح کے ستم کا شکار رہتے - کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشا ہی تہا
اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین - مولف تاریخ مذکور لکھتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرہ سے لارڈ
مکالے کے اوس کلام کی کچھ تکذیب نکلتی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا - وہ یہ تہا - اوسکے بعد جو
ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکہنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک شعلہ
جوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر چلے گئے تہے - اور یہ سمجہے کہ بہوک اور بیماری
مرنا اور شیر و تہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پھندے مین پہنسنے سے اچہا ہے جس کے ہاتہہ عیسائی
گورنمنٹ نے اونکے جان و مال اور عزت و آبرو چار دفعہ بیچ ڈالے ہین - مولوی ذکاء اللہ صاحب
نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اعظم جو اپنی بہادری اور
شجاعت کا دعوے کرتے ہون وہ بیگناہون کے گانوون کی آگ مین جلتے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون پر قتل ہوتے
ہوتے صاحب عصمت عورتونکی بے عصمتی ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنے سے نروکین
غرض ان بہادرون نے آدمیونکو شیرونکی کہانے مین بہیجا - اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹہایا نتیجہ لڑائی کا
یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین قصائی بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو
خاک مین ملا دیا شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے
ہی کہا تہا کہ مین اونکا بالکل استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قلعہ رنخیز اس ملک کا
ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا - جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو
اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز نا ملایم عبارت مین لکھ بھیجا - اور خاص بات پر کہ
کہ وہ روپیہ کی طمع سے اس لڑائی کو لڑا تہا بہت تفضیح اور تنبیہ کی -
اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے - کیمپ صاحب لکھتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی اقتضا سے
دیکہئے یا احسان انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا طغرا بنایا جاے ۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھ رکھتے ہون تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ برا کام کرنا اجرت پر برا ہی لڑائی بھی ناحق کرنی جبتک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے برا کام ہی اسلئے روہیلون سے لڑنا برا تھا اور روپیہ کے سوا آپنے ساکوئی اور مقصود نہ تھا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نا مرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجھتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون ۔

بجز سکوت جو اس بدکرداری کے لئے عذر کرتے ہین وہ بدتر از گناہ ہی کہ روہیلے کچھ اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارت گر گھس آئے تھے انکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بھول گئے ۔ انکی نزدیک اگر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا ۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سو مین نوے تھے اودہ کی سلطنت بھی غضب سے نہ بچی تھی لوٹ کیسے بچی تھی ۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سارا پردہ کھولتے ہین ۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایا سے رو پہل کھنڈ بھی تباہ و برباد رہی

الماس رائے یعنی دیوان مان رائے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپیہ مین اجارہ روہیلکھنڈ کی صوبیداری کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا ۔ اول اسنے عبد الستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ رشید خان کو گرفتار کرکے قید کیا ۔ دولت رام اور لالجی سا ہوکار کو بھی باندھ لیا ۔ غربا مساکین فقرا و فضلا اور گوشہ نشینون پر طرح طرح کا ظلم برپا کیا ۔ دیوان کا قتل اور راو پہار سنگہ نے کہ روہیلو نکی دولت کے پرورش یافتہ تھے ۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات دونو کے تھے ۔ روہیلکھنڈ کی اضلاع تحصیل پر ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول لیا جبکہ انکی تحریک موافق روپیہ وصول ہوا تو انہون نے ان لوگون کو لوٹنا شروع کیا اور کسانون کو محتاج کر دیا ۔ نتیجہ اس کا خود ہی شدید تر کے ساتھ ہوا ۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا اہل کے

اعمال ... [illegible]

پہاڑ سنگھ پر اتنی آفت کس اور نقاہت اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا۔ جی گوپال پسر پہاڑ سنگھ نے کندن لال گماشتہ پہاڑ سنگھ کے ہاتھ سے اتنی اذیت اٹھائی کہ معاملات کے اجارہ سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکھ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اور بریلی میں بیٹھ کر نوابانہ حکومت کر کے عیش عشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکھ روپیہ فراہم نہ ہو سکے تو اہالیان اور ساہوکاروں کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے بڑی کوشش سے آباد کیا تھا اور جس نے اس شہر کی رونق کو دو برس کے اندر ویران اور پریشان کر دیا اور کندن لال کو اس کا بدانتظامی کی شکایت سے بلا کر راجہ سورت سنگھ نے اس کے خاندان کو ضبط کر کے اور خدمات سے معزول کر کے قید کر دیا۔

اسلامی مقدس چیزوں کی اہانت اور بیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکھنڈ میں اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف منشی شیو پرشاد کہتا ہے کہ مسجدیں ویران ہوئیں۔ خانقاہوں اور مقبروں میں شفتگی کو برسے چراغ جلاتے اور کہا جاتا ہے کہ جن آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد میں دارالاسلام تھا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش سے اسکو آباد کیا میں ترقی دی تھی قلعہ اور مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ آنولے کی دینداری پر بلاد اسلام کو رشک تھا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخون محمد رحیم کی مسجد میں کہ جو ایک مقدس اور مشہور شخص تھے رنڈیاں اور فاحشہ عورتیں رہنے لگیں۔ اور علانیہ اس میں بیٹھ کر کسب کراتیں۔ بدفعلی میں مشغول ہوتیں۔ اونپر کوئی تعرض نہیں کرتا کہ تم مسلمانوں کے ایک مقدس مقام میں ایسا کیوں کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکھنڈ میں حکومت کا اثر تھا اب روہیلوں کی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک میں لکھا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتیں جیسی اس قوم میں جاری تھیں دوسری جگہ نہ ہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے ادا کرتے تھے۔ حافظ صاحب میں خود بہت سی فضائل موجود تھے۔ حافظ قرآن تھے۔ علم دین سے واقف تھے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تھے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانساماں اور دوندے خان وغیرہ کا انتقال ہو کر اونکی اولاد مین نفاق و فساد پیدا ہوا تھا تو اکثر رسالہ دارون اور جمعدارون نے کمرین کھولدی تہین۔ بہت و نون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہو گئے تھے۔ کوئی تجارت کرنے لگا تہا۔ کوئی کہیتی کرتا تہا۔ جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے افغانون کی تباہی کی یہ نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بچہ بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بہاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہو گئی۔ مگر تمام پٹھان نہایت بے نوائی کی حالت مین وہان پہونچے تھے۔ بریلی۔ آنولہ۔ بسولی۔ اوجہیانی۔ سنبھل۔ امروہہ۔ پیلی بہیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ یک بینی و دوگوش تھے۔ بدن پر لباس بھی درست نہ تھا۔ سامان جنگ درکنار بغیر تلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چہوڑا تہا۔ نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کہولدیا۔ اور تمام لوگون کو دیا۔ خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے جہنڈے کے تلے جمع ہو گئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بروست فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بہیجا۔ گیان پرکاش مولفہ راجہ رتنلال عرف مہولال ساکن قنوج سے معلوم ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکہا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو۔ اور ہم تم کو ملک دینگے۔ مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک کو آبا و فرماکر ملک دینا اور سرفراز فرمانا چاہئے۔ غلام سرکار کا غلام ہے۔ پہر شجاع الدولہ نے شقہ بہیجا کہ تم تجویز کرو ہم اسکو سرفراز کرینگے۔ اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی بابت بھی شقے بہیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے مگر کسی نے منظور نکیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دیندار بنجارے کی معرفت کپتان صاحب سے خفیہ خط و کتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہو گئیں تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بنا کر کرنیل چمپین صاحب کے پاس بہیجکر دوستی کو مضبوط کیا۔ اس سفارت کا اصلی منشا یہ تہا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ بیٹوں مین سے اب بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان ہی ہین۔ اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جائے تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا پورا خراج دیتے رہینگے۔ اور انشاء اللہ کمپنی کو ایک معقول رقم مصارف جنگ کی بابت ادا کرینگے اس سفارت کا

مضمون کرنل چمپین نے لارڈ وارن ہیسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا - لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کر دینے کا پہلے سے اقرار کر لیا تھا - اسواسطے لارڈ موصوف نے کرنل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہیے - شجاع الدولہ کو اختیار ہی اس خط و کتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے گرمی کا موسم ختم ہو گیا - اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان ایک دم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے - اور جابجا منادی کرا کر روہیلو نکو اپنے پاس بلاتے رہے - یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہو گئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کر لیا -

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا - اور سب کو کھانا کھلا کر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنل چمپین کے پاس بھیجا - اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے - پھر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہانسے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے - برسات کا موسم شروع ہو گیا تھا کرنل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روز بارش ہوتی ہی - اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے - یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس خیمے رنج چھپہ اور سایہ بری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدئے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ ہجری مین شجاع الدولہ نے خود بسولی کی چھاؤنی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] مین کوچ کیا اور دریا سے سوت کو عبور کر کے خیمہ زن ہوئے - اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سازو سامان کی درستی مین کیا - اور ایلچ خان کو تحریک کے لیے کرنل چمپین کے پاس بھیجدیا - انگریزی فوج بھی بسولی سے روانہ ہوئی - اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑھین - شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھر گڈھ پر قبضہ کیا - اور یہان کئی مقام کر کے موہن پور کیجانب فوج کو بڑھایا - یہ گانون چھینس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی - اور لال ڈانگ کے کنارے جا پہونچے اور ڈیرے کھڑے کرائے - اور مورچے قائم کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کیمپ پہاڑ سے ملا ہوا ناکہ پر ہے - اور راہ مین کئی بن حائل ہین اور

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اپنی سپاہ ہردوار وغیرہ کے گہاٹونکی حفاظت کے لیے متعین کردین اوس نے اپنے چیلے اخراسیاب کو بہت سی فوج کے ساتھ بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق ہردوار کے گہاٹ کی نگرانی کرے اور غلہ کا ایک دانہ بہی اون کے پاس نہ پہنچنے دے اوس نے ناکہ بندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز روہیلون کے لشکر مین گنگا پار نہ پہنچ سکے اسواسطے اب جو کچھ اونکو تکلیف شروع ہوگئی اور بھوک اور بیمار نے اونکی جماعت کو روزبروز گہٹانا شروع مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تھے وہ اوس مین طاق تھے پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تھے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹھریاں سر پر اوٹھا کر لانے لگے خود بھی کہاتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے تکلیف پاتے تھے اب غلہ ایک روپیہ کا چارسیر فروخت ہوتا تھا۔ گہوڑے بجز بیل دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے اور چونکہ ہری گہاس کے عادی تہے۔ ہزارون تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تھے۔ سورج سکے لوگ کہتے تھے کہ یہان گہاس جو پاون کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گہوڑون کو جنہین گوٹ کہتے ہین موافق ہی عہدہ دارونکے گہوڑے معمولی راتب پانے کی وجہ سے فربہ تھے محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہرروز مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلون کو ابھی تک یہی گمان تھا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی تاب بہت جلد اوٹھانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے فوج قلعہ نے محاصرہ سے دست بردار ہونیکا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلو نکے اکثر سردار تنگ آکر صلح کرنیکی طرف مائل ہوئے۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملہ مین ایک صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تہے اور اونکی طلب بہت زیادہ تھی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے تجویز کی مگر اون کے مصاحب کار احمد خان خانسامان نے اون کو اس عطیہ پر راضی نہونے دیا۔ اس تقریر مین بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور معاملہ کوئی تصفیہ نہ ہوا۔ ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوجنے مورچہ پورے آگے بڑہکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے توڑ کر قبضہ کر لیے۔ اور پہاڑ کی نالی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ اب ناکا چلنا کر اور پہاڑی [illegible]

دوسرے بہاڑ کی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ روز صبح سے خلا و ملا میں یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے تمام روہیلکھنڈ کو فتح کر لیا ہے - اب پہاڑ لون کا تخم یہاں سے مٹاؤنگا - اور بانسبت جو زمین انکو نہ دونگا - اونکی انسانیت کا منیا نہ خدا کی طرف سے اونکو ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹھی کرنیل چیمپن کو لکھی کہ تم فوراً روہیلکھنڈ سے چلے آؤ - کرنیل چیمپن نے چٹھی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بھیجا کہ میں اب یہاں نہیں ٹھیر سکتا - کلکتہ کو جاونگا - جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متحیر ہوئے اور نہایت منت پذیری کے ساتھ کرنیل صاحب کو کہلا بھیجا کہ مجھے ایکبار نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرا دیں - اور کالی چرن کو کچھ بطور رشوت کے دیا اور اسے رخصت کر کے ڈیرے پر آئے - اور اون کو اس بات پر آمادہ کیا جاتا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جا کر اونہیں سمجھا کر میرے پاس یا اپنے لشکر میں لے آئیں - اور کالی چرن کو پیشتر سے بھیدیں - نواب شجاع الدولہ باتیں کر کے کرنیل چیمپن سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے - اور کالی چرن کو بھی ساتھ لیتے آئے اور اوسکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بھیجا کہ میں پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہوں - اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکھا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلا کر خلعت سرفرازی عطا کرینگے - پھر اونکی باپ کے رسالہ دار آپکا ساتھ چھوڑ دینگے - چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکھا کہ محبت خان کو یہاں بھیجدو[۱] کرنیل چیمپن نے اپنی طرف سے ورک صاحب اور باؤمی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کے لئے بھیجا - سوال و جواب ہو گئے تو کرنیل چیمپن خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے - اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا - اور اونکا اطمینان کر کے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ میں لے آیا - کرنیل صاحب نے ایک خاص خیمہ نواب صاحب کے ٹھیرنے کے لئے استادہ کرایا - اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی - اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے پر بازو پکڑ کے لیے آئے - شجاع الدولہ اپنے دنبل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

---

[۱] یہاں تک فرح بخش سے نقل کیا ہے - اس کے آگے گلستان رحمت و گل رحمت و اخبار حسن وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [۱] دیکھو جام جہان نما - ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر پر کہ شاہ آباد اور سرساواں اور جو محلہ تھے چھ پرگنے اسنادوں اونکا یہ
اور ربلاسپور اور بہیرا اور ٹھاکردوارہ اور سرکڑہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھ چھتر ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں مذکور ہے کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل وعیال اور دوندیخاں کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلالیا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہوچکی
عہدنامہ کرنیل چیمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷ - اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تھا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھ سکیں گے۔ اور اس فوجمیں سے بوقت ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکے ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکالدینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزوں یا عہدہداروں کے سوا اورکسی سے تحریر کی
رسم جاری نہ رکھیں گے اور وزیر کے دوستوں کو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک حال رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکھا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکھ روپیہ نذرانہ کے طور پر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ کرنیل چیمپین کی معرفت پندرہ لاکھ روپیہ نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکھ روپیہ کے
قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز و الماس خاں اور کالی چرن وغیرہ کو دئیے تھے وقت صلح کے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور انہوں نے
وقت رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھ بھائی تو ساتھ آئے ہیں دو بھائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خان جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کردیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی۔ نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کردینے کے بابمیں شجاع الدولہ کے پاس بھیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ
اپنے چہرہ مبارک کی زبانی بھی تھے۔ یار خان کو کہلا بھیجا کہ بہتر ہے اور رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خان کے ہمراہ

چلے جاؤ۔ محمد یار خاں نے جو بہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مؤلف فرح بخش کو جو مبارک کے
ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ یہ دن جانثار کے ہیں آپکے لشکر سے نہیں جاونگا
شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی۔ نواب
شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت
نماندہ شمارا بخواہش و آرزو تمامی آں چہ مدعا است یک چیزی جانثار و مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد
نزد اینجانب بیایند از فضل الہی جانثار و مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مؤلف کہتا ہے کہ صاحبزادے
کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خان نے
سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال
و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا مؤلف بتاتا ہے کہ صلح
کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ اونمیں سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی روشناس
اور ملاقی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ میں گنگا پار اوتار دیے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جیمس گرینڈ میں مذکور ہے کہ سنہ ۱۷۸۱ء میں جو ایک
بیان لندن میں شائع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے
گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی نکالے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے۔ ان
روہیلوں کو اس ملک سے نکال لینے کے واسطے انگریزی فوج بدایوں کے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی مہینے
تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے
فاتحین کے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں ہانسی والے میں ایک ادنے مرتبے سے اعلیٰ مرتبے
کو پہونچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے
دشمن تھے مگر مصلحت سے وقت دوست بنکر ظاہر داری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی لڑکی
ساتھ منسوب کر دی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خاں نہایت

جوانمردی اور فتوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کو دلی بات سمجھتا تہا اور نوابی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجا لاتا تہا۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا
اور اونکا ملک چھن گیا اونکے ملک میں سے جسقدر ملک ۱۷۷۱ء میں مرہٹوں کی دستبرد سے نواب ضابطہ خان
سے نکلکر نواب نجف خان کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصے جیسے چاندپور نگینہ اور پتہر گرہ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خان اور محب اللہ خان ابنائے دوندیخان کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور اولاد دوندیخان و پسران بخشی سردار خان
و ابنائے فتح خان خانسامان سے فتح کیا اوس میں سے بعض حصہ تو گنگا کے شرقی اور شمالی سمت رویہ
اوس سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور۔ بریلی۔ آنولہ۔ ٹہاہر اور بداون وغیرہ۔ اور بعض ملک وہ آب کیطرف تہا
جیسے سنبہل مرادآباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھ ملک کاسگنج اور دریاگنج اور سہاور گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خان بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹوں کو دیا گیا تہا۔ اور وہ سب ملک
مقبوضہ مرہٹوں کے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتہ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خان اور احمد خان بنگش اور دوندیخان اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تہے۔

غرضکہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لئے مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا۔ وزیر نے عہدنامے سے انکار نہیں کیا۔
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپن کے پاس بہی بہیجی تہی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو نقل عہدنامہ کی ہے اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلئے عہدنامے کی تمام شرطیں باطل ہو گئیں۔ مگر کرنیل چمپن کے پاس جو
اوسکا نسخہ موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا جب اسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خان اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو تم کسی کیطرف
نہ ہو لینا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور نگینہ۔ اور پتہر گرہ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچہ ملک حافظ رحمت خان

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور
بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا
اور شجاع الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور اونہوں نے پچاس ہزار کے
قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے
مقرر کئے۔ شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا
اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور اونکے ساتھ مرتضیٰ خان بڑیچ اور لطافت اور
کو پال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے میں مقرر کیا اور بہت
بہادر اور راجہ [illegible] کو اناوے میں۔ اور بسنت علیخان کے کمبو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سے محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے
اور اونکے کوچ سے پانچوین دن روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے
یہان اونکے متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تہے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل
پہنچے تو محبت خان ۲۶۔ رجب ۱۱۸۸ھ کو یہان آئے ملا۔ شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے
اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حقمین تجویز کیا ہے عمل مین لاؤنگا۔ پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہنچے
اور شوال مین فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفاے وعدہ مین ستر ہزار کا عذر کیا۔
اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کر دیئے۔

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سے فیض آباد کو روانگی

لہ فرح بخش مین اسیطرح ہے ۱۲

لہ لال ڈانگ سے غرۂ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر ملوک مولفہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کے ذیلے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مراد آبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل مین محبت خان
کا اونسے ملنا گل رحمت مین بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان داروغہ توپخانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور سعد اللہ خان کی بیگم شجاع الدولہ کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت آنولے سے سوار کراکے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں ۔ مرزا اور سنو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا ۔ آنولے کے تمام باشندے رو رہے تھے ۔ محل کی عورتیں نالے ہائے کرتیں تھیں ۔ اور ہر چند شفقتے شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کیلئے بھیجی تھیں اور اونمیں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخشی کی قسمیں لکھی تھیں ان کو دیکھتی تھی اور آہ آہ کرتی تھیں ۔ جو کوئی اونکا شور و غل سنتا تھا وہ بھی سر دہنتا تھا ۔ کہتے ہیں کہ ایک دن اور رات آنولے میں حشر برپا رہا ۔ کہانا پینا سب بند تھا ۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی ۔ کیونکہ احمد خان نے اونسے رام گہاٹ پر ملاقات کرکے عہد و پیمان باہم کرلیا تھا ۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکھنڈ پر چڑھائی کے ارادے سے گنگا کے گہاٹ پر پل کی تیاری کا واسطہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خان نے پھر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کورا گنج میں شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کرلیا تھا ۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سے نواب شجاع الدولہ اوسپر بہت غصے تھے ۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکھنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا مگر میں احمد خان کو ضرور قتل کراونگا ۔ اور اپنے افسروں کو حکم دیدیا تہا کہ احمد خان کو جہاں پائیں قتل کر ڈالیں ۔ مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہنچگیا اور برابر مورچوں کی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب فیض اللہ خان سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے ۔ مگر جبکہ وہ آپکی رفاقت میں تھے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کردیں ۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ شجاع الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی ۔ نواب فیض اللہ خان نے مجبور ہوکر قبول کیا اور بعد

اور احمد خان اور اوسکے بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان پندرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرح سے اونکے ساتھہ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیوروں سے آراستہ کرکے اور اچہے اچہے شال دوشالے اونکے پاس تحفۃً بہیجا کرتا تھا۔ اور اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجہتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دہجی سے آنولے میں بیٹھا رہا اور ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجہتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش مصاحبونکے اغوا سے آنولے میں بیٹھا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتھہ جو نواب شجاع الدولہ کیطرف سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کیلئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کر دیا تہا صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکھ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے ازبس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خاندان شاہ صدق علی صاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک بستی کا مال بے محنت کے ہاتھ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شہری بشیر کے ساہوکار نانک چند کے پاس ہبولی کی جہاڑی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹھانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکھ بہیجا کہ بیٹے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے فلاں دوکان پر رکھوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہے لیا جاسے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکہتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بھیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہلکھنڈ میں یہی مال طیب ہاتھ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبرون مین سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرانسس
روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و ناانصافی سمجھتے تھے - اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ
لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے - اونہون نے کرنیل چمپین کے نام
مراسلے مین لکھوایا کہ ہماری چٹھی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلونکے استیصال کے
واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے
نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کرسکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہوسکے وصول کرو اور
باقی روپیہ کی ضمانت لے لو - اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ
کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیمی میں لے آئے - اور اگر نواب اسپر راضی نہوں
تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کرکے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے -
مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے
اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپیہ سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے - اور نواب وزیر اپنے دار السلطنت
مین اسلیے آگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین - اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے
جو سرحد اودہ کے قریب واقع ہے - اسپر گورنر جنرل نے ممبر کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب
نواب وزیر سے مت کرو - مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے مین کہی ہے وہ ممبران کونسل کو نہ ہم
معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نقصانی پر محمول ہوتی - اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون یکایک
مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دار السلطنت اودہ میں نجائے اور نواب کی
ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے - فیض آباد میں پہونچکر کئی مہینے علیل
رہکر ادہی بند کے صدمے سے ۲۴[۱] ذیقعد سنہ ۱۱۸۸ ہجری روز یکشنبہ مطابق ۲۹ - جنوری سنہ ۱۷۷۵ء
کو راہی شبستان عدم ہوگئے - منتخب خانی مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولو العزم تھے اسلیے

سلہ مفتاح التواریخ مین یون لکھا ہے - اور خزانہ عامرہ مین ۲۳ ذیقعد ہے - اور سیر المتاخرین و تاریخ
مظفری مین ۲۳ - ذیقعد سنہ ۱۱۸۸ ذکر الملوک مین ۲۵ ذیقعد ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہر آلود سے ہلاک کر دیا ہے ۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

شد از عالم فانی رحلت ۔ ہا سرو غالب صاحب صولت ۔ گشت تاریخ چو آن یکتا مرد ۔ رفت نواب شجاع الدولہ

دیگر

چون شجاع مصدر جود و احسان ۔ رفت سوئے ملک باقی زین سراے پر گزند
شد شجاعت بے سروپا و سخاوت عزم ہم ۔ تلخ شد از ماتمش از گریہ و زاری نژند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سروپا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین ۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاوین ۔

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ۔ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعدہ بست و چار روز ۔ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد ۔ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

ہائے کیا کیا اولوالعزمیاں دکھائیں کیسی کیسی خونریزیان کیں ۔ انجام یہ کہ خاک ۔ بموجب آیہ کریمہ **لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون** کہ موت سے تاخیر نہین ہو سکتی ۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں علانیہ ہو جاتے ہیں ۔ خصوصاً وفات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مولف سیر المتاخرین کے دل میں پیدا ہوتے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں ۔ شجاع الدولہ نوجوان ارزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر انہوں نے اقتدار پایا تہا اوس سے کچھ بھی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے ۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات میں تھے ۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش میں حق تعالے نے بھری جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹھانے کی مہلت نہ دی ۔ اور ہزار افسوس کے ساتھ ریگراے ملک عدم ہوئے ۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی۔ گو خان مذکور اس کا سزاوار تہا۔ لیکن شجاع الدولہ
کو یہ لازم نہتا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آوے اور اوس کے ساتھ کلام الہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین
کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جاوے اوسی کے ساتھ بدعہدی کر کے دغابازی کرے
اور لوٹ مار کرکے ایسے امیر باتوقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ
خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکہوں سے زیادہ تھی بالکل
روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دیہات کو ضبط کرلیا۔ جس کے نتیجے میں
خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گہر کے دروازے بند
کر کے شرم سے منہ نہ دکہایا۔ اور جان دی۔ اور بعض نے فقیری کا پیالہ لیکر دربدر بہیک
مانگنا شروع کی۔ ممکن ہے کہ وہ ان میں سے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تہا کہ اونہیں کو سزا
دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تہا کہ اونسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی نیک و بد کی روزی
کبہی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے خاص آدمیوں اور ماتحتونکی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ
بہت کم کرتے تھے۔ اور نہ اونکی عرض و معروض پر کان دہرتے تہے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے
میں کسی کے محل اور جہونپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے۔ اکثر لوگوں کے مکانات مع مال اسباب
بیلداروںکے ہاتھ سے کہدوادیے۔ اور خاطر خواہ اپنی عمارات بنوائیں۔ اس ظلم و
بیداد کو بھی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا۔ مولف سیر المتاخرین نے سبب قرابت کو چہوڑ دیا متعصب
کی بیٹی اوسکی آنکہو پر چربی چڑہی ہوئی تھی اسلیئے وہ اُسے نہیں دیکہہ سکا۔ اور دوسرے فرقے روہیلوں کا
نہایت فساد اور بے رحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے۔ ہزاروں امرا۔ علما۔ فضلا۔ مشایخ
اور گوشہ نشینوں کی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہہ سے ضبط
کر کے نان شبینہ کو محتاج کردیا۔ اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت مصیبت کے
ساتھ قید کیا۔ اون کی عبادتگاہوں کو خراب و برباد کرایا۔ اون کی عورتوں کی ننگ
و ناموس کو خاک میں ملوایا۔ اونکے گانوں کو آگ میں جلوایا۔ بچونکو ماؤنکی چہاتیوں پر قتل کرایا
لاکہوں آدمیوں کو گہر سے بے گہر کردیا۔ اور اون کو قتل کراکے اونکی لاشیں چیل کوؤں کو کہلوائیں
اونکی ساتھ اللہ اور رسول کی قسمیں کہائیں۔ پنجتن اور قرآن کا درمیان میں واسطہ کیا۔ اور
پہر دہوکا دیا۔ اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا۔ غرض روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ
نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بیکسوں کی مظلومی سے غیرت الہی جوش میں آکر شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو آمادہ ہوگئی۔ اور اوسکو ملیا میٹ کر دیا۔ اور جن لوگون نے انکے خون سے
ناحق رنگے ہاتھ اونکے گہروں میں سے یک لخت حکومت و ثروت شامل ہوگئی۔ اور منتقم حقیقی نے
مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلو نکی بیکس عورتو نپر زر و مال
کیلئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھہ برس کے
ہی عرصے میں ظہور میں آگیا۔ باوجودیکہ اونکی ریاست بنی ہوئی تہی۔ سیر المتاخرین کے مولف کو
دو وجہ سے روہیلوں سے سخت خصومت ہی۔ ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خاں کے
ہاتھ سے بریلی مین زک پائی تھی۔ دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ تھے
اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا۔ اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلو نکو اپنی
کتاب میں افاغنہ ملاعنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دون زادان کے
ساتھ یاد کرتا ہے۔ شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا مین دنبل نکلا تہا
چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تھی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی
کا خوف پیدا ہوا۔ اور پانچ لاکھہ روپیہ نذر مانا۔ اور بعد غسل صحت کے ایفائے نذر موعود فرمایا
مگر مقدر تو مرگ موروثی تہا آخر کار دنبل نے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہوگیا۔ اور
اوسی بلا میں مبتلا ہوکر تسلیم بقا کی راہ لی۔ شجاع الدولہ نے ۴۴-۴۵ برس کی عمر پائی
سنہ ۱۱۴۷ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنہ گیارہ سو سڑسٹھہ میں ۲۳-۲۴ برس کی عمر مین تخت نشین
ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی۔ اونکی وفات کے دن فیض آباد مین شور محشر برپا تہا کوئی
شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرتے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس مین شور قیامت
ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تہا۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و
اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا۔ مرزا علی خان او رسالار جنگ ابنائے محمد اسحاق خاں
جو شجاع الدولہ کے سالے تہے رسم عاید کے جنازے کے ہمراہ ہوتے ابھی مدفن تک
نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب بآصف الدولہ جانشینی
کی تمنا میں بہت مضطرب ہوتے۔ اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی
کو مسند نشین کردیں پس مروت دنیا کو بالائے طاق رکھکر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے
ماموؤنکو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور میں لائیں[1]۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

[1] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والدین کے تفویض ہوئے تھے۔

ازواج واولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچگئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی امۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن غلام علی ابن مرزا حسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۴۲ تھیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا جھنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھا میر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بخفیہ نکالے گئے عظیم آباد مرگئے)

(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاپڑ

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا جاپڑ کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخان

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حید خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان۔ یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے۔ امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں اوترے۔ ہر روز دربار میں تب ۔ نوشی کے وقت جایا کرتے تھے۔ عطر کا بہت شوق تہا۔ ایکدن نواب سعادت علیخاں کی فرمائش کے موجب بہت تحفہ عطر لے گئے۔ اونہوں نے ناپسند کیا۔ اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے پائکانہ جینا کے کہکر چلے آئے۔ بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلائے معلی کو چلے گئے۔ زیارت کرکے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے۔ کچھ بیمار ہوئے انتقال کیا۔ تابوت روانہ نجف اشرف ہوا۔

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخان بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چھوٹے۔

(۱۷) نواب مرزا شہدہ علیخان۔

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں۔

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخان بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخان چھوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخان

(۲۲) نواب نجابت علیخاں۔

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں۔

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں۔

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہوئی تھی۔ اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے عورتیں کیں۔ نواب آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خانان خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ ہوا تھا۔ اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے۔ اور شادی میں شریک تھے۔

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) سیتی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے بات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگین محل کے پیچھے رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جھجو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا جھجو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جنا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور رہی کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھیری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ ۱۲۶۸ ہجری مطابق سنہ ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ خود مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے معلیٰ پہنچانے آئے۔ بندر بمبئی سے اپنی جزرسی کے سبب کسی مقبلہ عرب پر سوار ہوکر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی سن بیری کے سبب کہ ۹۰ برس کی ہو چکی تھی متحمل نہیں ہوئی۔ انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور رہا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں اون سے شادی کر دیجائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہو سکے گی۔ تمیا بیگم کے ساتھ مردانہ وار رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی میں آباد میں تھی۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے لگیں۔ جہان اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخان نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپے ماہوار مقرر کر دی۔ محمد تحسین علیخان ناظر رہا۔ ایک دفعہ قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ سنگین دروازہ اور حسن باغ کے راستے بند کر دیئے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیجا تماشا اپنے اپنا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کر دی۔ اونہوں نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا مسترد کر دیا۔ اور نواب سعادت علیخان کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر انصاف کرو تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلہ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد نجم النسا اور زیب النسا اور حسینا بیگم نواب غازی الدین حیدر سے خفا ہو کے لارڈ ہاسٹنگز کے پاس بنارس آ گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جا کر اپنے قلت مشاہرہ کی بابت عرض حال کیا۔ جواب ملا کہ آپ کیوں اتنی تکلیف اوٹھاتی ہیں۔ ہم خود لکھنؤ جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائیگا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپے مقرر کر دئے۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں ان طولیات میں مریں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے چھ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ بگیلہ والی ریوان تکندپور کے دو بھائی[۱]
(۲) نواب سعد اللہ خان پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ[۲]
(۳) نجیب الدولہ امیر الامرائے دہلی والی نجیب آباد[۳]
(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے[۴]
(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی[۵]

نواب آصف الدولہ یحییٰ خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحییٰ خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں انکو شاہ عالم نے عہدہ میر آتشی اور غسل خانہ کی خدمت دی تھی ان کا تلے کا دھڑ اوپر کے دھڑ سے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دوکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو ادھر سے پیادہ پا نکلتے کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپیہ نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا۔ بسنت اور جشن نوروز بھی ہر سال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ انکے باورچی خانہ صرف روزانہ بائیس روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب ہاتھی کے شکار کو جاتے تو ان کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھ لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴۔ ذیقعدہ ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[۱] دیکھو گلستان بیکاش ۱۲، [۲] دیکھو فرح بخش ۱۲ دیکھو گل رحمت ۱۲، [۳] دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ اروِن ۱۲
[۴] دیکھو عمادت السعادت ۱۲، [۵] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد اونکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے - آصف الدولہ نے اپنی مسند نشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار اونکے واپس لانے کو روانہ کئے - اول تو اونہوں نے دنیوی ننگ و ناموس کا لحاظ کر کے مراجعت سے عذر ظاہر کیا - مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہوکر واپس ہوئے - اور اونکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے - آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس اور سر کنڈی کو جو اہالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے[1] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے - اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو - اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی - باتوں میں آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی - مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسند نشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگونکو دیا جاویگا - اونہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا - اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے - دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں - بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے - پس اس خیال سے دستار وزیر ریاست اونکے سر پر باندھی - اون دونوں انگریزوں نے تہنیت ادا کی - اعیان دولت حاضر ہوئے - اور نقارچی بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے - ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ کرنے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی - اور کوئی جھگڑا اونکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا - کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا -

تاریخ مسند نشینی آصف الدولہ

گشت از پای آصف الدولہ بارونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خاں جو ایام صاحبزادگی سے میر ساماں تھے آصف الدولہ نے اونکو اپنا نائب

[1] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بنایا اور مختار الدولہ ہیبت جنگ خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب
اور نوبت اور ماہی مراتب بھی عطا کیا اور بخشی گری کا عہدہ اونکے چھوٹے بیٹے مرزا ہزبر کے
نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے پسر نول رائے
کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانسامانی حسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ
سرا اونکو سپرد کیا۔

حسب نسب مختار الدولہ

میر مرتضی عرف آغا جانی بن میر محمد باقر بن مصطفی المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب
بہ طباطبا خان صحیح النسب ایران سے تھے۔ سید احمد نادر شاہ کے عہد مین ایران سے نکلکر اپنے
بیٹے مصطفی کو ہمراہ لیکر ہندوستان مین آئے تھے اور زمانہ محمد شاہ اور نادر شاہ کا عہد حکومت
تھا شاہجہان آباد مین موسوی خان کے مہمان ہوئے اور قریب تیرہ برس تک وہان رہے۔ نواب
برہان الملک کے ساتھ ولایت سے شناسائی رکھتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی
ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی
پالی تھی وہ لڑکی سید مصطفی کے عقد مین دیدی اور ایک لاکھ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ بہونہ
پار کہی تعلقہ لکھنؤ مین اونکو جاگیر بھی دی۔ سید مصطفی اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے
ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکھنؤ مین انتقال ہوا۔ مقبرہ اونکا راجہ گھاٹ مین دریاے گومتی کے کنارے
تعمیر ہوا۔ سید مصطفی صفدر جنگ کے عہد مین خیرآباد اور لکھنؤ وغیرہ کے حاکم تھے اور وہ سید
مصطفی کی بہت خوشامد کرتے تھے اور فتنہ عرب اور عجز اور انصاف برہان الملک سعادتخان
سے رکھتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفی شجاع الدولہ سے زیارت عتبات
عالیات کی اجازت لیکر جہاز پر سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اون زمانہ مین
انگریزون اور نواب قاسم علی خان مین لڑائی جاری تھی اسلئے ادہر سے راستہ بند تھا۔ مجبوراً بنگالے
قیام کیا۔ قاسم علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد نے بہت قدر دانی کی۔ سید مصطفی کا بنگالے مین انتقال
ہوگیا۔ اونکے کئی بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[۱] دیکھو شرح مجمل

سید مکرم (۳) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ افتخار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمعیل نصیر الدولہ معز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفیٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہو جانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو اون کا کوئی بند و بست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد مین آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ اونہون نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام افتخار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

فرح بخش مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسند نشینی سے ہفتے عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیزو اقارب کے مزاجون مین اختلاف پیدا ہو گیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تھے امورات دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو گئے کوتہ اندیشون اور ناتجربہ کارون کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہون سے بدظن ہو گئے اسوجہ سے ارکان دولت کے دلون پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اون سے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ کا تھا۔ اور انگریزون سے پہلے سے تعارف رکہتا تھا وہ اُنسے مل گیا۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوئے سیر دلکشا خورشید مین آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہ تھا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو افتخار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودہ کا نائب کرا دیا اور دوسرے بھائی معز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کر دیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تھے۔ کسی کی مجال نہتھی کہ اون کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزون نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گھٹانے کے لئے اسبات پر آمادہ کر دیا تھا کہ جہانتک ہو سکے فوج مین کمی کرنا چاہیئے۔ ادہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج سفر در پیش تھی۔ اونکو یہ زعم تہا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہین کر سکتا۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تھوڑے سے جرم

نافرمانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حنفی مذہب ایک مفلس آدمی کا بیٹا دہولپور باڑی کا رہنے والا تھا۔
پہلے راے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشون مین نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سراے بادشاہی کے
پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار مین آکر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و
چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زبانی احکام لوگون کو پہنچاتا تھا مغلیہ
ملازمان شجاع الدولہ اوسکے ساتھہ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے مین
صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد مین عہدہ نیابت کسی سے نامزد نہ تھا۔ مگر ایلچ خان
کاروبار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کا
کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضیٰ کو اپنا نائب بنایا اور اوسکو مختار الدولہ کا خطاب
دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزون
سے میر مرتضیٰ کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزون نے میر مرتضیٰ کے لئے تجویز کیا تھا وہ
واپس کرادیا اب میر مرتضیٰ اور ایلچ خان مین عناد بڑہ گیا۔ آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال
کی فکر مین مصروف ہوئے اور بہانہ ڈہونڈہنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف
معلوم کرکے کرنیل کالبس سے کہا کہ میرا یہان ٹہیرنا اب مشکل ہے میرے حق مین یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب
سے مجھے یہان سے کسی جگہ رخصت کرادیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت
حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجہو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کرو مین اوسمین
کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے
مجھے دہلی کو رخصت کروا دیجئے کچھہ دنون وہان نسبت وصل مین بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی
راے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہان بیکار بیٹھا ہے
اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام سامان سے زیادہ ضروری ہے مناسب یہ ہے کہ خان مذکور کو دہلی
بہیجدیا جائے وہ بادشاہ کے مزاج مین رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت
حاصل کرلیگا۔ ریاست کے کام کو مختار الدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہین۔ آصف الدولہ نے
کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی نذر کے لئے بہت سے تحائف

اور بارہ لاکھ روپیہ کی ہنڈویاں[1] دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور بال بچے لیکر
دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر بدریافت ہوا۔ اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے
بادشاہ سے سترہ لاکھ روپیہ نذر اسکے پیر خلعت وزارت کی درخواست کی۔ فرح بخش[2] میں ہے
کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات
آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں جبکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت
حاصل کر کے ادہر آتا ہے تو انہیں یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات پیدا
ہو جائیگا۔ اور میری ریاست کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب نجف الدولہ کو متواتر لکھا کہ جیسے ہو سکے
بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لئے محمد ایلچ خان کی معرفت حاصل نہوں بہت جلد نیاز علی
خان کو مع تحائف وہدایا اور پیشکش کے بادشاہ کی حضور میں بھیجتا ہوں۔ نجف الدولہ بھی نہایت بدباطن تھا
اور اسکی دلی یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام کو مرہٹی حاصل ہو۔ اوس نے مختار الدولہ
کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت
دلوانے میں دیر لگا لی۔ نجف الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں عمداً لیت و لعل کرتا تھا اور
نظروں میں تھا کہ یہ سونے کی چڑیا جال سے نکلنے نپائے۔ گوپال پنڈت وغیرہ افسران سپاہ جو ریاست
لکھنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونھوں نے اپنی تنخواہ شاہجہان آباد میں طلب کی
ایلچ خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر تھی۔ اس حیلے حوالے
میں رکھا کہ آجکل میں خلعت وزارت لیکر چلتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے درباری اوسکو ذلیل قوم
سمجھکر اکثر مسخرہ کرتے تھے۔ ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی بات کہی کہ خان
مذکور کو جواب میں نہ آیا۔ قرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تھا کہا کہ راجہ ناتھ
میرے رخصت کے معاملے میں خلل انداز ہو اوس سے سمجھنا چاہئے سپاہیوں اور افسروں نے قریب
میں آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ اوس عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکلگیا لیکن حکم بادشاہی
ایلچ خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ حرکتیں خلاف ضابطہ ہیں۔ ناچار ایلچ خان
نے باون ہزار روپئے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا۔ ایلچ خان بخوبی سمجھ گیا تھا کہ

---

[1] دیکھو فرح بخش ۱۲

مجد الدولہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا ہو کہ مجھی
یہان کسی ملازمت مین شامل ہون اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سبب سے بہتر ہوگا کہ مین یہان سے بھی
نکل جاؤن اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہہ نہین لیکن ارکان دولت
دشمنون کے اغوا سے حضرت دولت کے درپے ہین اسلئے علاحدہ ہوتا ہے۔ بادشاہ نے
نیمہ آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے پہلے تو ارادہ
آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور دنیا دار جھگڑے
کرکے تخریب کے درپے ہوجاتے ہین۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے غرض کا گوش
برآواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا۔ ذوالفقار الدولہ محمد
نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت
جانکر بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلالیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے
ڈیرہ مین گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجالایا۔ جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور
نجف خان کی اطاعت مین بہت مصروف ہوگیا۔ اور اوسکی رفاقت کو غنیمت سمجھا۔ نجف خان نے
معاملات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کردی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام
کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لیئے دیئے۔ آصف الدولہ
نے کچھ لوگون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کرلیا جس مین پرانے
خیمون اور تانبے کے ٹوٹے پھوٹے برتنون کے سوا کچھ نہ تھا۔ لال محمد ایلچ خان کا بیٹا آصف
الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے بعض قیدیون کی تسکین کرکے
رہا کردیا۔ مگر محبت خان پسر حافظ رحمت خان اور محمد خان کمالزی خان اور رحمت خان اور عالم خان
نصر... اور حرمت خان اور احسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور ملا محمد واجد خان۔ اور قاضی
محمد سعید خان اور صوفی خان شاہان اور اختیار خان مجلیہ اور علاحت خواد سرکار کو ...

اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوڑنا اوسی زر وصول کرنے کی بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے خاندان کو چھوڑا بلکہ کئی مہینہ کے بعد محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدینا چاہا۔ مگر مرزا علیخان آصف الدولہ کے ماموں نے شفاعت کی جس سے وضع گیا۔ تاہم بعض حدیث مصاحبون کے اغواسے حافظ صاحب کے خاندان کی ایذادہی مین خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان کی ملاقات اور تنخواہ بالکل بند کردی اور آصف الدولہ کے ایماسے سید معز خان قلعہ دار الہ آباد قید پو نہیں کرنے لگا۔ اور سو روپیہ لیبہ جو اونکی خوراک کے لئے شجاع الدولہ کے عہد سے مقرر تھا اس کے دینے مین عذر حیلہ کرنے لگا۔ اور تھوڑا تھوڑا دیتا تھا۔ اس عرصے مین آصف الدولہ مہدی گھاٹ کو گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان جو لشکر کے ساتھ تھے بے سروسامانی کی حالت مین ہمراہ گئے۔ مہدی گھاٹ کے مقام پر جان برسٹو صاحب رزیڈنٹ گورنر کا مرسلہ آیا اور اوس نے محمد ذاکر کی زبانی محبت خان اور ذوالفقار خان کا یہان موجود ہونا نہایت بے سروسامانی کی حالت مین سنا تو انکے پاس ہرکارے بھیجکر اپنے پاس بلایا۔ مگر انہون نے علانیہ رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب سمجھا اسلیئے خفیہ رات کے وقت ملے اوس نے انکی تسلی و تشفی کی اور انکی بہبودی مین کوشش کرنے کا وعدہ کیا اور اسکے دیرے اپنے ڈیرون کے پاس کھڑے کرائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپے انکو دیئے اور کہا کہ تم بے اندیشہ اپنے حالات ہمسے بیان کرتے رہا کرو[۱]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خانکی بیگم کا اسباب ضبط ہوجانا اور پھر اوسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خانکی بیگم فیض آباد مین رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ بیچ کر گذر کرتی تھی۔ اور ہمیشہ پریشان حال رہتی تھی! وہان کوئی اوسکی خبر گیری نہین کرتا تھا۔ نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کئے تھے اوسکا عوض یہ دیا گیا کہ آنولہ سے اونکی بیگم کو حراست مین رکھکر فیض آباد کو لے گئے اور وہان قید کردیا نواب آصف الدولہ

[۱] دیکھو اخبار حسن وگل رحمت ۱۲

اور شرط فگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کر لیا اور مفت بدنام خلایق ہوئے
اس لیے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور گہنون اور ظروف کے زر نقد نہ تہا۔ یہ سارا قصور
اہلکارون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے۔ اونہون نے نواب کو اس پوچ حرکت پر کیون
آمادہ کیا۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ
کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھ لکہا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے پوچ
کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ خط جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اونمین وعدہ
کیا تہا کہ تمہاری بیش کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جاینگے دکہائے۔ نواب نے
شرمندہ ہوکر تمام اسباب واپس کیا۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرًا روپیہ لینا۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدی دینا

سیر المتاخرین دگیان بر کاش مین لکہا ہی کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین
گذرا برسات کے بعد آب و ہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مان اور دادی
کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ
ہمارے سپرد کرو۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہے
اس باب مین آصف الدولہ اور انکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخرکار
بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کی لیے اونکو فارغخطی لکہدین غرضکہ
تیس لاکہ روپیہ[۱] اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغخطی لکہدی۔ آصف الدولہ
لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوئے۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین
ایام صاحبزادگی سے چند مفت ملنگے تقرب رکہتے تہے۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوئے

---

[۱] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

توان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کئے - اور رسالے اور جہالردار پالکیان دیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا - اونمین سے ایک کو میواڑہ کی عطا کرکے گویا ہی ۔ نامی حزیدی - اور اپنی پالکی کے کہارونمین سے ایک کہار کو راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا - غرضکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پاجی لوگون کے نہتین ہین

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکھنؤ سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا - اور فرخ آباد کے نواح مین پہنچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئے - اور وہان سے کئی توپین اور نو قوت ہاتھی اور کچھ گھوڑے پسند کرکے لے لئے - کہتے ہین کہ پانچ لاکھ خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے - ایک روز ایسے بڑے بڑے اولے پڑے کہ ایک ایک اولہ پانچ پانچ سیر کا تہا اسکے صدمے سے بہتسے آدمی اور جانور ہلاک ہوئے پھر یہان سے اٹاوہ کی طرف کوچ کیا سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوہ سے پہونچکر یہان قیام کیا - یہ مقام صوبہ اودہ اور انتربید[1] کی حدود مین واقع ہے جہان سے اپنے بھائی سعادت علی خان کو جو روہیلکھنڈ کی حکومت پر مقرر تھے اور شیدی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

شیدی بشیر شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا - اور نواب ممدوح کی قربت مین نہایت تقرب رکھتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو شکوہ آباد کے انتظام پر مقرر کر دیا تہا - فرح بخش مین بیان کیا ہے کہ آصف الدولہ نے تحت نشینی کے اغواسے اوسکی بربادی کی فکر کی - اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے فارغ کیا - اور سب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا چند روز کے بعد مختی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

---

[1] دیکھو کہان برکاش ۱۲ انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یہ دونو دریا کوہ کماؤن سے نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئے ہین تو انتربید کا مبدء دامن کوہ کماؤن ہی اور منتہی [illegible] نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اوس نے بھی اس منصوبے کی خبر پائی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا کہ اب کیا کرے فرح بخش مین ذکر کیا ہی کہ مختار الدولہ نے حبشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا - ایک دن حبشی لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے - اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آپہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین - میر بہادر علی کہ سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تھا اور حبشی مذکور کا پرانا رفیق تھا اور ممنون احسان تھا اور شجاع الدولہ کی طرف سے اوسکی نیابت کا کام انجام دیتا تھا اوس نے حبشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے - حبشیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹھا دیا - اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چھوڑا - بشیر دو شبانہ روز حبشیون کے طویلے مین سائیسون کے زمرہ مین چھپا بیٹھا رہا آخر کار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال و اسباب جو قارون کے خزانے سے کم نہ تھا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریاے گنگا کو عبور کیا - اور فرح بخش مین یون ہی مذکور ہی اور سیر المتاخرین کے مولف نے کہا ہی کہ میر بہادر علی نے شدی سے دشمنون کے ہنگامے سے پہلے بشیر سے کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طرح سے ممکن سمجھین اپنی راہ لین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہی - آپ لوگ شدی کے ہمراہ ہو کر اوس کو دریا کے پار کرکے افغان کے ملک مین پہنچا دین - یہ کہکر بشیر کو گھوڑے پر سوار کیا - اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے - اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہان سے فرار ہو جیے - اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آپہنچے طرفہ شور و شر پیدا ہوا - حبشی مذکور نے اس معرکے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا مستعد ہو کر آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدھ گھڑی تک کسی کی جراءت نہوئی کہ بشیر کے خیمہ مین داخل ہو کر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سرحد سلامت نکل گیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈھونڈھا تو نپایا - بشیر اکبرآباد مین ایلچ خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوئے تھا طلب کر کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لاہور اور رہتک و بانسی حصار وغیرہ اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہان کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ادا کرے اور پچ محالات صوبہ جات اور سپاہ جمع کرے بشیر نے وہان پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا - اور موسی خان بلوچ کو موافق کر کے لاہور علاقہ رہتک مین مقابلہ کیا - ملا رحمداد خان روہیلہ نے نجیب الدولہ کے

انکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو آمادہ کو لیا۔ ہمت گیر بہادر نے تاڑ لیا کہ خیر نہیں ہی اسلیے
اپنے حاضر ہونے مین لیت و لعل کیا اور حاضر ہونے کے بہانے سے جہانسی کی طرف ٹلتا رہا آخر کار
مجبور پا کر بعد آصف الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوا نواب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور
اوس سے [illegible] کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ
تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب مین قصور نہین کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے
منحرف کرتے رہتے تھے۔ تاہم نواب گوسائیون کے باب مین مختار الدولہ کا مشورہ نہین مانتے تھے
مین مذکور نے یہ ٹہان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو فیالان برسو صاحب سے موافقت کر کے دونون
گوسائیون کو آمادہ اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے۔ گوسائیون نے اپنی فوجون
اور چیلون کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ اور بیدل ادر خفا ہو کر
ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہو کر راجہ جہاؤلال کی معرفت
اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی۔ مگر اب جہانسی کا فتح کرنا
مشکل ہو گیا۔ کیونکہ محاصرہ کے اٹھتے ہی اچھی راو اور بالا راو وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد
اور فوج جہانسی مین جمع کر لی۔ اور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کر لیا تھا۔ اور قلعہ جہانسی کا انتظام کر کے
مورچے جدید بنا لیے تھے۔ نواب آصف الدولہ اگرچہ گوسائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن مطمئن
نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلیے ہمت گیر جہانسی کے انتظام کے بہانے سے
آصف الدولہ سے رخصت ہو کر تھوڑے دنون بندیلکھنڈ مین مقیم رہا۔ اور اوس ضلع کو ویران کر کے
اور بندیلکھنڈ کی آبادی جلا کے الہ آباد کو علی خان کے پاس چلا گیا کیونکہ دونون مین مدت سے عہد و
پیمان ہو رہا تھا وہانسے علی خان کی تحریک کی ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین
مصروف تھا چلا گیا اونہون نے اوسپر بڑی مہربانی کی۔ نواب نے ڈیگ کو فتح کر کے محالات سکہانہ وغیرہ
بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گیر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا تعلق اسی جاگیر کے
بعد کہا ہی کہ امراو گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہی لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے میدان [illegible]
اوسنے آمادہ وغیرہ میان دوآبہ کا ملک گوسائیون کی حکومت سے نکال کر زین العابدین خان کو اوسکا
مقرر کر دیا ہے۔ وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کر کے زر تحصیل ارشاد کے موجب خزانہ مین بھیجا ہی
بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا طوطی بولتا ہے۔ اور اوسے تمام ساختہ پرداختہ قبول
[illegible] اور وہ مال [illegible] کی وجہ سے جان برسو سے ملا ہوا ہے۔ دونون تمام ریاست پر حاوی ہین

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش مین لکھا ہی کہ دوندیخان اور حافظ رحمت خان کی اولاد اور چیدہ روہیلکھنڈ کے علما و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد مین قید تھے اونھون نے متواتر عرضیان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت مین بھیجین ۔ اور استدعا کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کر دیجئے ۔ نواب موصوف نے رحم کہا کر مسٹر جان برسٹو لکھنؤ کے انگریزی رزیڈنٹ کو ان کی رہائی مین کوشش کرنیکے لئے لکھا رزیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے مین بہت دباو ڈالا ۔ آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان بچونکی رہائی کے عوض مین طلب کئے ۔ اور یہ رقم اس طرح پوری کی گئی ۔ کہ ایک لاکھ اسّی ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے ۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے دئے اسطرح تین لاکھ روپئے جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے انھون نے آصف الدولہ سے قیدیونکی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا اوس نے ایک مہینے تک سامان کی تیاری کے بہانے مین ٹال دیا ۔ اور آخرکار ۲۹ شعبان ۱۱۹۸ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکارون اور اپنے آدمیون کے ساتھ ان قیدیونکا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا ۔ یہ لوگ گوڑ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۹۸ ہجری کو لکھنؤ پہونچے ۔ کچھ دن خواجہ یاقوت کے باغین خیمون کے اندر رہے پھر کرایہ کی حویلیون مین رہنے لگے ۔ نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانساماں کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیجدیا ۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریر کی بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی پنشن ان لوگون کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار خیرآباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے انہین تقسیم کر دی تھی ۔[1]

---

[1] دیکھو گل رحمت ۱۲

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

ڈلین ایجنٹ تو بلائے ہی گئے تھے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بھیجے گئے تھے - شجاع الدولہ کے مرتے ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورنگ کی غلبہ آرا سے یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول کرنا چاہیے - اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون کے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ٹھیرے تھے وہ سب اونکے ساتھ قبر مین گئے - اور کوئی اون مین سے باقی زندہ نہین اب جو نیا سود امداد و اعانت کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹھیرائی جائیگی - پرانے بہاؤ بر نہین دیجائیگی - برسٹو صاحب عقل کے پتلے تھے اونہون نے آصف الدولہ کو اپنے شیشے مین اتارا اور اونکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسٹر جان برسٹو میری جان ہے - میرا بھائی ہے - میرا مالک و مختار ہے - جو کچھ وہ کہے وہ کرو - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تھا - اوس نے مختار الدولہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگھ بن بلونت سنگھ کی زمینداری مین ہے اور جسکی مالگذاری چبیس لاکھ روپئے کی ہے - اور ستر لاکھ روپیہ کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو دلا دے - اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر راضی کر دیا - لیفرج صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے اون تینون ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودھ کو دبا کر بنارس قلمرو سرکار انگریزی مین شامل کرا لیا - غرضکہ رزیڈنٹ کی رہنمائی سے ۲۰ - ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۱ - مئی ۱۷۷۵ ع کو نیا عہد نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے ہاتھ فروخت کیے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی ہیئت سے رہین گے جیسے کہ ملک اودھ اون کے پاس ہے - اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین کہ وہ صوبہ اودھ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے - جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز کی دریافت ہوگی - اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگھ کے مع محصول خشکی و دریا دیدیے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار بنارس - سرکار چنارگڑھ - ٹکینس گذر - اضلاع جونپور - تپہ لبر - ملبہس خاص - بھدوہی سرکار غازیپور - پرگنہ سکندرپور - فرید شاہ آباد و بیشہ سرہنج ... اخراج ۲۲ لاکھ

۹ ہزار ۴ سو ۴۹ روپیہ مقرر تھا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک برگیڈ انگریزی سپاہ کی تنخواہ
جو دور امانت کے لئے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار ادا کر دیگا کہ ساٹھ ہزار روپیہ مہینہ ہوگی
اور اس عہدنامے میں نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزون کو اپنے ملک مین آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکہین گے۔ اور اگر وہ اونکے
قابو مین آجاینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردین گے۔ اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی مین بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکہین گے۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانے کے بغیر اونکے ملک مین آئیگا یا اونمین گذرے گا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک مین
تو وہ اوس کو آنے نہ دینگے بلکہ اوس کے آنے مین مانع ہونگے۔ اور اگر آبھی جائیگا تو اوسکو واپس
بھیجدینگے۔ تمام یورپین کسی قوم کے ہون جو نواب مذکور کی ملازمت مین ہین اس عہد کی رو سے برخاست ہوئے
اور اونہون نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نرکہین گے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہوکر آیا ہے
یا آئندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کر دیا جاویگا۔ اور طرفین نے
یہ بھی قرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو کہین گے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچھ بھی لحاظ نہ کیا جائیگا
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بھی لکھدیا کہ زر بقایائے انگریزی کمپنی
بابت کڑہ الہ آباد و روہیلکھنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بروقت واجب ہونے کے ادا ہوگا۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
مین وہ خود بنارس تک آیا تھا۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی۔ اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتائے تھے اور نہ دیا تھا۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرف سے
رزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول
ہوا۔ اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطون کو منظور کرنے مین یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہین جو شجاع الدولہ کے ساتھ ہوئے تھے۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
جبراً قہراً نواب سے جو شرطین چاہو ٹہرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سب کو منظور کر لینگے
مگر اون کا ایفا نہ کر سکین گے۔ جب کورٹ آف ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتھ آیا ہے۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹہرا ہے تو انہون نے مراسلہ ۲۴ دسمبر

داخل کردین آصف الدولہ نے آشفتہ ہوکر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی سرتابی کی سزا دو اوسنے عرض
کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہین اور کچھہ غرض نہین رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھین یہ تکلیف گوارا
نہین تو ہم خود جاتے ہین۔ تب اونھون نے دیکھا کہ خود بدولت سوار ہوتے ہین تو مجبور ہوکر فوج متفرقہ
لیکر اونکی سرکوبی کو گیا۔ وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نرکھتے تھے میر احمد میر حسکا تھا مگر لاچار صف آرا ہو
نزدیک تھا کہ مختار الدولہ بھگادین۔ لیکن جبکہ اوسکے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی۔ اور ہجوم بکثرت
اور سامان بھی پاس تھا اس لیئے اوس نے پامردی کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہوچکے
اور باقیماندہ بھاگ کر جانبر ہوئے۔ یہ واقعہ محرم سنہ [illegible] ہجری کو مقام اودہ مین ظہور مین آیا آصف الدولہ
کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی مین کام آئے۔ اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوئے
اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید سے جرنیل بنایا تھا
ہر ایک کے ساتھہ پلٹنین مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تہین۔ صاحبزادے کا یہ حال دیکھہ کر
اودہ سے چلے جانے کے خیالات مین مصروف ہوئے۔ سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہے کہ مین لکھنؤ مین
آیا تو ان بے عقلون کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولئک کالانعام بل ہم اضل
سبیلا سراپا بہائم تھے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور ولی طبیعت
سمجھتے متحمل اور بے پروا بتاتے ہین بہت احمق کہتا ہے۔ اور اونکے چال چلن کو ناپسند کرتا ہے اور لکھتا ہے
کہ اونھون نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کردیا۔

بائسی پلٹن کی بربادی

گورسہاے نے تاریخ اودہ مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو
عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کو تفویض کردیا راجہ کے ساتھہ میر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات
کے بعد بھی آٹھہ ماہ تک یہ دونون متصرف رہے۔ مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے
مخالفت کرے اور اوسکے لشکر کو تباہ کردے۔ مین کسی شخص کو یہان سے بھیجونگا۔ تم اوس کے اتفاق سے
کام کیجیو اور مین جانتا ہون کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہین رکھتا ہے۔ اور جو کچھہ تمہارے سپاہیون کے لیئے مقرری
ہم اوس سے ڈیوڑھا دینگے۔ اور سوائے فوج موجودہ کی جو کچھہ فوج اور نوکر رکھوگے اوسکی تنخواہ بھی ملک
محسوب ہوگی۔ اور دو لاکھہ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی۔ لیکن کسی کو اسپر اطلاع نہوا افضل
علی نے بپاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورے پر عمل نکیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس [illegible]

کے ساتھ رہتا تھا اوس کا شقہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھا دیا جاوے شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کے دارو غہ
مرزا الیو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطوط کو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جہاؤ لال کو خلوت میں طلب کر کے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھیں کہ بہر حالت
بہادر کی حکم سے مخالفت نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت میں
حضور میں بھیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سے غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دوراندیش آدمی تھا چند
آدمیوں کو درمیان میں واسطہ کر کے تصفیہ کر لیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور میں
لکھی کہ میر افضل علی جو مجھسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار کہ حضور
سے شقہ میر مذکور کی نام صادر ہو جاوے کہ موجب فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہاں بلا لیا جاوے۔ اوس نے عرض کیا کہ میر مذکور خود بخود ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ نئے ملک کو اپنے تصرف میں لاوے۔ الغرض شقہ اوسکی طلبی میں روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہونچا تو بسبب اس کے کہ شام ہو گئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سے اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور میں حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پا کر حضور میں عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس سازش کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ دو لاکھ
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جانو اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے پچھلی رات
سے میر افضل کی سپاہ کے چاروں طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جما دیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادہر سے آتشباری شروع ہو گئی ٹھہر تک جنگ و جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنے دو تین ہاتھیوں کے ساتھ آمادہ مرگ ٹہرا رہا اوسوقت مختار الدولہ نے
عبد الرحمن خان قندہاری کو قسم کہا کر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہنچیگی وہ حاضر ہو جاوے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے پرخاش
کی تھی جواب دیا کہ راجہ جہاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور میں لکھی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

حضور مین پیش کردیا ۱۱۹۰ہجری مین نواب نے جھاؤلال کو قید کردیا - جھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہو گیا - اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی ارزگی میان بسنت کو ملی اور پہلے سے چلنگے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا - اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکھا ہو کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھہ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو ہی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا جہان بہر حال اوقات بسری کر سکتے تھے مجملہ اونکے محبوب علیخان خواجہ سرا شجاع الدولہ کیطرفسے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تھا اور کسیقدر صاحب جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت بیجڑ رہتا کیا کرتا چاہتی لیکن فوج اور ہند اسبابِ جنگ اوسکی ساتھ تھا اوس کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تھا مع پیادہ و سوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی - اور کوڑے و اٹاوہ کے اطراف مین حسب الحکم شجاع الدولہ نہایت کروفر کے ساتھ بسر کرتا تھا - آصف الدولہ کو اوس کا بھی استیصال مدنظر ہوا - اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جائے یا سامنے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہے - یہ حال محبوب علیخان کو بھی معلوم ہو گیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر ظہور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے تو بھی نمکحرامی کا داغ لگا کر نجف خان سے جا ملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین جنکتیانونکی ماتحتی مین مقرر کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بھیجین - اور یہ اسطرح بھیجین گئین کہ جسکا منشا ظاہر مسافرت معلوم ہوتا تھا - یہ لشکر محبوب علی خان کی سپاہ کے قریب رہگذری کے بہانے سے پہنچا دیا گیا - اور کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور دو ملتے ملکر شہر مین اپنے مکان کو چلا گیا - فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا - بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا - اور صبح ہوتے ہی محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضاے حاجت کو گیا ہوا تھا کوئی کہین کسی کام مین مصروف تھا کوئی سوتا تھا - کوئی جاگتا تھا - محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی صرف چند لوگ پہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے - انگریزی فوج نے کچھ تنا اور

ایک گولے کے چٹنے سے پہنچکر میدان مین کہڑی ہوئی اور باانگریزی سپاہ کے افسرون نے یہ کہا کہ ہم
فلان طرف جاتے ہین اوسکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہے۔ محبوب علی کی سپاہ نے منع کیا۔
اور اونہون نے کچھ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھ سے بہتونکو بچہاڑ دیا
باقیماندہ مشوش ہوکر مفرور ہوئے۔ لشکر کے لوگون نے مال و اسباب پر ہاتھ صاف کیا۔ اور جو کچھ بچا
ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرونمین سے کپتان دغل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا
چونکہ بروقت ملاقات عہد وپیمان ہوچکا تھا ان کپتانون سے رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ
کے حضور مین حاضر ہوا۔ وہ اوس کا حاضر ہونا چاہتے ہی تہے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہان سے
خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک برگیڈ کا مالک تہا اس
حال کو دیکھ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈہونڈہنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھ فوج شجاع
الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی [illegible] مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال وہ اوسکے لیے بادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا اوسنے اسکو غنیمت جانا اور کارسازی کرکے بادشاہ کے پاس مع پانچ پلٹنون کے
چلا گیا۔ اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک ۱۲۰۰ ہجری ہے وہان بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تہے
کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی ماں کو بہت تنگ کرکے ۲۶ لاکھ روپیہ لیکر اوڑا دیا اور بیس لاکھ روپیہ
اور مانگنے لگے ماں اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی ماں اور دادی کے پاس ہے وہ بہی
لین [illegible] مین دونو بیگمون نے گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اونکا ۲۶ لاکھ روپیہ تو نواب نے اس بہانے سے
چہین لیا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے۔ اب وہ بارہ تیس لاکھ روپیہ اور مانگتے ہین
اسے سرکار کمپنی کو عہد وپیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائیگا تو مین تباہ ہو جاونگا۔
بیگم نے لکہا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتہ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر [illegible]
[illegible] ہجری مطابق [illegible]۔ الغرض [illegible] کو ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم پچیس لاکھ
روپیہ اونکو دیدین۔ اور نواب نے یہ اقرار کیا کہ بیٹے اپنی والدہ سے تیس لاکھ روپیہ بابت [illegible] حال

[illegible]

اور چھبیس لاکھہ روپیہ بابت قرضہ سابق کے کچھہ نقد اور کچھہ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثہ پدری لیا اور اب کچھہ دعوے میرا اونپر باقی نہین رہا یہ سب میں افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سی ترک کیا اور مین یہ بھی دعا کرتا ہون کہ اپنی والدہ سی مزاحمت بابت جاگیر اور کنجیات اور بارہ دری اور باغات اور ٹکسال اودہ فیض آباد کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا نکرونگا۔ اور اونکی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا۔ اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا۔ وہ اپنی جاگیرین اپنے ملازمین کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کو جانا چاہین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور منتظم چھوڑ جائین یہ کلیتہ اونکے اختیار مین ہی۔ مین اوس مین مزاحم نہونگا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جائین یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین مستقر رہیگی۔ اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ منتظم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوسکی مین مدد اور حفاظت کرونگا۔ اور جب وہ حج کو جائین تو اون کو اختیار ہی جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جائین مین مزاحم اوس کا نہونگا اور مین کچھہ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرنے جواہر علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور سب بلدار یون کو نہ دونگا۔ میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرائط کے لحاظ رکھنے کی بابت مین خدا اور اوس کے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون۔ سرداران انگریزی اس قول کے مین شریک میرے ہین۔ وہ مرے یہ کہ مین زر قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا۔ میرا کچھہ دعوے اب اونپر نہین ہی۔ اور مین ہرگز اس عہد نامہ سے انحراف نہ کرونگا۔ اگر مین احیاناً خلاف ورزی اس عہد نامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہیے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا۔ سرکار انگریزی طرفین کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے ہاتھ سے خلعت وزارت حاصل ہونا۔ نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاء اللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ اودہ مین نوابی

کرلیتے تھے خزانہ اوسکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماوٗین اوسکی بڑی بیگمین۔
گھر مین بھی فساد تہا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے جھگڑے برپا ہو رہے تھے
کہ جس سے نواب کو خود اندیشہ اور رفیق انگریزوں کو خوف تہا۔ سنہ ۱۱۹۳ھ کے موسم سرما مین یہ افواہ
اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین آصف
الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجھایا کہ وہ نجف خان سے آشتی
کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے
یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تھے
مختار الدولہ نے محمود الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب و خلعت وزارت منگانے
کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس لیجاکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ
خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے
لئے بادشاہ کے یہان سے روانہ ہوا۔ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا
بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے
پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ
کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تھی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو
آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال و جواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر
پہنچے جو اوندنون ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تہا۔ پھر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر
اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع خدم
و حشم کے استقبال کرکے فرمان بادشاہی برپا کی۔ اور نواب نے بھی استقبال کیا۔ اور خلعت
پہنکر باکو اوسکے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ
کی اوسی دن مختار الدولہ[1] مارے گئے وزیر نے ایک لاکھ روپئے اور ہر قسم کے تحف و
ہدایا اور اسباب و سامان مع چتر اور تخت رواں کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت
بادشاہ کو بھیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جواہر اور جیغہ مکلل اور مالای مروارید
اور ایک ہاتھی اور آٹھ ہزار روپئے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بھی خلعت دیا اور اد کے

---

[1] دیکھو مراۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کئے - اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار
الدولہ کے لئے اپنی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول
اور سپر بھیجا اور سعید الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا - بعض کتابوں میں
لکھا ہے کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا -
اور دونوں بادشاہوں کے پاس سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے - تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے
کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا -

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے
خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے - تاریخ مظفری اور مفصل التواریخ اور فرح بخش
اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نواب آصف الدولہ کی اون کے قتل پر مرضی تھی
تو بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے - مؤلف عماد السعادت بھی لکھتا ہے کہ جب وقت
مرزا محمد امین بن مرزا محمد یوسف کو نے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو
درمیان سے اوٹھاتا ہوں تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ سے
بھی جنکی بہن مختار الدولہ کے فرزند سے منسوب تھی ایک امتحاناً نواب وزیر نے پوچھا کہ مختار الدولہ
کے قتل کے باب میں کیا حکم ہے - اوس وقت بھی آصف الدولہ راضی نہ ہوئے - اگر آصف الدولہ
کو مختار الدولہ کا موقوف کرنا منظور ہوتا تو کون روک سکتا تھا - پھر قتل کرانے کی کیا وجہ تھی
بعض اہل تحقیق نے اس واقعہ کی اصلیت یوں بیان کی ہے اور یہ خیال اون لوگوں سے
شایان شان ہے جو اوس وقت میں ریاست میں اقتدار رکھتے تھے کہ مختار الدولہ شجاع الدولہ کی
فوتی کے بعد ایران سے آئے تھے - نشہ شراب غرور و نخوت جو لازمہ اہل ایران ہے اون کی آنکھوں
میں چھایا ہوا تھا اور اہل ہند کو ذلیل خیال کر کے لیتے تھے - امرائے ہند نہایت بے ادائی کے ساتھ ملاقات
کرتے تھے - باقی خاندانی لوگ نواب وزیر کی نظروں میں کھٹکتے تھے - راجہ جھاؤ لال
اور بسنت علی خاں نے ایک دن نواب وزیر سے عرض کیا کہ یہ لوگ جو حضور کے ساتھ

بزم شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہی مختار الدولہ ہم کو آب شمشیر سے سرد کر کے بجلیے بجت وار
خالی کیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کرور روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہیئے اسپر بھی نواب
نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر سے جوہر نہ دکھایا تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ بوقت
بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں اور نواب انکی صورت
دیکھ کر آنکھ کھولتے ہیں اور کپتانان سلامی کے واسطے دولت خانے کے اندر آتی ہیں
بہتر یہ ہی کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماری جاوے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نہ تھی
مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے۔ اور انمیں اور مختار الدولہ سے
قرابت تھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہی کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب
کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تہیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی
ایک لڑکی مینڈو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی خاں سے منسوب تھی اس
مینڈو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے
مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو ان کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک یہ گران
پیاری بیگم اور اقبال الدولہ زوجہ و پسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ میں نے مختار الدولہ کو قاتلوں کے
ہاتھ سے بچایا ورنہ اوسی وقت کام تمام ہوچکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہو
اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی بلانے کے لئے آیا مختار الدولہ
نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار نے یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے
گھر میں ہیا ہی وہ یہاں بھی موجود ہی۔ مناسب ہی کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک
خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوتے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سو سوار سکارگزار اور اکثر عزیز
و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو ریزیڈنٹ کے پاس گئے کہ اون کو فی الجملہ
اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ سفر مقام اٹاوہ میں پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو خبر
ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب اور صاحب کے پہونچنے
پہونچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تہیں کہ نواب وزیر کی
آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ
کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمنے کیا بد ہی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کرور روپیہ خراب کیا۔ اور اوسکا
حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر اپنے مہر جان برسٹو صاحب کے حوالے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی ہون معترضو
پردازون کے نام سے اطلاع فرمائین کہ مین اسقدر روپیہ اونسے لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یہ مرہی
دولت خواہی سے خالی نہین ۔ نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا مختار الدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی یہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو تہا بہتر تہا خوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند سرکی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تہے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکہتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلسن اور مسٹر لکونی
کو برخلاف مسٹر بہولر صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے آمادہ کیا ۔ چوتہے طلب خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا مینے بدون صرف زر روپیہ کے والسے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ قندہار سے
بہی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جو کام
پوری ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا ۔ بہر صورت ان باتون کا التفات حضور کے ہاتہہ مین
ہے ۔ اگر ان باتون پر بہی مزاج عالی مین کدورت ہو تو اس وزارت سے نان جوین ہزار درجہ بہتر ہی زیادہ
ہوس نہین جب تک جناب عالی کی حسب لیاقت مجہہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بہی اقرار ضمانت کیا ۔ یہ باتین ہو چکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے راضی رہا ہون اور اب بہی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اور اسطرح
میرے ساتہہ چلکر اپنے مکان کو تمہسے لو جنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹہا کر اپنی خیمہ مین لائے
ابہی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تہی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سن لی اور او پر پریشانی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامتی دیکر بہاگ کر اپنی خیمے مین جا چہپا ۔ اسیطرح اور بہی رو پوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤلال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا ۔ اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکہو ۔ مختار الدولہ نے جہاؤلال کو ایک خیمے مین قید کر دیا ۔ فقط اسی قدر
ملامت کی کہ تلوار اور ہتہیار اس کے پاس نہ جانے پائین ۔ اور جو سر پر ہے ۔ اسکو سوا اسکے
کہانے اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی قصور نہ تہا ۔ دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتہہ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا ۔ اور قسم کہائی کہ مجہکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتہہ سے لیکر خلعت دیا ۔ اور فرزند خانہ زاد بنایا ۔ ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسیطرح پر رفتہ رفتہ اوٹھی

مختارالدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادت علیخاں کا بدنامی اُٹھانا

یمین الدولہ سعادت علیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختارالدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کرکے بلا لیا تھا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد مین ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خان اونکی اتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادت علیخان بھی اتاوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونھوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختارالدولہ کے عروج پر پانی نہ پھرے گا تو میرے ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخان سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخان دھاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختارالدولہ و آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جھاؤلال و مفضل علی و طالب علی و خیالی خان و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوتے۔ اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونھوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خان بھی اس سوال و جواب میں شیر و شکر تھے۔ بسنت علی خان نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف ہوا۔ اور آگے سے زیادہ حاضرباشی مختارالدولہ کے پاس شروع کی۔ ظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[1]۔ سیرالمتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خان خواجہ سرا کہ جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تھا مختارالدولہ سے ہمسری کرکے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلیئے نکمے باہم کرنا جاتی ہوئی اور وہ سالق اور نا ایک صفائی ہوئی۔ اسی اثنا میں ایکمرتبہ اسپی بخش بڑھی کہ آمیزش کی صورت نہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خودمختاری مختارالدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تھے

---

[1] دیکھو طلسم ہند ۱۲

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل اس سازش کو پاگیا تا کہ مختار الدولہ کو کسیطرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عنایت ہو اور باطن مرزا سعادت علیخاں سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مار کر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کردیگا اور آپ کو مسند ریاست ملجائیگی جب یہ مشورہ طے پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کئے۔ اور فرح بخش میں ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تہا کہ اعیان سلطنت کے استیصال پر کمر باندھی اور بتدریج ہر ایک کو برباد کردیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے بڑی سختی اور عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا وہ ایلچ خاں ہے کہ رنگ صحبت بدلا ہوا دیکھ کر حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو چلا گیا۔ اور مختار الدولہ کی دراندازی کی وجہ سے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت اکبر آباد کو نواب ذوالفقار الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا احمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا کہ مختار الدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بہ ترک علاقہ نجف آباد سے کنارہ کشی کر کے اکبر آباد کو چلا گیا۔ تیسرا الونبگر کو شناتی ہے کہ وہ اٹاوے سے بہند کے انتظام کا بہانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے اکبر آباد کو چلا گیا[۱] اور بہند کو جلا کر اور لوٹ کر ذوالفقار الدولہ کے پاس پہونچا۔ پرگنہ فتح آباد اور سعد آباد اوسکی جاگیر میں ذوالفقار الدولہ نے مقرر کیا۔ انقلاب روزگار دیکھئے کہ تہوڑے دنوں سے نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ کی طرف سے کدورت آگئی تھی۔ اور مختار الدولہ کی طرف سے بھی روزبروز وہ حرکات جو آصف الدولہ کی رنجش اور خفگی کا باعث ہوتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی صادر ہوتے تھے نواب اونکی حرکات و سکنات سے تنگ آگئے تھے۔ اسلئے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے بسنت علیخاں جو نواب آصف الدولہ کا رازدار تہا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہو کر مختار الدولہ کے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ بلکہ خاص آصف الدولہ کی اجازت سے اس کام پر مستعد ہوا۔ اور مختار الدولہ کی دعوت بہ عداوت مقرر کی اور ۲۷ صفر ۱۱۹۱ ہجری کو جو چہارشنبہ کے دن کا آخری چہارشنبہ تہا اوس نے سامان دعوت تیار کرکے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا۔ اور اون سے یہ چاہا کہ

---

[۱] جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہے ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود و آتشبازی کے واپس دولتخانہ ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ سنبت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے مختار الدولہ دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوتے۔ اور سنبت علیخان کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے مختار الدولہ کے بعض ہوا خواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے۔ لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت کے پردے ڈالدئے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا سنبت علیخاں نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ ان میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھائی میر مراد علی و لطیف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ سنبت علیخان کے گھر پہنچے تو اوس نے سر دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار کر مسند پر لا بٹھایا جسقدر جمعیت جلو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت کر دیا مگر سوائے چند طوائف کے اور کوئی نتھا۔ اور چلا لو طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود تھی اور سونا دکمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر تھے۔ سنبت علی خان نے اول عمدہ عمدہ کھانے کھلائے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے بڑہی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ سنکرت اکثر امیروں نے تہ خانے بنوائے تھے۔ سنبت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات لبریز ہو چکا تھا اونہیں نیت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ غرضکہ درباری کپڑے اوتار کر آرام تمام استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دور ساغر کا رنگ جما بعض اقربائے مختار الدولہ مولف سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب میں زہر ملایا تھا اگر نہ پیتے تو بھی زہر سے مر جاتے۔ جب دو پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے ارادۂ خواب آخرت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نرہا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو راجہ جھاؤ لال کے مشورے سے سنبت علی خاں نے اپنا خنجر اونکا کام تمام کر دیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر تکہ بوٹیاں کر ڈالا اونکے مقتول ہونے کی تاریخ تعمیہ کے ساتھ میر سوز مرتضیٰ خاں نے بیان کی۔ شد از حبابے سپہر گردان شنوم۔ سر قاتل گرفتہ ہاتف گفت ٭ بہر تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے - اور جیسے ہی خبر پہونچی -
بسنت علیخاں خواجہ سرا جو دو پلٹن کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع
توپخانہ تیار کرایا تھا محافظوں نے کپتینوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
دست میں لئے ہوئے آکر تسلیم بجا لاکر عرض کی کہ دشمن حضور کو حسب الحکم قتل کیا - آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے [۲] - مگر ظاہرداری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہوکر کہا کہ اے
نمک حرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی - بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھکر
عرض کیا کہ راجہ جہاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے - اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا - سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر بکف دیکھکر آصف الدولہ نے اپنی
جان کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے معذرتیں
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نواز سنگھ اور جانی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں دفعتاً ہاتھ سے چاہتا تھا عرض کی کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینک دے - اوس نے دور ڈالدی - جب نہتا ہوگیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں - نوازسنگھ اور ہولاس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت سے
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا - اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی - اور نواب وزیر فوراً اوٹھکر جیسے کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے - غلام محمد خاں عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بھانجا مشہور تھا - اور بعض نے
بیٹا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضا را اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کو مقتول
دیکھکر متحیر ہوا - بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفاظت کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا -
جانی خان نے بھی تلوار کھینچکر قصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی معترض نہو تو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں - سیر المتاخرین میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھسے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا - جب بڑے مرزا بالاخانہ سے
نیچے اوترا چوکی کے خاص سرداروں نے چاہا کہ بند و قید کرلیں - نواب نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

۱؎ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ۲؎ دیکھو فرح بخش ۱۲

پناہ دی ہے۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو
ننگی تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا۔ اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کسنے مارا ہے
حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میںنے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں ٹھور کیا
وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھ سے
تعرض نکرے گا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھ سے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے
چلا گیا اور فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نواز سنگھ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت
دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبرآباد
کو نجف خاں کے پاس پہنچ گیا۔ اس عرصے میں بسنت علی خاں کی بیگمیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے
کی منتظر تھیں سراپردے تک آ پہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خاں مارا گیا اور نواب بالاخانے
پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں۔ مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ قریب تھا کہ اوباش
لوٹ مار شروع کردیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کے لئے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے۔ الماس علیخاں
خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا۔ ملا تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ
سعادت علیخاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے
مشہور کرتے ہیں۔ سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں سخت میں
بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یارائے قیام تھا۔ لاچار ہوکر اوٹھے
امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں پہنچکر پناہ لی۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے
یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھاکر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے
پہنچادوں ہرکارے نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر
امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں گئے۔ اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوسائیں
نے سخن سازی کی راہ سے تسلی کی اور کہا کہ ہمکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخرکار
نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ
کے قتل کے بارے میں کلمات حسرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا
اسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ لیا گوسائیں نے سعادت علیخاں
سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
یہاں سے تشریف لیجائیں۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تمکو حیات سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو
گوشائیں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس
راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھ کر مع تفضل حسین خان وغیرہ
چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے۔ یہاں
نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور
اودھ میں اٹاوے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے
اوسکی لاش کو بڑے کروفر سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا۔ اور کہا نے تقسیم کئے۔ مختار الدولہ نے
لکھنؤ میں دریائے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدوں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیہ کے
مصارف سے مظفر حسین خانکے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں۔ اور سیدوں کا احاطہ
اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور
کچھ ضبط ہوگئیں۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا
حسن رضا خاں اور راجہ ٹکیتراے اور راجہ صورت سنگھ کے سپرد کردیا۔ راے پتر چند خزانچی
کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا
تھا اوسکو راجہ جھاؤ لال نے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بےحرمتی اور ذلت کے ساتھ
قید کردیا تھا۔ اب اوس سے جھاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب
وصول کرکے قید سے رہا کردیا۔ مگر ابھی منا لال دیوان بسنت علی خان قید میں ہے۔ لالہ
عالم چند کہ دیوان کا پیشکار ہے اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پاکر کیمپ میں پہنچگیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ مرزا سعادت علیخان خلف شجاع الدولہ ۲۰ صفر کو مختار الدولہ کے
قتل کے دن ڈر کے مارے گھبراکر اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور
حمایت چاہی۔ امراؤ گر نے تاب و طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا ئے موصوف اپنے
میں نہ پائی۔ اور آصف الدولہ کی جوابدہی سے عہدہ برآ ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہو سکیگا مرزا مایوس ہوکر گھوڑی یا جسے لیکر اکبرآباد کیطرف
گھبرا کر چلے گئے۔ راستہ بھول گئے تو گنواروں نے فتحپور کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں راجا چھتر سنگھ کے پاس پہنچ گئے راجہ نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں پہونچا دیا۔ چنانچہ ایلچ خان کو سعادت علیخان کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پیشتر بھیجدیا اور علاوہ
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپیے نذر کیے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس معزز کردیا۔ اور بڑی خاطر داری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدار الدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقار الدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقار الدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دیے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت سا
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف کھینچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخان اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود مودب نیچے بیٹھتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خان نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کے لیے۔ اور غسل خانہ کی داروغگی مدار الدولہ
کے لیے اور خانسامانی کی خدمت کرم قلی خان بن سیر الدولہ کے لیے مقرر ہو کہ ایک دن سعادت علیخان
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریائے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقار الدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خان کو بھیجکر سعادت علیخان کو سمجھا کر لوٹا لیا
اور راضی و خوش دل کرلیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کردیے اور وعدہ کیا
کہ مقابلہ کرنیل مارک سے کوڑے اور اٹاوے کے پرگنے جو بھاگ کرائی ہیں وہ سعادت علیخان
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ تعویق و اغماض کرینگے تو مرزا بارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھکر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے لگا تھا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاوے
اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب پر یہ امر ظاہر کرکے اُنسے درخواست کرے کہ وہ اسکا
تصفیہ کردیں تاکہ فتنہ خانگی خاموش رہے - ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے دیکھنے کو گیا -
اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدیے جاویں
اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منالیا جاوے -

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں
بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں - مگر اونہوں نے قبول
نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا خطاب اعتبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام
دیتا تھا کچھ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خان کے سپرد ہوئی - لیکن یہ
حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدہ پر اس کا تقرر
تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لائق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا - جو شجاع الدولہ
کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی مخاصمت کی وجہ سے خدمت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا
تھا - اور برس روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خان کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے
میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خان کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے - اوس سے
لے لیا جاوے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا - سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل
مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے
اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے چلا جانا چاہتا تھا - کیونکہ نجف خان اسکے روپیہ طلب
کرنیکے لئے وہ ہمیشہ اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا - مگر اوسکو آصف الدولہ کی
تقریر پر اعتماد نہ تھا - مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا - جب اوسکی تحریر پہونچی تو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضی خاں
بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبرآباد سے بے اطلاع اور مشورۂ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
تکلیفات کو شاہدرہ سے میں پہنچا صبح کو وہاں سے کوچ کرکے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا اندر آباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریاے گنگا کا پل
بلا توقف تیار کر دیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار ہے
ہماں سے متعلق نہیں اسلیے ایلچ خاں قنوج کے پاس سراے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کرکے جریدہ اوتر کر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوترنے کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضی خاں بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیدیجائے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضی خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کرکے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گھاٹ نانا مئو پر تکیہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے موہان پہونچکر
مع اتباع و عیال اجازت اور عقیدت کی متضمن وزیر کے حضور میں بھیجی نواب نے فرط کرم اور نوازش
سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے بموجب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کرکے ۴ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور
پالکی جھالردار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی سادہ اوسکے
بیٹے غلام نجم خاں کو دی۔ اور ۲۳ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری امورات بغیر و کل
ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوے۔ نواب نے
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب مطلق
کرکے ساتھ غلامانہ اور ملکی اوس کے پاس بھیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کرے
اوس کے حق میں بہت بدسلوکی ہو۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھکر الہ آباد سے

سید معز خان کو علیحدہ کر کے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڈھ کی حکومت
سید محمد خان سے نکالکر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے بھائی تھے اکبر پالیسی وغیرہ
کے محالات پر سیتارام کو مقرر کیا - اور سانڈی پالی کا علاقہ علام نبی خان کے تفویض کیا اور
اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خان کو قایم کیا - اور گورنر کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب شجاع الدولہ عالیجاہ والی بنگالہ کا خانسامان تھا دی - جبکہ مختار الدولہ کے بھائیوں کو محمد ایلچ خان نے علیحدہ
کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کر کے کہا کہ خان مقتول کے بھائیوں کو اپنی اپنی
جگہہ بدستور سابق بحال رکھو - ایلچ خان نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت
نہیں - ایرچ خان نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا - بلکہ
انکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاؤ کیا یہانتک کہ افتخار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور سکو زمین
زنجیر لگا کر طالب محاسبہ ہوا - اور آب و دانہ و بول و براز مسدود کیا - اور سپاہ سلطنت
میں بہت تخفیف کی -

سیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خان نے آصف الدولہ کے پاس پہونچکر ظاہر میں تو بشیر خان کے عفو قصور کی درخواست کی
اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کر دیا اور آصف الدولہ نے اس مضمون کا
ایک شقہ لکھا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کر کے جہاں دل ہو چلا جاوے بشیر خان
کے پاس بھجوادیا مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خانکی سخت طبعی سے مایوس ہو کر لکھنؤ سے
لوٹ آیا اودہ گیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ ہمت گیر کے پاس چلا گیا جس سے
پہلے سے دوستی رکھتا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا - کتاب پر سیاق نہیں لکھا ہے کہ آخر کار
بشیر خان نابینا ہو گیا تھا -

امام بخش غلام حبشی اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ کسکی کا ایک غلام حبشی امام بخش نام نہایت بے آقا ہو نا قدر یا بہتا -
آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہونچا
اور مقرب ہوا - شجاع الدولہ نے اوس کے مفسد و بد مزاج ہونے کو مدنوں قید رکھا - اور جب

دراز کے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کر کے اخراج کا حکم دیا تھا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تھا شجاع الدولہ کے مرتے ہی طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے پیادے اور چار پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام کی وجہ سے کر ملاقات ہوتی اور بیٹھے اوسکی بات چیت سنی خدا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تھا دو روپیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے خدادات ذاتی کی وجہ سے نرکھتا تھا وہ تو اس لائق تھا کہ لشکر میں بھنگ فروشی کی دوکان کرتا حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تھوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا وہ بد انجام برہنہ پا ملک سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کو [illegible] چونکہ آدمیوں نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس لئے لوگوں پر یہ بات ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان آوری کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کر کے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصے میں مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے ہو کر بنارس کی طرف لوٹ رہے تھے اونھوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد اور مونگیر کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے [illegible] یہ دعوے کیا تھا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔ سعادت علی خاں نے اس کا جرم [illegible] کر کے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے اونہوں نے یہ حال دیکھکر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہو گیا۔ آخر کار مفقود الخبر ہو گیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ ہمکو مکرر آصف الدولہ کی حضوری خلوت میسر آئی بظاہر شعور و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ نوکروں میں مصروف تھے

اور بجز لہو و لعب کے کسی طرف راغب نہ تھے۔ جس شغل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
وہ اونکی ظاہری وضع سے پایا نجاتا تھا بلکہ نہایت دور معلوم ہوتا تھا۔ کبھی کبھی اپنے اردلی والوں کی ترغیب
سے مذبوحی بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیوں کے تماشے میں بسر کرتے بعد دوپہر
روز کے ہوتے ہاتھیوں کی لڑائی دیکھنے۔ ایسے ہی مشاغل میں دن رات گذارتے تھے۔ دوسرا کوئی کام نہ تھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں اونکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والونکے سوا ملازمان لشکر میں سے
کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کرکے اپنی تنخواہ لے سکتے تھے۔ اون میں سے جہاں دو آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اول تو کچھ دنوں قید رکھے گئے۔ بعد اونکو توپ سے اوڑوا دیا۔ انہیں آبحیات میں
جو نواب کو فرشتہ سیرت لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ شمس العلماء آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہ تھی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص
عرضی والوں کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے۔ یا یہ کہ نواب کا
مزاج اوائل عمر میں سفاک واقع ہوا تھا۔ اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی۔ مولف
سیر المتاخرین نے محبوب علیخاں خواجہ سرا کے مفقود ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی تنگی فوج کے استیصال کا سبب یہ تھا کہ وہ روز و شب لہو و لعب جو پڑ بازی مرغونکی
لڑائی۔ پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور مملکت داری میں مصروف ہوں۔ اور مملکت داری بدون اسکے نا ممکن تھا
انتظام ملکی میں بغور کیا جاوے ہر شعبے کا سرانجام کیا جاوے۔ لوگوں کے سوال و جواب
کی ورود [illegible] کی جاوے۔ حضرت کا وہ مزاج تھا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھی متوجہ ہونا
زہر [illegible] کرتا تھا۔ اور انگریزوں کی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے ہر وقت [illegible] میں۔ میرے انتقال تک
[illegible] ہرگز روا دار نہ ہونگے۔ اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور کسی طرح اونکو بیزار نہیں کرتے تھے۔ انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا۔ باقی سرا سر میں آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے متعلق

[illegible] اس بات کے کہ وہ لونڈے بازی کرتے تھے۔ یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالارجنگ کی بیٹی کے ساتھ قرارپائی تھی اور بابی بیگم دختر مختارالدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالارجنگ کے ساتھ مقرر ہوئی تھی اور سالارجنگ مختارالدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالارجنگ کو مبالغہ واصرار سے راضی کیا اور خود متوجہ اس شادی کے ہوئے اور دس ہزار روپیہ مختارالدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر جوڑی سلر انجام دیا۔ آفرین علیخان خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوئے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

مولف سیرالمتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شائق تھے جہان شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی عملے کو مقرر کرلتے۔ اکثر مؤلف سیرالمتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قائم خان وحیدار علیخان کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے کیونکہ دولت النسا نواب سالارجنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالارجنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ دلمئو اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ ضیافت کے بعد ضبط کرلیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض چکلہ بہرائچ وغیرہ بارہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ صیغۂ مستاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہون نے اپنے علاقہ مستاجری میں پہنچکر زمینداران ہٹول سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختارالدولہ کے دوسرے بھائی نصیرالدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھہ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر وہان تک پہنچکر کچھہ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چندسال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوئے۔ مگر چندسال تک پرگنہ اوریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایکبار مہمات ساتر میں عمال الماس علیخان اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختارالدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری ساتر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ اوریا کو بھی الماس علیخان کی مستاجری میں ملادیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہوجانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہوگیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹاکر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض جسقدر التفات حکام انگریزی سے مختارالدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا اوسقدر سرکار پردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ ومختارالدولہ

کے مخالف مشہور تھی حالانکہ یہ بھی جاگیر اور کمی مواجب کی وجہ نا خوش کی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک
والدہ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
انس کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کارگذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار
و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ اور جان برسٹو سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی
دست انداز ہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط
مقرر کر دو مجھ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست بردار ی کر لے
اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے - یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ
آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے - مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت
شرمندہ تھا متیحیر تھا کہ کیا کرے - ایلچ خاں اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر سخت علیل
ہو گیا - مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح النسب تھے سخت اذیت پہنچائی - مدت دو ماہ اور ۲۰ دن
بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے
مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہو گیا ۲۸ رجب ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا شیخ شفیع اللہ سے
پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایلچ خاں نے اپنی حیات میں چھوائی تھی - وہ اوسنے نواب آصف الدولہ
کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کر کے تمام مال ضبط کر لیا - اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام
نبی خان اور علی محمد خان اسیران متبنے ایلچ خاں کو مرحمت ہوئے[1] - ایلچ خان اور مختار الدولہ
دونوں کی حویلیوں کی تقسیم ایک ساتھ قریب قریب ہوئی - اب آصف الدولہ اور جان برسٹو
کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خاں شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[1] دیکھو عماد السعادت صفحہ ۱۲۲

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت و جلوت میں حاضر باش تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست اور کم ہمت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران تھے کہ عہدۂ نیابت سے جو بات متعلق ہے وہ اس سے کیسے بر آئے گی۔ پس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے۔ خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی یہی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہوا اور اس کا نایب دوسرا شخص کار رواں اور ہوشیار کر دیا جاتے۔ اور اس خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا۔ اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خان نامی مغل ولایتی کہ نہایت عیار اور دنیادار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک اور اخبار کا داروغہ تھا۔ یہ اسمٰعیل بیگ خان حیدر بیگ خان کا بلی سے موافقت اور لالچ رکھتا تھا۔ اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ بویا کرتا تھا۔ ایرج خاں کی بیماری کے وقت سے اسمٰعیل بیگ خاں جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش کرتا تھا۔

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدائش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے۔ دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں آئے۔ صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خان سے راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظم گڈھ و سلطان پور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ روپے مالگذاری کے نور بیگ خاں کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کر دئے گئے۔ جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اور بھی تشدد ہوا ان کو دھوپ میں بٹھلاتے تھے۔ کھانے میں بہت سا نمک ڈالکر کھلاتے تھے۔ اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خان صدموں سے مر گیا[1]۔ اور حیدر بیگ خاں نے سفارش سے رہائی پائی۔ اور بہار علی خان خواجہ سرا نے بہو بیگم سے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۹۱] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جبکہ وہان بہی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبہ کی علت مین کشاکشی مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی۔ اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[۹۲] محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا۔ مگر مرتضی خان بریج نے ضامن ہوکر آبرو بچائی۔ ایرج خان کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خانکی نیابت کی عزت پائی ہرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور بفیض عنایت مسٹر جان برسٹو صاحب آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی۔ مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال و جواب کاغذی درپیش رہتے تھے۔ صاحب علم کی تلاش تھی اسمٰعیل بیگ خان نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکاروں کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی نیابت مین مقرر کراکر امیر الدولہ کا خطاب دلایا۔ غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتہی اور گہوڑا عنایت ہوا۔ حیدر بیگ خان دانشمند کارکردہ اور لائق اور شریف تہا سیاق و سباق مین ید طولے رکہتا تہا ذی علم تہا دفتر کی تہذیب و شائستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب تہا اوسے ترتیب دیا۔ گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اودہ تسلیم کرلیا۔

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال و عہد انکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا۔ انمین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی۔ نواب ظفر النسا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا نجھے اور منلو صاحب کہتے تھے۔ محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی۔ اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا۔ مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین۔ بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[۹۱] دیکھو طلسم ہند [۹۲] دیکھو فرح بخش ۱۲

ان کی بیٹیوں میں سے ایک بیاہی بیگم سلطان علیخان ابن بندہ علیخان داروغہ توپخانہ کی ساتھہ منسوب ہوئی تھی اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت میں تھی جو جان علی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار انگلیزی سے متوسلین قرار پایا تھا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت میں اوسکا ذکر کیا جائیگا

تیسری لڑکی مرزا جہیکو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھ بیاہی تھی یہ کلب علیخان بندہ علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تھے - مرزا علی خان کی یہ تینوں بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونوں بیٹے مختلف بطون سے تھے حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تھا اگر محض بے علم تھے اسلئے جان برسٹو نے حیدر بیگ خان کو اونکی نیابت میں مقرر کردیا - اور عہدہ دیوانی تکیت رائے کایست سری باستم کے سپرد ہوا غرضکہ حیدر بیگ خان امیر الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت رائے تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے - منتخب العلوم میں لکھا ہے کہ حسن رضا خان بہت نیک اور نیک کردار تھا ایسی رحمدلی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی میں تنزیہہ کی تمام ریاست کے کام کا دار و مدار امیر الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ پورے طور پر کاروبار پر حاوی ہوگیا ہے سیر المتاخرین میں بیان کیا ہی کہ حیدر بیگ خان کار مرتوعین مصروف ہوا صحبت شراب و کباب میں شاغل اور آمد و رفت دربار سے تاامل ہوگیا اور جو زیادہ فوج و ملازمین میں تخفیف کرتا تھا باقی عہدہ ان کا اسطرح انتظام ہوا کہ جرنیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان فرزند سرفراز الدولہ سے نامزد ہوا - یہ شخص مرض صرع میں مبتلا تھا اور مجنوں پست آزاد مشرب تھا اور جرنیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی او سابی سان کرنیل گاڈر کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار میں نوکر ہوا - فوج کا افسر ہوا اوس نے دو پلٹنیں جو ایرچ خان سے ہر طرف کی تہیں پھر جمع کین -

راجہ تکیت رائے کا حال

یہ شخص رستم علی خان کو تلدار جو اہر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تھا دس بارہ روپیہ سے زیادہ دن زمانے میں اوسکا نصیبہ ہوا تھا وہاں سے علیحدہ ہوکر اکبر علی خان داروغہ دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا - تہوڑے دنوں میں اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و سخن سے طبیعت آشنا تھی انور علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک آمد و رفت جاری ہوگئی

رسالے سے نکالدی اور نواب شفیع اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ اپنی فوج حرمت خان کے تعاقب میں روانہ کریں اور اسکو بہار سے نکالدیں نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی اور خان ولد فتح خان خانزاد ان کے رسالے حرمت خان کے پیچھے نانک متی کیطرف بھیجے ان دونوں فوجوں سے حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تھوڑی سی لڑائی ہونیکے بعد حرمت خان کوہ کمایون پر چڑھ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال گانون سے جو فرح آباد سے قریب ہی بغاوت کی تو کرنیل گارڈن لشکر لیکر اوسکی سر پر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل گاڈر گجرات اور دکن کی مہمون مین انگریزونکی کمک کے لئے مامور ہوا اور گدہ وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصہ مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگہ کو جو بریلی کی نظامت پر سعادت علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہ کندن لال مقرر ہوا۔ چنانچہ تفضیل سے یہی ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ صورت سنگہ کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو عذابات سے معزول و موقوف کرکے قید کر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمال الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ کو ٹھیکے مین ملا۔ میر زین العابدین خان معروف بہ کوڑی والہ اوسکی طرف سے میان دوآب مین کسی پرگنہ پر حکومت رکھتا تھا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین بڑے اعزاز سے رہتا تھا اور اسطرح لاکھوں روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر لکھنؤ مین ایک امام باڑہ اور مسجد لب دریا [illegible] ہجری مین تعمیر کرائی اور [illegible] ہجری مین جعفر گنج مین ایک مسجد تیار کرائی۔ ماہ شعبان [illegible] ہجری مین میر زین العابدین نے انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

علت محاسبہ مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح
نظم کی ــ ۹ چون وفات میر زین العابدین ٭ خلق را افزود صد رنج و قلق ٭ ماہ شعبان بود نیم لوح خیر
کز غمش گردید جانم سینہ شق ٭ سال تاریخش نوشتن خواستم ٭ از سواد خامہ غم بر ورق ٭ گفت
فائق یادو حرف حزان دل ٭ گشت زین العابدین واصل بحق ٭ الفاظ حزن ادل سے حا اور
زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملاوین تو سنہ ۱۲۰۷ ہجری ہو جاتی زین العابدین کی
وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ لگی لاکھہ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض لوگ
ستر لاکھہ روپیہ کا ترکہ بتاتے ہین ـ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے
متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوس خواجہ سرا نے بسبب عالی ہمت کے جواب دیا کہ مردے کا
مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلئے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کر دو مین محتاج اور کوتاہ ہمت نہین
کہ اوس کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کر دیا سید زین العابدین کثیر الاولاد تھا
اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رشیدہ نامور ہوئی اونکو
نواب وزیر کی سرکار سے نقد مشاہرہ ملتی اونمین سے سید کاظم اور مہدی علی خان اور میر باقر علی خان تھے ـ

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا
تو پھر لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان
مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودہ نے گورنر
جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لیئے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے
ملاقات نہ کی ـ مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار
روپیے دعوت کی اور ایک گہوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف
الدولہ سے سفارش کرونگا ـ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان[۱] آصف الدولہ کے عرسالہ کلکتے

[۱] حیدر بیگ خان کلکتہ کو دو بار گیا ایک بار وارن ہسٹنگز کے عہد مین سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین اور دوسری مرتبہ سنہ ۱۲۰۰
ہجری مین لارڈ کارن والس کے زمانے مین ـ مستفاد از تاریخ مظفری ۱۲

کو گئے تو گورنر جنرل نے اوسکی نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ لیتا
لیے آئے اور اوس کا درماہہ دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنؤ آئے تو اونہوں
نے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانے سے رزیڈنسی کے خزانے میں جایا کرے
اور وہان سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملنے لگی
اور خود صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلوں میں مقرر ہوگیا محبت خان انگریزوں کو اپنا حامی سمجھکر
رزیڈنٹ کے دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا۔

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی کا بھاگنا شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسند نشینی سے چوتھے سال یمین الدولہ سعادت علی خان بھاگکر مرزا نجف خان
سے پھر کر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر بنارس میں رہنے پر مجبور کئے گئے
اور وہیں اونکے مصارف کے لیے روپیہ ریاست سے انگریزوں کی معرفت ماہ بماہ پہنچتا تھا بعد اس کے مرزا جنگلی
صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان
نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر چند دنوں کی بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابو طالب خان کا کچھہ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابو طالب خان لبیہ محمد بیگخان کو وہان کا کاروبار
سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا جی کے ساتھ بخوبی گذری۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگخان
نے مرزا ابو طالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا
چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے۔ حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھہ صورت عناد
پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابو طالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہ بھی
۱۲۰۲ء میں کلکتہ کو اس غرض سے چلا گیا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے داد خواہ ہو۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر
جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آئے۔ لیکن وہ اسکی کچھہ مدد نہ کرسکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

فوج سے کنارہ کش ہو کر وہاں جا رہے تھے چار برس تک وہ سخت انتظار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا
رہا کہ شاید اس کو دلانے سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر
جنرل کا سفارشی خط نواب اور ریذیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ
عطا کر دیا جاتے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بہ اہتمام حسنہ اخلاق
آئے اور اس کو یہ امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے
ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب وعدہ کوئی عہدہ دیا جاتا
اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے
بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان وعدوں نے کبھی جز ایفا حاصل نہ کیا اس مرتبہ پھر اوسکو
تین سال متواتر سخت انتظار سے مقابلہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی
بہت بڑا اثر کیا۔ شاید ان ہی وجوہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔
مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی
انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے تھے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے ولایت جانے سے پہلے
مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکے تھے۔ انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں
صرف کئے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو
اوس نے اپنے روزنامچوں سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو مسٹر چارلس سٹوارٹ پروفیسر
زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے سنہ ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ
بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر سنہ ۱۲۲۱ ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا
چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی
بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والے تھے جو حیدر بیگ خان کا ساتھی تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت
قرار پائی چنانچہ اوس نے وہاں پہنچکر مطالبہ و باقیات میں اکثر زمینداروں کی اراضی و املاک ضبط کر کے صاحب دولت
بن گیا۔ مگر دولت اوس نے بہت جلد ہاتھ سے کھو دیا۔ اوس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت تک بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت میں لکھنؤ میں قضا کی۔

خواجہ معین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ معین الدین انصاری عملداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص قادم حسین خان بنگالے والے کے رفقا میں سے تھا آئمہ اطہار سے بحد محبت رکھتا تھا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم میں معمول تھا کہ عاشورہ کو تمام متاع و نقد و جنس اور عمارات اور زن و فرزند ملکہ اپنی ذات بھی بہ جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تھا اور پھر زر دوام سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تھا غرضکہ جسجگہ اس شخص نے عملداری کی بے مثل رہا پہلے فیض آباد میں مامور ہوا وہاں چوری کا بہت زور شور تھا وہاں حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گھر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور میں آئے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت میں گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تھی۔ اس سبب سے چوروں کا نام باقی نہ رہا۔ اور جسجگہ تھوڑے دنوں کے لئے جاتا تھا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تھا اور اپنی قبر بنواتا تھا اور کہتا تھا کہ آخر ایک دن جہان سے اوٹھنا ہی اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکھ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکھ روپئے حاجی محمد کی معرفت بھیجے تھے تو خواجہ صاحب نے بھی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بھیجکر تعمیر میں شرکت کی تھی اور ہمیشہ چرمی تسمہ زیب کمر اور لباس شنجرفی دربر رہتا تھا۔ اور جب حکام کو عرضی لکھتا تھا تو اول یہ عبارت لکھ دیتا تا نزاع بر حق موجود ہے تب اس فقرے کے بعد قلم جانب مطلب اوٹھاتا تھا۔ اور غریبوں کو اوس نے لنگرخانے سے کھانا اور جاڑوں میں لباس سرمائی دیتا تھا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی میں چند مدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پھر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکھنؤ میں آمد اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکھنؤ میں آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کے ساتھ شہر لکھنؤ میں لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنوں سرکار کمپنی کو دکن میں کے خلاف

جبکہ دارالسلطنت سرنگاپٹن پر تھا سخت جنگ پیش تھی - جنرل صاحب نے نواب وزیر سے زر نقد
اور فوج کے ساتھ مدد کرنے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جملہ جاگیرداروں پر کچھ لاکھ
روپیہ کا چندہ قرار پایا - مگر ہر ایک کو اس بات میں اعتراض تھا اقبال الدولہ پسر مختار الدولہ نے
پیشقدمی کی اور ساٹھہ ہزار روپیہ دیا تو چندے کا راستہ طوعاً و کرہاً جاری ہوا - حیدر بیگ خان
اور سرفراز الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ
جو اونکا درماہہ تھا موقوف کیا -

متفرق واقعات

(١) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ جھمن سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے ترقی
تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اونکی مدد کی آخرکار فتح انگریزی کے ہاتھہ رہا گیا -
(٢) اور اسی سال بچھراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست
دامنگیر تھا بھاگ کر آیا بیٹھ چند خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا اور راجہ کا خطاب ملا -
(٣) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قایم ہوا - مفتی غلام حضرت کیمو ملا اور قاضی
غلام مصطفٰے سے فتواے مسائل شرعیہ و اختیارات عدالت متعلق ہو - مگر جواہر سنگھ آلمے کا فتنا
اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے معاملات عدالت ضعف پذیر رہتے اسلئے عدالت کی
افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے [illegible] ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے
واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر تھیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ تساہل کے ساتھ ملتی تھی -
راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر
برداشتہ خاطر ہو کر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ
علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہہ سے نام پیدا کیا شیعہ و جماعت کی نماز جسکا رواج
اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کہا جاتا ہے کہ جو حکم و ناسکے مجتہدون سے حاصل کر کے لائے تھے
اور اپنا اجتہاد جاری کیا -
(٤) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے رنجیدہ ہو کر
لکھنؤ میں آئے نواب آصف الدولہ نے تھا پرواہ پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی
سفارش کی اسوجہ سے پھر اپنے وطن کو لوٹ گئے -

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکاروں کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشنوں میں اور دوسرے لاابالی مصارف میں خرچ کرتے تھے اور ہرسال جو بنگالہ کے بیچ کوچ درپیش ہوتا تھا تو کارپردازوں پر اسقدر سختی روپیہ کی طلبی میں فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رائے کو دم صندوق میں پڑتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج میں یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی شے لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصاً انگریزی سوداگروں کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے میں دریغ نہ تھا مارٹن صاحب [illegible] سے تھا اوسی لاکھوں روپیہ نواب وزیر کے [illegible] جو میجر پامر صاحب کے [illegible] عوض نقصان [illegible] بدولت تجارت میں پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی تو ایک بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے بلکہ منصب سے بڑا اقتدار رکھتے تھے سمجھتے۔ گو یہ کنارہ کش تھے اور پہلے لاکھوں روپیہ کا انکے مصارف چھ لاکھ روپیہ سالانہ سے کم [illegible] تھا اور راجہ ٹکیت رائے کے مصارف اور بھی زیادہ تھے۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں اور مسجدیں و باغات اور اکثر گھر سے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک انکے یادگار ہیں اور الماس علی خان جو ہمیشہ متاجری کرتے رہے انکے مصارف اور بھی بڑھے ہوئے تھے وکیل اور متصدی ان حضرت کے اپنے گھروں میں بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھوں روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریائے فکر میں ڈبو دیا تھا۔ آخرکار سپاہ پر کمی کا قلم پھرا۔ قدیمی رسالہ دار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازموں کے مصارف کی زیرباری سے گھبرانا اور اون کا وارن ہیسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کر دینے کے لئے التجا کرنا اور نیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب کہتے ہین کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا ہوتا
تھا وہ اُن سے ادا نہو سکتا تھا۔ روز بروز قرض بڑھتا جاتا تھا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت
مین مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور تغلب مین مصروف تھے۔ اس سبب سے ساری ملک مین اندھیر
تھا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت مین ڈوبی ہوئی تھی۔ جب تک نواب کا تعلق انگریزون
سے ہوا تھا تین کرور روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۹۷ء مین ملک کی آمدنی اس سے آدھی ہی
ہوئی۔ اور آگے سالون مین اور بھی زیادہ خاک اوڑی جسکی باعث جو عہد و پیمان روہیلونکی لڑائی کے
بعد نواب سے ہوتے تھے تب عہدنامے پر شروع ۱۷۹۸ء مین آصف الدولہ پر دستخط کیا تھا اوس مین
یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اوودہ مین رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کو دینا ہوگا۔ کورٹ
ڈائرکٹرس نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تھا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہان رہا کرے۔ غرض
اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے ہمیشہ لگایا گیا تھا اونکی مرضی پر موقوف تھا۔ ۱۷۹۸ء مین ایک اور
برگیڈ انگریزی سپاہ کا جسمین انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنین پیادونکی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ
سوارون کا شامل تھا جبراً [illegible] اور بڑھایا گیا اور فتحگڈہ مین تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف اس
پاس کے حملوں کا تھا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسرونکی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچے
کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات مین تھوڑی تھوڑی سپاہ ضرورتونکے وقت بڑھائی گئی۔
۱۷۹۷ء مین اس برگیڈ جدید کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ مین افسرون کا خرچ چار لاکھ روپیہ
تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تھا۔ اب
اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف
پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا۔ ۱۷۹۸ء مین نواب نے گورنر جنرل سے اس فوج کے خرچ سے سبکدوشی کی
التجا کی اور کہا کہ مین اوس کے بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہوں وہ تین برس مین سارے میرے ملک کی آمدنی
کھا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیون کو بھی کھانے کو کچھ نہین بچا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ
ملتی ہے ان ضرورتون کے سبب سے ملک کا خرچ بڑھانا پڑا اس سے اوسکی تحصیل گھٹتی اور کمی زیادہ خسارہ
آ گیا زمیندار اور کاشتکار رعایا بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور پرانے شرفا تباہ ہو کر حیران ہو کر
ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہین۔ کچھ تھوڑی ہی سپاہ میرے پاس رہگئی ہے جو ملک سے خراج
وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر مین فاقے کا گھر رہتا ہے۔ بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

عہد نامہ مین نہین آ سکتا۔ سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور بے تمیز ہین کہ وہ ملک کا اپنے تئین
مالک سمجھتے ہین۔ ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور سارے ہی ملکی معاملات کو درہم برہم
کر دیا ہے۔ کب تک یہ سرکشی برابر رہے گی۔ گورنر جنرل کب ایسی سنتے تھے اونھون نے خفا ہو کر
کہا کہ نواب نے خود کہا اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے
خرچ اوٹھانا اونکے ذمے واجب ہے اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہین ایسا کرین
نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو ہو یا نہ ہو
یا اوس کو وہ خرچ کرین یہ اون کا اپنا قصور ہے کیونکہ عیاشی اور بیکاری مین پڑے رہتے ہین جس سے
ملک کا یہ حال ہو گیا ہے۔ عہدنامہ مین تعداد سپاہ کے رہنے کی معین نہین تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوسکا
فیصلہ فریقین آپس مین کر لیتے لیکن یہ بھی بیجا اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا
جو چاہے فیصلہ کرے۔ ہمارے نزدیک یہ ہیسٹنگز صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ
ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہے جس کے
معنے صاف ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین۔ مگر اوس وقت گورنر جنرل کو اور مشکلات درپیش
تھین کہ اگر انگریزی سپاہ کو وہ اودھ سے ہٹا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھ کر آس پاس
یا اس کی دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے [illegible] اس تاک مین بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے
اور پامال کر ڈالتے اور سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا [illegible] ہاتھون سے
ڈالنا پڑتا۔ صوبہ کی حفاظت مین اور اونسے لڑنے مین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی
[illegible] کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب
تھا۔ نواب اودھ [illegible] سرکار کمپنی کے ماتحت ہو گیا تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز
بھی اپنی حکومت [illegible] تھا۔ ہیسٹنگز نے جیسے کوئی اپنے ماتحتون کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ انگریزی سپاہ رکھنی ہی
پڑے گی [illegible] آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل
تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے
کہا کہ عہدنامہ کی عبارت پہلودار تھی اوس کے معنے مشتبہ تھے اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنی چاہتا
وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر دلالت کرتا ہے اور دھوکے کا روغن چڑھایا تھا۔ عہدنامہ
مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی
کہ سپاہ کم کی جاوے [illegible] دلی رضا سے نہین دی۔ بلکہ اونکے صلاح کارون اور مشیرونکو یہ معلوم ہوا تھا

انکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی درکار ہے - اور کمپنی کو کچھہ تعلق
اوس سے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ مجھسے لیتا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون
کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور دوسری فوج کی کثرت سے ہوگئی ہے وہ کم کیجائے - اور ایک مقرر ہو
جائے اور اونکی تنخواہ آمدنی پرگنہ دلائی جائے بلکہ خزانے سے نقد ملا کرے - اور اوسکی تعداد
نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانے سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ میرے
خانگی اور علاقے کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ مجھکو کچھہ روپیہ مقرر ہو کر
اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب
رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کر لیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ دو فوج ہوا کرین اس
صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ مبلغ ادائے قرضہ
سابق و معاملہ حال کمپنی ہر سال بمقدار مختلف دیا جاتا رہیگا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھہ کر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کر لیوین ہمکو تعجب ہوگا کہ
اس مین بظاہر کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ تھا جسمین مضمون چھپا
ہوا تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین
تھین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دور دورہ رہتا تھا - اور اونکی مرنے کے بعد بھی
بہت بڑی جاگیر پر قابض تھین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونہون نے اپنے ہی
ہاتھہ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تھین - اس کے سوا شجاع الدولہ
نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا
یہ دونون ساس بہوین فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تھین - اور آصف الدولہ
لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونہون نے عمارتین تعمیر کرائی تھین چونکہ
اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات در پیش تھے - اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی
کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اپنے اخراجات
ضروری کے لئے چاہیے تھی - نواب کو اپنے بکھیڑے اوٹھانے کے لئے درکار تھی غرض

ان دونوں بھلے مانسوں سے آپس میں قول وقسم ٹھہر گئے کہ ہسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کر دے اور نواب ان دونوں عورتوں سے دولت لیکر اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دیں۔ نواب کو بحیثیت والی ان بیگموں کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی دولت کے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے ماں کا حق آٹھویں حصے کا ہوتا ہے اور ماں کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہیں ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی سے یا فیاضی تھی کہ اونکی ماں اور دادی یہ خزانہ دبا بیٹھی تھیں۔ آصف الدولہ نے ماں کو بہت تنگ کرکے بہت سا روپیہ تو لیکر اوڑا دیا تھا ابھی عرصہ نہیں کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہیں گذرے تھے اونکی بیوی نے گورنمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ میں اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہوں ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے اگر وہ ادا کیا جاوے گا تو میں تباہ ہو جاؤنگی اسپر انگریزوں نے بیچ میں پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آیندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہیں دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہے کہ جہاں چاہیں وہاں رہیں۔ بالفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدیے۔ مگر اب زمانہ بدلگیا۔ خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا نہ تھا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بدترکیبیں کرانے سے شکوہ کرتے ہوئے وہ جھجکتے تھے۔ اب ضرور تھا کہ ان بیگموں کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالنی چاہیے۔ اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو ماں کا ادب اور پاس عزت تو وحشیوں میں بھی ہوتا ہے اسلئے سوچتے سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگاتے ہیں کہ اونہوں نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہے۔

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا۔ اب انگریزوں کے تابعین میں قرار پایا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان تو بہی

نہ تہا جبوقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کے حملہ کا صدمہ پہنچا تو اس افراتفری مین گنگاپور کے
زمیندار بہت منسارام نے کچھ ملک دبا کر محمدشاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا۔ یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تہا جو صاحب ملک حشمت ہوتا تہا
آجکل مکا راجگی کا خطاب تہا کہ بے تکلف دیا جاتا بعد ازان بلونت سنگہہ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا۔ عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے
شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تہا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزون کی لڑائی مین بکسر مین کین اور اوسکی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکی ساتھ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی عطوفت و عنایت سے اپنے ملک مین
چین و عافیت کے ساتھ راج کرتا تہا۔ جب وہ سنہ ۱۷۷۰ع مین مر گیا تو اوس کا بیٹا چیت سنگہ جو بیاہتا
رانی سے نہ تہا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ اوسنے شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ کچھ انگریزون کا سہارا ڈہونڈا اونہون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونہین شرایط کے ساتھ جو اوس کے
ساتھ تہین دلادی۔ سنہ ۱۷۷۳ع مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اوسنے
نے یہ کہا کہ مجھے وہ ملک دیدیجئے تو اوراس راجہ کو معطل کر دو۔ مگر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگہ کے ساتھ ہوئے ہین چیت سنگہ کے ساتھ نہین
توڑ سکتے۔ اور گورنر جنرل نے چیت سنگہ کو بھی لکہا کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور یہ کہ
بھی تمہاری حرمت کو ملحوظ رکہنا ایک ہماری سرشت مین داخل ہے اور تمہارا دوست ہونا اوسکی
پشت و پناہ ہے۔ مجکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھ ہمیشہ وفادار رہو گے اور جب ہم کو تمہاری
کام پڑیگا تو اوس کو پورا کرو گے اور تمسے وعدہ کیا جاتا ہے کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگہ حکومت کرتا تہا وہ سنہ ۱۷۷۵ع مین سرکار کمپنی کے حوالے کر دیا گیا
سرکار کمپنی نے چیت سنگہ کو بدستور اپنے حال پر بحال رکہا اور بائیس لاکہہ چہیاسٹھ ہزار
ایک سو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹہیرا لیا۔ اور اقرار کیا کہ راجہ سے اور زیادہ خراج نہین
مانگا جائے گا۔ سنہ ۱۷۸۰ع مین اسوقت انگریزون کی کئی جگہہ لڑائیان ہو رہی تہین۔ اور اونکی

مصارف کے لئے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تہا اور جو سختی ہیسٹنگز کے سر پر اس وقت
اسقدر بوجھ پڑا کہ شاید ہی کبھی کسی کیلئے شخص پر گو کیسا ہی عالی حوصلہ کیوں نہو اس سے
زیادہ پڑا ہو - حیدر والی میسور - فرانسیس - ولندیز - مرہٹے - یہ سب کے سب ایک ہی وقت
انگریزونکی مخالفت پر اوٹھ کھڑے ہوئے تھے - اور سب جگہ ہنگامہ کارزار گرم تہا مگر لڑائی روپے
بغیر کب ہو سکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تھی اس لئے اوس نے راجہ چیت سنگھ
والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت
روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اس لئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا
اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگھ کو دبا کر اپنا کام نکالے - پہر گورنر جنرل نے
اوسکی احسان فراموشی سے چہلا کر اوس کو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت
طیش میں آکر اوٹھ کھڑی ہوئی - اور جن سپاہیوں نے راجہ پر ہاتھ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پہر جس جگہ
گورنر اوترا ہوا تہا اوس کو آگھیر لیا - راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے
پڑے مگر اوسان و استقلال کو اوس نے اب بہی ہاتھ سے نہ دیا آخر کار وہ یہاں سے چنار گڈھ کو
چلا گیا - اور ہر طرف سے فوجیں منگا کر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دیکر بجے گڈھ
کو جہاں وہ چھپا ہوا تہا فتح کر لیا - مگر جو خزانہ قلعہ میں موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہوں ہاتھ سلگوا لیا
اور گورنر جنرل منہ تکتا اور ہاتھ ملتا رہ گیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتھ لگا جسکی بڑی ضرورت تھی اور نہ
راجہ قابو میں آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہاں ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا -
اوس کے بعد اوس کے بھانجے کو گدی پر بٹہایا -

آصف الدولہ کی ماں اور دادی سے نہایت قسائی پن کے ساتھ روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایا نے جو چیت سنگھ کے ہنگامے میں فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوس کو آصف الدولہ
کی ماں اور دادی پر ڈالنا چاہا - اس فساد کو بیگموں کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے
لئے کوئی شہادت موجود نہ تھی - مگر زبان خلق اس امر کی شہادت دیتی تہی - کرنیل ہنی بیگموں پر
جرم بغاوت ثابت کرنے کو بڑے سرگرم تہے - کرنیل صاحب بہی غضب کے پکے تہے

اونھون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے تھہون مین تیر دے رکھا تھا نواب نے
گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کے واسطے اوسکو یہانسے بلوا لو اور میری جان کو پیچھے سے جنجال چھڑاؤ
نہین مین نوابی سے ایسی درگذرا اب بیگمون کے پیچھے پیچھے جہاڑ کے پیچھے غرض اس اولٹ پھیر
کیا لکھنو جب آئے تھے تو قرضدار تھی یا اب اونکی پاس تیس لاکھ روپیے تھے اس ملک مین
انگریزون کے یہ بارے تھے۔ ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس فسادت کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم ہوسکی
اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جائنگی اونہون نے نواب کو سمجھایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کرکے اپنا نفع اوٹھاؤ اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چکاؤ اور خرچ اوٹھاؤ جس سے
پھر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نرہی۔ نواب آصف الدولہ جب تک چنار گڑھ مین رہے تو
ہیسٹنگز صاحب کی دالافطاقی اور قوت عقل کے آگے کچھ نہ کرسکے۔ مگر جب وہ لکھنو آئے اور
راہ مین اپنی مان اور دادی کے پاس گئی تو اون کا کہرام دیکھکر دل اونکا بھر آیا۔ گو دل و دماغ
اونکا کیسا ہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کردیا تھا۔ مگر اسوقت اون کا دل نرم ہوسکا اور
اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پھر جائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تھا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تھے وہ بھی ایسے کامونکو کرتے ہوئے ہچکتے تھے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتھر تھا اوس پر کچھ اثر نہین ہوتا تھا۔ نواب کے پیچھے ہی پیچھے اونہون نے
رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکھا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم ڈھیل کروگے تو مین خود ہی لکھنو مین آونگا اور وہ کام جو تم سے ہو نہین سکتی خود کرونگا
رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چھکے چھوٹ گئی۔ اوس نے گورنر کو لکھا کہ چنار گڑھ کے عہدنامہ کی پوری
تعمیل ابھی حضور ہوئی جاتی ہے۔ آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجھسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکھا لیا ہے۔ غرض جھیگن ہو ہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتھ نہ آیا اس لئے
جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بھیجی گئی۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکی محلون مین نظربند کرلیا۔ مگر روپیہ دینے سے اونہون نے اسپر بھی
انکار کیا۔ اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا اونکا اپنا ہی گھر اونکے لئے کربلا بنا دیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ اور بدن مین سارا لہو خشک ہوجاتا ہے۔ ان بیچاری بیگمون
کے مختار اور سربراہکار بہار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تھے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرونمین بیڑیان ڈالی گئین - کہانا پینا اونکا بند کیا گیا - غرض اور کیا کیا جبر و قہر بیان کئے جا سکتے ہین کہ اونپر اسبات پر ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلاوین جب دو مہینے ان سختیون کو جہیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار زار و نزار ہو گئے اسلئے اونہون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم باغمین کچھہ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا کہ وہ کہین بہاگ نہ جاوین لوہے کی زنجیرین اونکی پابند رکہنے کے واسطے کافی نہین تہین یہ تشدد تو ہو رہے تہے پہر اور زیادہ شکنجہ فرسائی کے لئے لکہنؤ بہیجے گئے یہان جو کچہہ اونکا برا حال کیا گیا وہ بیان نہین ہو سکتا پارلیمنٹ کے کاغذات مین وہ چٹہی موجود ہے جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے افسر کو لکہی تہی کہ صاحب من نواب نے یہ مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین انکو سزاے جسمانی دیجاسکے اسلئے جو افسر نواب کے آوین اونہین قیدیون کے پاس جانے دو اور جو اونکی چاہ ہے وہ قیدیون کے ساتھہ کرنے دو لکہتے ہین خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا بیگمین اپنے گہر مین قید تہین - کہانے کو اونکے پاس اتنا پہنچتا تہا کہ اونکی ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا تہا - اور وہ بہوک کے مارے مرنے کے قریب ہو گئین تہین - غرض ان کمبخت بیبیون پر محرم کے دہے گذر گئے - جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے چہوڑایا - ہیسٹنگز صاحب نے خیال کیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتہہ نہین آئے گا - اسلئے اونہون نے اون دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بہی چہوڑ دیا - جسوقت دروازہ قید خانہ کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکی رخسارون پر آنکہون سے آنسوؤن کا دریا روان تہا اور لرزتے ہوئے ہونٹون پر کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا - یہ حال دیکہہ دیکہہ کر جن سنگدلون کا دل پتہر تہا وہ بہی پانی ہوا جاتا تہا - ہیسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونہون نے بیگمات پر وہ بیرحمی اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بہی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تہی - دوست اونکے اس الزام کو یون مٹاتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باوا کا تہا - اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا اونہون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا - منصف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہیسٹنگز صاحب عدالت اس بارے کے لئے مفتی شرع اسلام نہ تہے - جسوقت اونہون نے بیگمون سے عہد استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا - مگر اسوقت ہم کو سر ایلیجہ امپی کے انصاف کی داد دینی چاہئے اسوقت وہ مجبور تہی کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تہے - اونکی تمام حکومت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی۔ اونکو اودہ کی معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نہ تہا۔ وہ لکہنؤ مین بالکل
کس ؤ اک مین ان واقعات کو سنکر آئے ایک بہیڑ آدمیونکی اونہین دیکہنے موجود ہوئی اور بیگمونکی شکایت
مین اظہار حلفی لکہے ہوئے ہاتہہ مین لائے وہ صاحب جج کو اونہون نے دئے اونہون نے لے لئے
وہ اونکو پڑہ نہین سکتے تہے۔ اور نہ کوئی مترجم اونکی ساتھ تہا۔ غرض وہ ان سب اظہارات کو کلکتے اولٹے
چلے گئے۔ اب سوال یہ ہی کہ اونہون نے اپنا لمبا چوڑا سفر کیون کیا۔ تو اوس کا جواب یہ ہی کہ اس سفر سے
اونکی غرض یہ تہی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے موافق حکم نہین دے سکتے تہے اوس مین بقاعدہ
کچہہ اپنا بہی حکم لگا دین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے وہ کچہہ کام آوین۔

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ ہیسٹنگز کو دینا

چنار گڑہہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہ بات بیان کرنی باقی تہی کہ نواب
آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپیے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ سی گورنر جنرل نے
نواب کی اوسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہے نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا
نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن [illegible] کے نام تہی۔ گورنر نے اپنی چٹہی مورخہ ۲۰ جنوری ۱۷۸۲ع کے
ذریعے سے کورٹ آف ڈائرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی اور لکہا کہ یہ روپیہ مجہے میرے حسن خدمات کے
صلہ مین ملجائے۔ مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اوس رقم کے دینے مین تامل کیا۔ اور صاف انکار کر دیا۔

لکہنؤ کی رزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان بریسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب ۱۷۸۲ع شروع ہوا۔ اور بیگمات سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے۔ اور احکام گورنر
جو اونکے پاس گئے اونکی تعمیل [illegible] اونہون نے [illegible] مستعدی [illegible] تو گورنر رزیڈنٹ سے
خفا ہو گئے اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۲ع کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرائض منصبی کو اچہی طرح
ادا نہین کیا معزول کر دیا۔ اور بریسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ آف ڈائرکٹرز بہیج چکی تہی اونکی جگہہ
مقرر کر دیا۔ اور [illegible] میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی ایجنٹ مقرر کر کے نواب آصف الدولہ
کے پاس بہیجا۔ اور اونکی [illegible] اور اونکی درخواستین کی گئین۔ مڈلٹن صاحب کے تقرر سے پہلے جو ۱۷۸۲ع

یعنی ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکھہ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ تک لگا جاتا تہا اور رزیڈنٹ اس روپئے مین سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ سے لیکر اسی لاکھہ روپیہ تک وصول کر کے بہیجا کرتا تہا اسلیئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنار گڈہہ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکھہ روپیہ کا تہا - رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکھہ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہونیکی امید تہی ایک کروڑ چالیس لاکھہ روپیہ وصول کیا تھا - مگر نواب پر اس سال حسابونکے پیچ پاچ لگا کر ڈیڑہ کرور روپیہ باندہا گیا - جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دو چند تہا -

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھہ سعبر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کو ساتھہ اون دونون فوجون کا جہگڑا ہونا

جبکہ سکہونکی شورش اور تاخت و تاراج سہارنپور دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے متصل متعین کر دی - اور فیض اللہ خان کو لکہا کہ آپ بھی کچھہ اپنی فوج وہان بہیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملکر سکہون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین - نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا - باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکہون نے ایک یاریورش کر کے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا - اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین - ماہ رمضان ۱۱۹۸ھ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھہ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی - انگریزی و آصفی سپاہ کو شکست ہوئی پٹہانون نے اُن پلٹنون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا - اس فساد کے بعد سے سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہو گئی - مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جہگڑے کا خیال کر کے ناراض ہوے - اور لکہنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری تہوڑی سی جمعیت کے ساتہہ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دور اندیش تھے اسلئے پندرہ لاکہہ روپیہ دیکر راضی کر دیا - یہ

بیان جام جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہی - مگر انگریزی کتب تواریخ مین ان پندرہ لاکھہ روپیو نکے دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہی کہ یہ واقعہ بہی ضمناً اوس مین شامل ہو -

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلین اور اس حیلہ سی پندرہ لاکھہ روپئے اور بقول لے تیس لاکھہ روپئے نواب فیض اللہ خان سی وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے بموجب جسپر ۱۷۷۴ء مین انگریزی حکومت کی ضمانت لگگئی تھی نواب فیض اللہ خان سی یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سی زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکہین اور نواب اودہ کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے ہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کرین - جب انگریزون اور فرانسیسیون مین لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بہیجنے کی درخواست انگریزون سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا - کوئی کہتا ہی کہ سنہ ۱۷۷۸ء مین گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اونہون نے حسب الحکم انگریزی تین ہزار سپاہ بہیجی مگر وہ اسقدر نتھی جو اونسے مانگی گئی تہی اسلئے وہ فوج نامنظور کیگئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڈہ مین آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چہین لینے کی اجازت دیدی تہی - چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکہا گیا تہا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تہی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت و حمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادتے اور اپنی خودسری سی نواب آصف الدولہ کو بہت وقت اور تکلیف دیتے ہین اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہی کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو نقد روپیہ مشروطہ عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکہنؤ کے دیا کرین - مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہون نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تہی وہ روپیہ اونکی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب کمپنی
مین تاقایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا یہ اجازت لارڈ مذکور کی سوانح عمری مین ایک مشہور
یادگار باقی ہے یہ تدبیر صرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تہی۔ کیونکہ آصف الدولہ
کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تہی جب مدراس اور بمبئی کے حاطون مین لڑائی کی
آگ بہڑک رہی تہی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار
سوار اپنی خدمت کے لیے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لیے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
نواب فیض اللہ خان کو بہی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس درخواست
پر نواب فیض اللہ خان نے لکہا کہ مجہے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکہنے کی اجازت ہے
جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے
ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ اونکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ مین
سپاہ کہان سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکہنئو کے رزیڈنٹ
کو لکہا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر بہی اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار
سوار اور ایکہزار پیدل بہیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجہایا کہ وہ راضی
ہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ چنارگڑہ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
کی ریاست ضبط کرلین کیونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تہے کہ کوئی نقض عہد نواب
فیض اللہ خان کی طرف سے ہو۔ اب یہ بڑی ہٹ دہرمی تہی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال
ڈانگ سے پہرتے تہے اوس مین یہ کہان لکہا ہوا تہا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت
کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بسبب قابلیت وعدہ تہا وہ بہی سوارون کا نتہا غرض
کہان یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکہو کہان یہ معنی اوس کے کہ پانچہزار سوار نواب اودہ
کی خدمت کے لئے بہیجو زمین آسمان کا فرق تہا مگر زیردستون کو اختیار تہا کہ جو چاہین سو کرین
اس وقت تو فقط اس اصول پر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تہا کہ جس رئیس امرا سے جو کچہہ اینٹہا جائے
وہ اینٹہئے جو مرضی ہوئی ہو اوسے نوچ لیجئے۔ سنہ ۱۷۸۱ع مین آصف الدولہ کو ازحد اصرار ہوا کہ
گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان اس خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ
دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک غنی مقدرت رئیس خیال کئے جاتے تہے اسواسطے پندرہ لاکہہ
روپئے ہرجے کی بابت طلب کئے گئے۔ اس روپے کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہو گئے اور میجر پامر صاحب انگریزوں کی طرف سے گئے اور وہاں ایک مہینہ رہے اور نواب فیض اللہ خان
سے پندرہ لاکھ روپے لئے اسطرح کہ پانچ لاکھ روپے فوراً دے لے اور پانچ لاکھ فصل خریف مین
اور دو لاکھ ربیع سنہ ۱۱۹۵ فصلی مین اور باقی تین لاکھ روپے شروع خریف سنہ ۱۱۹۵ فصلی مین ادا
کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۸ ہجری مطابق ۱۷ فروری سنہ ۱۷۸۳ء کو پامر صاحب نے نواب
وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تھا کہ بوقت ضرورت وہ تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر
کی مدد کرین عہد نامہ سابق سے منسوخ کر دیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض مددہی
سپاہ سے بری کئے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھ روپئے اور اس بہانے سے وصول کئے گئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے
عین حیات تھی اب یہ اونسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل یہ ملک انہین کے پاس رہیگا مگر مل کی انگریزی تاریخ مین
لکھا ہے کہ اس دوسری رقم کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کر دیا - گورنر جنرل نے
کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بھیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے
پانچہزار سواروں کی بیجا تھی - موافق عہدنامے کے وہ تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکے
ذمے واجب تھی - اور جو افواہین کہ اونکی بغاوت کی بابت مشہور ہوئی تھین وہ محض بے اصل
تھین - مل کی تاریخ مین لکھا ہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی نے صرف
اپنا اختیار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے
اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھر اون پر بحال کرا دینا

ناسخ سلطانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے سنہ ۱۱۹۸ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ
کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بھیجا جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تھے اوس کو اچھی طرح
انجام کو پہنچایا اگرچہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل برسٹو صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہو گئے تھے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی راے کے ساتھ اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اوسے کرکے چھوڑتے تھے اب اونہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ مین رزیڈنٹ ہی نرہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہے وہ ہندوستانیون ہی سے لیا جاے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹون کے ہاتھ سے رہی ہے ہمیشہ نواب کے خط اونکی شکایت مین آتے رہتے ہین۔ اس پر کونسل مین کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار سنہ ۱۷۸۳ء مین گورنر جنرل کو اپنی راے مین کامیابی ہوئی۔ اور اونھون نے اب خود لکھنؤ آنیکا ارادہ کیا اور ۲۷ مارچ سنہ ۱۷۸۴ء مطابق سنہ ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ مین آے اون کا بڑا مطلب یہان آنے سے یہ تھا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کرین۔ اونھون نے آصف الدولہ کے ہاتھ سے روپیہ وصول کیا معلوم نہین اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی فروگذاشت کرایا ان بیگمون کے ظلم و ستم پر انگلستان مین بڑی ہاے واویلا مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر کا پھیرنا نہین تمھارا اور تمھارے ملک کا بھلا ہے۔ اسلئے تمہین انتظام مین بڑی مدد پہنچیگی ۲۷ اگست سنہ ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ مین ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت مین دہلی مین رہ چکے تھے سنہ ۱۱۹۸ ہجری[1] مین قلعہ سے نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہسٹنگز کے لکھنے کے بموجب شاہزادہ کو کمال آبرو کے ساتھ ہاتھون ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیان جواہرات و پوشاک نفیسہ کی اور دو ہاتھی اور ۵۰ گھوڑے کرم قلی خان بسر منیر الدولہ کی معرفت براے استقبال روانہ کئے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنین تلنگون کی اور کئی سو سوار اور توپخانہ لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور اعزاز و اکرام سے اپنے ساتھ لائے

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور ۱۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کیلئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل مین ٹھیرایا۔
کو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی و آتشبازی و خورد و نوش مین دم بکیر لگی
جکڑ لی تھی۔ مگر کچھ عرصے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اطلاف پسند تھا
ایک لکھنوی طوائف کرم بخش نامی سے جوش محبت مین آنکھین لڑ گئین اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازون
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخرکار شاہزادے نے بنارس مین جا کر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہسٹنگز اپنے
عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارن والس اونکی جگہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری مین لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ مین بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے دن نواب سعادت علیخان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیام گاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی جب شاہزادہ جوان بخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواہش مین ناحق پر نواب سعادت علیخان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی مین کچھ باتین کرنا تھین
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے مین دے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہئے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا قصد رکھتے ہین اور مین بھی ہمراہ جاتا
ہون وہان پہونچکر یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائیگی غرضکہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے اونکے پیچھے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے بلطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے بظاہر باطن
مین ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری مین رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبرآباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ مرزا جوان بخت اکبرآباد کی طرف جا رہے ہین تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد مین بلا لیا۔ کچھ دنون
یہان رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۱ ہجری کو اکبرآباد پہنچے مگر یہان
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو مکتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور ۱۵ رجب سنہ ۱۲۰۱
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ مین آئے۔ اور وہانسے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی ساتھ تین

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپین اور پندرہ میں ہاتھی تھے۔ بنارس مین آنکر بادشاہزادہ اوس کے
باغ مین قیام کیا۔ گورنر نے سولہا ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کی حسابات
ملکی سے جداگانہ مقرر کر دیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ١٢١٢ ہجری کو عارضہ ہیضہ مین مبتلا ہوکر
انتقال کیا۔ نواب سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

وقایع عالم شاہی مین لکہا ہے کہ ١٢١٩ ہجری مین **شاہزادہ سلیمان شکوہ**
مخفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکہنو کے ارادے سے روانہ ہوے اور ٢٠ جمادی الاخرے روز سہ شنبہ کو مقام
بریلی مین راجہ صورت سنگہ اور راجہ گنگا ناتھ اوسکے داماد نے ملازمت شاہزادہ سے مشرف ہوکر
ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیے نذر کیے شاہزادے نے صورت سنگہ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوسکے داماد کو
دوشالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے مین گورنر جنرل خود لکہنو مین آئے ہوئے تھے ٢٠ جمادی
الاخرے کو شاہجہانپور کی منزل مین آصف الدولہ اور عماد الدولہ مسٹر [illegible] صاحب بہادر بملازمت شاہ
گورنر جنرل کی عرضداشتین پہنچین اوسکے مضمون شاہ عالم کے دستخط شدہ کی نقل تھی جو مستوفیان
دونون رئیسون کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ مرشد زادہ بے استرضاے اقدس۔ چلا آیا ہو
شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکہا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ٢٢ جمادی الاخرے کو
راجہ گوبندرام وزیر کا نائب ہے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے اپنے موکلون کی
عرائض لیکر شاہزادے کے حضور مین پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہاے سلطانی دارا و نقرئی
جو ضمون کے اور نشان وہان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل جہان مین شاہزادے
نے یہ سنا کہ وہ دونون رئیس خود استقبال کو آتے ہین تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے
لئے روانہ کیا ٢٤ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ او پانچ گھوڑے اور ماہی مراتب
و نشان وہان شاہزادے کی خدمت مین نذر گذرانے اور اوس دن دونون سرداروں نے عطاے
خلعت [illegible] سے سرفرازی حاصل کیا ٢٨ جمادی الاخرے کو شاہزادے لکہنو مین داخل ہوے اور وزیر
دولت خانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گہوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر
اور کپڑون کے خوان اور ہتہیار پیش کئے شاہزادے نے قبول کرکے [illegible] واپس کئے جو
اونکے ٹہہرنے کے لئے تجویز ہوا تہا۔ جام جہان نما مین مولوی قدرت اللہ نے لکہا ہے کہ آصف الدولہ
نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چہہ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ بہی لکہنو مین آتے تہے۔ اس زمانے مین نواب آصف الدولہ

مرض الموت مین مبتلا تھے کچھ دنون مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مد نظر تھا
ویسی مدارات ظہور مین نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ مگر سو لہا ہزار روپیہ بنارس
مین اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے
شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بہیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے
چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شاہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادت علیخان کی مسندنشینی
کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان بنارس
کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ کا اور انگریزوں کا نواب کے ذمہ سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ نے اپنے وزیر حیدر بیگ
خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ١٢٠١ ہجری مطابق نومبر سنہ ١٧٨٦ع کو براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ
کی طرف روانہ ہوئے ٩ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے مین پہنچے ایک دن وہان ٹھیر کر
آگے کو روانہ ہوا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا
کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالین۔ اور فتح گڈھ کے برگیڈ کو جسکے بلا لینے کا وعدہ ہیسٹنگز
صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالین۔ حساب دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب نورس سے
چوہتر لاکھ روپیہ سالانہ انگریزون کو دیتے تھے سنہ ١٧٨١ع کے عہدنامے کے مطابق اونکو ٣٤١٢٠٠٠
روپیہ اور سنہ ١٧٨٥ع کے صلحنامے کے موافق ٣٤٢٠٠٠ روپیہ دینا چاہئے تھا۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان
کمپنی نواب ١٠٠٠ کا روپیہ بیٹھے کہا رہے تھے اون کا انتظام کردیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک پورے
برگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھون کا خوف اودھ
پر لگا ہوا تھا۔ اوسی قدر سپاہ اونکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ یا مرصاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایکدوسرے
کے پاس پہنچا دین موقوف کر دیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ
۲۲۸۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیس منٹگمز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا باڈی گارڈ مقرر ہوا تھا
وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ ولس نے روپیے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے
رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ سنہ ۱۷۹۸ء مناسب تصور نہین
ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل سنہ ۱۷۹۹ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ
کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور
اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا
چاہیئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ
اسپر متوجہ رہی ہے کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان
تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور
اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہے اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہو سکتی اسلئے
مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب
ہین - فوج مقیم فتحگڈھ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ جنوری گزشتہ سنہ ۱۷۹۸ء کے مطابق ہوئی ہے
مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاوے بلکہ وہان مقیم رہے مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون
کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کارآمد
ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی فوجکشی آپکے ملک پر خیال مین نہین ہے مگر آخرکار آپکے ملک کی حفاظت
فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوس وقت تک کوئی
خیال فوجکشی بھی آپکے اوپر نہ کریگا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت
اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہے یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی
زیادہ تھی تاہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہے - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر
زورآور رہیگی اور فتحیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل
و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن الوقوع عمل مین آوے تاکہ یقینی فتح ہماری طرف
عاید ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ بہ نسبت کمپنی کی فوجون اور آپکی فوجین بہتر نہین ہین اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوج کے
آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہ سکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور کرینگے جسکی دلاوری اور قوا
پر اعتماد کلی تھا اور تکیے مقابلے مین جو قواعد جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھے شک نہین کہ آپ خرچ زائد
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل صلاح دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برخاست کرینگے جسقدر اس زائد کار آمد فوج کے قیام کے واسطے کافی
ہوگا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے۔ اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو۔ اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہو رہی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائید مین اور بہت سے دلائل قوی تر
بیان ہو سکتے ہین۔ مگر میری راے مین جس قدر ہمنے بیان کیا ہے اوسکا نتیجہ بھی کم نہین اور اوسکے
آپکی راے مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی۔ اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زیادہ جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث ہے [illegible] نہ دی جاوے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ [illegible] سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے۔ اسی روپیہ مین نواب سعادت علی خان [illegible]
اور [illegible] تنخواہ اور رزیڈنٹ منجانب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین۔ البتہ میری
تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپ سے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ کے
نہ لیا جاوے گا۔ اور کسی طرح کا مطالبہ نہوگا۔ اگر آپ بعد ازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اوسکا
خرچ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا۔ اور اگر کوئی ہر دو برگیڈ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جاویگا
یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپکو دلاؤنگا۔ اس نظر سے کہ اس عہدنامے
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف راے کی باقی نرہے۔ مین آپکو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ پیادہ یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ
شرائط مانع اوسکی نہوگی۔ اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع ہو اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ پیسے مطالبہ نہوگا۔ ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہیگا۔ مگر چونکہ یہ راے
کمپنی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نکی جاوے۔ اس لئے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت ہرگز نہ کرے۔ اور نہ کسی رعایا سے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرح کا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے منظور

کرلاسے گا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد رکھونگا مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوعمین آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین - اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاے گی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جاکر رہے تو آپ اوسکو زبردستی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب ریذیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیج دین - مینے جو حالات گزشتہ ملاحظہ کیئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپ کے اور کمپنی کے درمیان مین ہے مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب مقصود ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے بلکائے اون سے جو دو غرضی تھے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین کئے تھے جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اسکا انسداد ہو اور مینے انکے توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم منظور ہے - اس لئیے اگر آپ التفات کو کار فرماوین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ قرار گرفتہ کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی ریذیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۲۰۴ فصلی کے طلب کر لیا جاے گا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نرہے گا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین بسبب اسکے کہ اتبک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دینی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھین گے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گزارے کے لائق علیحدہ کر دینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور بھائی دلدلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہے کہ دلدلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دلدلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہے اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہو گی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائے گا اسلئے مجھے امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگو کی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب ریذیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی رو سے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہے - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہے - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوے گا آپ اوس تاریخ کو تمام بقایاے
تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہے - اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا
خرچ اور نیز بقایاے مسٹر اندرسن اور آلگزین اور باقی جو کچھہ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے
داخل ہوگا - اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے علاوہ آپکے ذمے اضافہ نہ کیا جاوے گا - جو مطالب کہ اس
لکھے گئے ہین اونکی بابت مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون
سرکارون کا دوست ہے اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم
ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز تصور کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری رائے مین
فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری رائے مین اوس سے کہنا بمنزلہ
آپکے ساتھ کہنے کے ہے - مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری اسلئے
مینے مناسب تصور کیا کہ بعلت طوالت اوسکو اس تحریر مین درج کرون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے
بیان کرے گا - آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل اپنی طرف سے
کرونگا - طلسم ہند مین لکہا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کروڑ روپیہ کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تھا
اونھون نے اپنی خالی ہاتھ سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کوئی نیا پایا ہے نواب وزیر کے پاس اپنی طرف سے
روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرف سے پہنچا دو - تاریخ مظفری مین بیان
کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین انگلش
اور شاکی آتے تھے کہ ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا - اور اونھون نے صراحت کے ساتھ
حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگ خان تہوڑے دنون کلکتے مین رہکر
گورنر جنرل سے رخصت ہوئے اور راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس چندروز توقف
کرکے لکھنو پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اوس کا قیمت
ایک لاکھہ روپیے صرف کئے بعض اس سے بھی زائد بتاتے ہین - اس کارروائی کے ظہور سے نواب
آصف الدولہ حیدر بیگ خان سے بہت خوش ہوئے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھنے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی ۱۷۸۴ء مین اونکو لکھا کہ آپکی دوستانہ
تحریر پہونچی مضمون اوس کا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپ کا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی
اور شخص آپ کا انگلستان کی مداخلت کرنے پائے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت میرے
اور میرے اکابرون کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ
خان نے اون سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کامون کے
بندوبست کرنے کا باعث ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی میں ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور مین
خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہون اور اسقدر شکر گذار ہون کہ اوس کا ایک شمہ
بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیئے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی مین اور اون کے انتقال کے
وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے مین انگریزون کی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے
اور اللہ کی عنایت سے آیندہ بھی یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی۔ اس وقت مین ایسا بزرگ رئیس صاحب علم و خبر و اختیار
کامل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا مین سمجھتا ہون کہ ایسے رئیس کی
ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھکو امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سرانجام پاوینگے فوج متعینہ فتحگڈھ کے قایم رکھنے اور جاری رہنے کے باب مین جو آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ وہ مثل سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا باوجودیکہ میرے ملک کا بڑا صرف
اوس فوج کے سبب سال بسال ہوتا ہے سابق مین جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بارے مین ہوئے تھے اور جس طریق پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سے
آپ بخوبی واقف ہین۔ بہرحال مجھکو آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اوس کا اصل و مفصل حال بیان کرون۔ لیکن یہ سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہین یہ میری
نہایت ہی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کرون بعد اوس کے آپکی مہربانی
و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائیے جو میری بہبودی اور دوستی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لیئے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لیئے مین منظور کرتا ہون کہ
جو فوج اب فتحگڈھ اور کانپور مین ہے وہ بدستور قایم رہے اور اسکے ہان سعادت علیخان اور
سرداران روہیلہ کی تنخواہین اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزان اور صاحب ریذیڈنٹ مہاراجہ
مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کر دیا ہے
کہ ادا کیا کرون یہ مجھکو منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ ہوگا اور اگر کسی طرح سے مطالبہ اسکے سوا ہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی
ان دو بریگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کئے جاینگے یا زیادہ کمی اون فوج مین
ہوگی تو کمی شرح کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھہ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کرکے
فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون ۔ اور مجھے یقین ہو کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے
حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا ۔ آپکے مہربانی نامے کے امر
کا جواب مینے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس طرف مین تشریف لائنگے
پس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاے گی اب یہ خیال کرکے کہ آپکے حکم کی تعمیل
اور آپکی رضا جوئی اہم رسوم دوستی سے ہے مینے اپنی منظوری تحریر کی ۔ فرخ آباد کے بارے مین
آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ ملک سابق میرے ماتحت رہیگا اور رزیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت
خواہ سنہ ۱۱۹۰ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا ۔
اور وہ کوئی اور اوسکی جگہہ مامور ہوگا ۔ اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھہ مہربانی سے پیش
آؤن اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ملک مذکور کا مناسب منظور ہو تو معقول پنشن
نواب مظفر جنگ کے لئے مقرر کرون ۔ اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور
رای دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دل گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہے یہ ضرور ہے
کہ تھوڑا فائدہ اون کا بلا واسطہ نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی اونکے ساتھہ ظاہر ہے
اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اوسکی
حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اوسکو تکلیف ہوگی مین اوس کے واسطے کچھہ گذارہ مظفر جنگ کی
پنشن مین سے مقرر کرکے لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت اوسکو دلوایا کرون مین ان سب امور مین
آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور رای دیپ چند کو رزیڈنٹ کی
معرفت گذارہ دلوایا کرونگا ۔ اور اونکو حفاظت مین رکھونگا ۔ امید کہ ملاقات حاصل ہونے تک
تحریرات سے معزز و مسرور ہوتا رہون ۔ اس خط کے ساتھہ پچاس لاکھہ روپیہ کی قسط بندی بھی
بھیجی گئی تھی ۔

حیدر بیگ خان نے (اپنی طرف سے بھی) ایک عریضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہے ۔ سابق مین
ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین
گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح راے عالی ہوگا حضور نے اونکے امور
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے - اور یقین ہے کہ آیندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے - ایک فرد قسط بندی زر اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے خط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی حسب در
وہ منول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری [illegible] تک قابل پانے کے بھیجتا ہون اور وہ ہنڈیات
اوس روپیہ کی بابت تھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری [illegible]
تک سے بھیجتا ہون یہ سب حضور کی ملاحظہ مین گذرینگی - چونکہ مجھے سفر مین بہت عرصہ ہوگیا اسلئے
اکثر طرح کا کار روائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے اور توقف اور تساہل بھی زر سرکار کمپنی کی ادای
مین ہوگیا اور اب کہ مین یہان آگیا ہون اور شمن کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین سرکار کے کام مین مصروف
ہون اور اونکی مدد اور حضور کی عنایات سے ہر ایک کام کا انتظام ہوجائیگا اور جو زیادہ قیمتی کرنیل
مارٹن صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ حسب رسید تحقیقات آخر ماہ فروری [illegible]
تک ادا ہو جاے گا - روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتداے تاریخ [illegible]
سے جون [illegible] تک سرکاری خزانے مین داخل ہوگیا اور آیندہ انکی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا رہون -

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری - عہد نامہ تجارت

کارنوالس صاحب آپ بھی لکھنؤ مین آئے - سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
کی قدر احتشام و خوبی کے ساتھ ادا ہوئی تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کیے اونھون نے کچھ نہ لیا اور یہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے گئے تو اونھون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دیے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوے -
[illegible] ہجری مین ایک عہد نامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی رو سے
ایک محصول معین قیمت اجناس پر لیا جانا تجویز ہوا - اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کوئی محصول گذارات کا نہ لیا کرین -

لانے کے واسطے بھیجا اس کام میں مدد کے لیے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد میں تھا اوس نے ایک علم دریاے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگوں سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو خواب میں یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھہ میں جو علم معرکہ کربلا میں تھا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو اوسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کھود کر وہ علم نکالا اور گھر میں کہ رستم نگر کے اندر واقع تھا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہداے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لیے فقیر بیگ کے گھر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق ہو کر آنے لگے شیرینیان اور نیازین اعتقادمندان سے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر نے قضا کی تو اسکے بیٹے نے بھی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکھا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا مشہور عہد میں زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تھا چھت کی عوض کھپریل تھی عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد میں تیار ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے اوسکی آمدنی کچھ مجاوروں کے حصے میں آتی تھی اور کچھ سرکار میں داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکھوں روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ میں بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا زیارت کرنے والوں کے سوا ہزاروں تماشائی اور شہر کی بیسوا طوائفین بن ٹھن کر جمع ہوتی تھین سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے رہا اب بقول شخصے ؎ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند ؛ ارباب شہر ابتک اکثر بیٹھتے ہیں نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت راے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کو کلکتہ کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونوں اوائل شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری میں عید الفطر کی نماز کے بعد آصف الدولہ سے رخصت ہو کر پندرہ سو یا ہزار سوار اور دو توپوں کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر شہر کے متصل ٹھہرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیاں بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہو گئیں اسی مہینے میں یہ دونوں صاحب اس لاولشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازیپور اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہاں صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی جانب سے خلعت جسکے ساتھ مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تھا علی ابراہیم خان کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنوں علیل تھا۔ اس لیے وہ خود نہ ملا وہاں سے کوچ کر کے سلخ ذیقعدہ کو دانا پور کے متصل پہنچے یہاں کے حکام انگریزی سول و فوجی نے ملاقات کی وہاں سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کو کوچ کیا عظیم آباد میں باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد قلی خان میں ٹھہرے پھر وہاں سے چلکر آخر ذیحجہ میں مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن یہاں کیے اس مقام میں سرفراز الدولہ نے مساکین محتاجوں اور سیدوں کو بہت کچھ دیا یہاں انگریزوں سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہیں خلعت عطا کیے۔
پھر یہاں سے روانہ ہو کر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ گورنر جنرل نے دونوں کو کمپنی کی طرف سے خلعت مکلف دیے۔ گورنر تو وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر ولایت کیطرف روانہ ہوئے یہ دونوں جدید گورنر جنرل سے ملنے کے انتظار میں ٹھہرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہاں رہنا ہوا۔ جبکہ جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے میں پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ۱۲۰۸ ہجری میں کلکتے سے معاودت کی ۷ جمادی الاولی کو عظیم آباد میں پہنچے یہاں تین چار مقام کیے اور بعد تکو اپنی سعادت سے فیضیاب کر کے لکھنؤ کیطرف چلے۔ اوائل ماہ جمادی الآخرے میں بمقام بہرائچ میں آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کے بعد لکھنؤ کو روانہ ہو یہ دونوں ہمراہ تھے ۵ جمادی الآخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنؤ میں داخل ہو گئے اور دونوں کو خلعت فاخرہ دیے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ میں ابتدائے شوال سنہ ۱۲۰۷ ہجری سے اوائل جمادی الآخرے سنہ ۱۲۰۸ ہجری تک پورا ہوا۔ دونوں کا گذارہ پندرہ لاکھ روپیہ

سخن را بر آوردم از پوست مغز ٭ دہی ہمت یارب این عقد را ٭ کہ گرد از دل خلق وا عقد را
ز روے وفاق و زرہ ہی وداد ٭ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ٭ دگر سال تاریخ آمد بگفت ٭
قران دو کوکب بہ برج شرف ٭ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور متبنی تہا مرزا جھنگی کی بیٹی سے شادی کی ۔ اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا ۔ ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی ۔

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷ - ذیحجہ سنہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوے ۱۳ محرم سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
بی نوشی نا حق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کرکے
اونکے چھوٹے بھائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا ۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ جب کہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن اللہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوے اور رامپور کے افسران فوج کو لکھا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کرکے یہان
بھیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لیے لکھنو بلایا تھا ۔ اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کرکے اونکو مروا ڈالا ۔ اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جسکا مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مارکر خودکشی
کرلی ہے شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکھا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بھیجا اور اپنے چھوٹے بھائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا ۔ فتح علی خان لکھنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا ۔
دیوان جہاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بھیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکھکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہاں بلاؤ میں تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات
قبول کی۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے
اُنھوں نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے
لیکن مسٹر چیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہے بلکہ اوس کا بیان ہے کہ
آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونوں اس جاگیر
کے مستحق نہیں ہیں کیونکہ یہ جاگیر اونکے باپ کی جین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے
بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا
وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون سپہر	ز ہرزہ درا درکشش آمد سفیر
کہ پورش گران گناہش شود	بر این آستان عذر خواہش شود
ازین در شود دفعہ جرمش مگر	جرمانہ بپذرفتہ گوہر زرز
برین آستان سپہر اقتدار	ولے قاصدش رانشد اذن بار
بذیرا نشد عذر آن زشت خو	کہ سرزد چنین خون ناحق ازو
زانگہ بر آن عذر بیجا شنو	کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول	نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے
مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب
کی تاریخ ہند سے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف
بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض میں چوبیس لاکھ روپیے نذرانے
کے لیجئے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہو گئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی
گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی
جانشینی سے انکار کر دیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھہری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک
لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونوں کو ہوتی ہے۔
نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر خاندان اونکے ناحق سے
ظلم توڑنے کا کیوں ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے انتظام

ملک نہایت سرسبز و شاداب تہا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک
ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تہا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت
اور ضمانت سے تہا اسلئے اوسپر لازم آیا کہ وہ آصف الدولہ کی مدد کرکے نواب غلام محمد خان سے
ملک نکال لے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابرکرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج
لیکر ان بلوے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور مظفر جنگ نامہ وہ جو شامین کہتا ہے
کہ اوس کے ساتھ ساٹھ ہزار کا مجموعہ بھی تہا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ انگریزی فوجین دو پلٹنین
گورون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترک سوارونکی تہی اور مظفر نے انگریزی فوجکی
تعداد چودہ ہزار بتائی تہی۔ جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی
سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ
ربیع الاول ۱۲۰۹ہجری مین الہ آباد سے لکھنؤ کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رامپور کیجانب کوچ
کیا اونکی توپون کے عجیب و غریب نام تہے جو بعض شاعرون نے نظم کئے ہین مین اونکو یہان
لطف کیلئے بیان کرتا ہون۔ دہور دہانی۔ فتح پیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جم ڈنکا۔ ملک میدان
فتح یار۔ اژدہا۔ خودپسند۔ کہنڈ دہانی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ سنگدل۔ فتح لشکر
صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری سلیمانی۔ بھلوری۔ فتحیاب۔ جباری۔ انگریزیان
شترنال۔ گرنال۔ تہنال۔ انمین سے سرجیو بہت بڑی توپ تہی الماس خان خواجہ سرا بھی
اناوہ سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے
ہنومان سنگہہ کپتان ہربار سنگہہ دولت سنگہہ۔ بہوانی سنگہہ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علی
و قاسم علیخان اور عبدالرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان
اور مرزا داروغہ حبیب خان اور راو بہولا اور راجہ ملا سرائے اور راجہ جگیت رائے اور راجہ
وبہنیت رائے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکہا ہے
کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بھی ہمراہ تہا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے
ساتھ تہا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان
گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین
آٹھوین قریب نلہ کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی جلدی جلدی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی
اور وہان قیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شرکت نہ کی

کی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس چڑھائی کی خبر پہونچی تو اونہون نے
بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو
ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چھوڑا - نواب صاحب کی فوج کی تعداد
عماد السعادت مین ۲۵ ہزار سے ۳۰ ہزار تک بتائی ہی اور لکھا ہی کہ توپون کے علاوہ بانون کے
بھی کئی جہکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہی اور رسالہ ہند گزیٹیر مین پچیس ہزار
بیان کی ہے - اور جام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے - اور بعضون نے صحیح تعداد بتائی ہے - اوسکی
روایت کے مطابق سرسٹھ ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہی کہ تیرہ توپین
بڑی بہاری تہین اور چالیس شترنال تہین - نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک
[illegible] مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہ مین اشرفیان تقسیم کین - نواب صاحب نے
اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجیے
جنرل صاحب نے جواب لکھا کہ آپ لکھنؤ چلے جایئے جب نواب آصف الدولہ یہان آجائین گے -
تو مین صلح کرا دونگا - مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہے وہ میرے پاس بہیجا دیا جاوے
اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑھائین - جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا
تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑھانا چاہیے
خدا چاہیگا تو سب کام بہتر درست ہوجائےگا - مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون
کی بات کا اعتبار نہین جرنیل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکہی ہے کہ اونکی فوج سے
وزیر اودہ کی فوج بھی آکر مل جاوے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب نے یہی رای دی
کہ جلد آگے بڑھنا چاہیے - نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا - نواب صاحب کے چھ
بھائی اونکی فوج مین تھے یعنی نظام علیخان - سرفتح علیخان - حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس
چلے گئے تھے - کیونکہ انمین سے ہرایک ریاست کا امیدوار تھا اور انگریزون سے خفیہ عہد وپیمان
کر چکا تھا - اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان - کریم اللہ خان - اور قاسم علیخان اونکے
ہمراہ تھے - ایک دن ایک انگریز کہلایا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک شخص کو
پکڑ لایا ہے اس شخص کے اسباب کی تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض
سردارون کی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام تھے - اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے
ہم ملکر دغا کرینگے ... [illegible] اوس وقت اون افسران کا نام کے [illegible] - مگر یہ

افسر پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بہاگ گئے تہے - روہیلون نے اونکے ڈیرے لوٹ لیے - نواب صاحب بہت متحیر ہوتے اور اون کا دل ٹوٹ گیا اور اب وہ ہر ایک کو تعجب ویکر کہنے لگے (جسکی) خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ چلا جاوے میری طرف سے اوسکو اجازت ہے - اور جسکو رہنا ہو رہجاوے میری طرف سے کسی پر جبر نہین ہے غرض اونکی فوج چند روز مین میرگنج ہوچکی - صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی انگریزی فوجین بھی بریلی سے آگے بڑہکر اوس سے سات میل پچہان کی طرف سنکہا کے پل کے پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ سنبہو ناتھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوجکے ہمراہ تہا جنرل ابر کرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دوجوڑہ کو عبور کر آئے تو اوس نے ناخوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تہا بلا کر کہا کہ نواب صاحب نے یہ اچہا نہین کیا جو آگے کو بڑہ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست ہوگیا - اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کر دیا - اب نواب صاحب کو صلح کی امید باقی رہی - اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑہے اور موضع بہٹورہ کے کہیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی - یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تہا - اور یہ مقام اب فتح گنج (یا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے -

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخرکار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴ - اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۸ - ربیع الاول ۱۲۰۹ ہجری روز جمعہ کو سنکہا کے مغربی کنارے پہر دن نکلنے سے ایک گہنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی - فوجی جنرل نے گہوڑے سے جدا ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تاڑ بہانپ لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بہٹورہ کے سامنے میدان مین پڑی ہوئی ہے - اس میدان مین تہوڑا تہوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی فوج کا حصہ کو چہپائے ہوئے ہے - نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑہا ہوا تہا ...

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑھکر جنگل پر قبضہ کرلیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین بھی ہان بھی جھپٹنے لگے اسنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (ترکسواران) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دھاوا کرنیکا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھول گیا۔ یا گھبرا گیا۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ مذکور انگریزی فوجکے محاذ مین ہوکر گذرا اس حالت کو دیکھکر نجو خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کمپ تک لتاڑتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست پائی جماعت انگریزی کمپ کی داہنی طرف بھاگ کر آئی پہ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹنٹ گائین اور رچرڈز تین نے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غول باندھکر انگریزی کمپ مین گھس آئے اور تلوار نیزہ اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سانگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہی کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زور دست و بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے لکڑی کی طرح دو ٹکڑے کر دیے اور اگر بندوق کی نال پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سر سے اوس سر تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کے کھڑے کٹ گئے قدم نہین ہٹایا اٹھائی سو کے قریب گورے اور بہت اس سرکار کام آئے اور ستر سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور بعض کہتا ہے کہ گورے ڈیڑہ سو یا کچھ اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے کرنل جارج برگلش کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ کرکے وہان نصب کئے گئے ہین (۱) کرنل جارج برگلش (۲) میجر تھامس بالفن (۳)

کپتان جان موبی (۴) کپتان نارمنگلینڈ (۵) کپتان جان مرڈنٹ (۶) لفٹینٹ
اینڈریو کمینگ (۷) لفٹینٹ ایڈمنڈ ویلز (۸) لفٹینٹ ولیم منکسمن (۹) لفٹینٹ جانسٹن
ریچارڈسن (۱۰) لفٹینٹ جان بلرڈ (۱۱) لفٹینٹ برنج (۱۲) لفٹینٹ ولیم آڈیل۔
(۱۳) لفٹینٹ ایڈورڈ بکز (۱۴) لفٹینٹ فائر ورنکبر (۱۵) لفٹینٹ جیمس ملفر۔ اسکے
سوا اور بہت سے یورپین اور ہندوستانی چہوٹے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوے۔
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتو نکی یادگار کا پتھر نصب ہے مع اپنی بہائیون
اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان
ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے
ہاتھیو نپر سوار کہڑے ہوے اس لڑائی کا تماشا دیکہہ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی
رجمنٹ کی شکست دیکہکر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دئے تھے۔ مگر جسقدر سوار ترک سوار ونکو
لٹاتے ہوے انگریزی کیمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹہان جو لشکر انگریزی
مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل سر رابرٹ ابرکرمبی نے گورونکی پلٹن اور
چار توپین اور پہلے دو توپین پٹہانون کی سیدہی طرف گہما کر لگا دین۔ بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو
جمع کرکے حلقہ باندہ دیا تہا۔ شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گہسی تہی
کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چہپی ہوئی
بیٹہی تہی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچہہ فوج انگریزی کی پیچہے تہی وہ آگئی اور مصنف کا
قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین چہپی ہوئی تہی جبکہ اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے
پٹہانون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تہوڑے
ہی عرصے مین پٹہانون کا چڑہا ہوا نشہ ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے
توپون کے منہ کا نوالہ ہوے اور پٹہان یہ سمجھے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی
ہے نجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوے ملبند خان کے سر مین دو گولیان
لگین اور ٹہنڈے ہوگئے۔ اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلون نے
منتشر اور متفرق ہوکر بہاگنا شروع کیا۔ اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی
اس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑے سمجہے اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان
عرف [illegible] خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے۔ بہتورے کی میدان کی لڑائی

انگریزی فوج کے نصیب مین لکہی تہی انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان مین باقی نرہا بڑا باعث اسکا یہ ہے کہ دلیر خان کمالزئی جو پانچہزار آدمیون کے جتھے کے ساتھ نواب کے ہمراہ کہڑا تہا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی دفعتہً میدان مین بہاگڑ پڑگئی اور ایک دم مین میدان صاف ہو گیا ۔ نواب غلام محمد خان کے ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے اصرار سے نواب صاحب نے بہی مجبور ہو کر میدان چہوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوئے سوار ملے یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۰۸ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانون اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے ۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا اپنی عورتون اور بچون کو لیکر ادہر ہی کو چلے ۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام معزز پٹھان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین جو نہایت دشوار گذار جگہ تہی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے ۔ انتخاب یادگار مین لال ڈانگ مذکور ہے ۔ اور یہ محض غلطی ہی اور جام جہان نما مین انکا قنا جور مین پناہ گزین ہونا ذکر کیا ہے ۔ عماد السعادت اور قیصر التواریخ و منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان نے مٹہر کی طرف پناہ لی تہی ۔ ور منظوم سے بہی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را برگرفت ۞ بہ فتح چون آن مظفر گرفت ۞ نخستین مقامی بہ ریٹہر نمود ۞ کہ یکجا شود لشکر جنگ سود
بسوی لنگاہ با اتفاق سپاہ ۞ در آن درہ بگرفت جا و پناہ ۞ بہ جایی کہ دریای آن درہ بود ۞ بہ دم تیغ او برق کین می نمود
گرفتند آن درہ از مور حل ۞ کہ تا نابد از خصم سیل خلل ۞

اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے اپنی سوانح مین لکہا ہے کہ بیٹہے لاہور مین یہ خبر سنی تہی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ چلکیا مین پناہ لی تہی ۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام خنیا جو رکہا ہے اور یہہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے ۔ سر رابرٹ ابرکربی نے روہیلون کا دوچوڑا تک تعاقب کیا ۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے واسطے جنرل مذکور کو ایک روز وہان قیام کرنا پڑا ۔ اور زخمی بریلی کو بہیجدیے گئے ۔ اب لشکر آصف الدولہ کا

حال سنئے جو تلہر مین مقیم تہا کہ جسوقت میدان جنگ مین لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ
کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہون نے عبدالرحمن خان قندہاری اور ملتان خان
کے رسالون کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تہا اور فوج آصفی کا
سب سالار تہا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوے اور جہاولال
کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبرین موصول ہون وہ ہم کو وقتاً فوقتاً پہنچتی رہین نواب آصف الدولہ
ابھی کٹرہ کمالزی خان مین پہنچے تہے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو
شکست ہوئی فتح کی نوبتین بجنے لگین جہاولال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے
مقتولونکی لاشین دفنانے سے فارغ ہو کر میرگنج کو چلی گئی۔ اور شمبھو ناتھ حاکم بریلی کے
ملازم نجو خان اور بلند خان کے سر کاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرہ سے
بریلی کو روانہ ہو چکے تہے لاتے کہیڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار
نجو خان اور بلند خان کے سر لیکے پہنچے اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہان سے واپس
لا کر فتح گنج کے کہیڑے مین دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا
اور جنرل ایبر کرمبی کو کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہئے۔ جب نواب آصف
الدولہ کا گذر میدان جنگ مین ہوا اور پٹہانون کی لاشین پڑی دیکہین تو راجہ جہاولال کو
حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان مین پڑے ہین اونکی لاشین دفن کرا دینا چاہیے۔ چنانچہ
بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتون کو جمع کرا کے دفن کر دیا[1] اور زخمیون
کو جمع کر کے مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہوگئے تو ہر ایک کو مکان تک
پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا۔[2]

انگریزی اور آصفی فوجون کا روہیلون کے تعاقب مین دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہو کر اپنے آپ کو انگریزون کے حوالے کر دینا۔ اور قید ہو جانا۔ آخر کار رہا ہو کر حج کو جانا

[1] دیکھو آصف نامہ ۱۲ [2] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے بہیر گنج مین انگریزی فوجین آملے یہان سے دونون فوجون نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی مین سے رامپور مین گہسکر کسی کو لوٹنے کہسوٹنے نہین اور حکم سنا دیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جاسے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہان دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خان کے تعاقب مین کوچ کیا۔ یہ فوجین ریہٹر تک پہنچین اور میدان ٹپہ مین ٹہیرین۔ مولوی غلام جیلانی رفعت در منظوم مین کہتے ہین ؎

درانجا دو اسپہ بریہٹر رسید ۔۔۔ بمیدان ٹپہ کمین آرمید

مگر روہیلون نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر ٹپہ کو پہلے ہی لوٹ کہسوٹ کر تباہ کردیا تہا۔ انگریزی فوج نے روہیلون پر بہت کچہہ گولہ باری کی مگر ان کے مورچے ایسے محفوظ تھے کہ وہان مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ جبکہ متفقہ فوجون سے ہٹا ان کے مورچے سر نہ ہوسکے تو انگریزون نے نواب غلام محمد خان کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کریجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجکو پہلے سے صلح کا خیال تہا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کرلین تو مین آپکے پاس چلا آؤن انگریزون نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کہٹکے چلے آئین یہان آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہوجاوینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کی غرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ مین روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصر اللہ خان ابن عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جہاؤ لال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصر اللہ خان نے نواب غلام محمد خان کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جہاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ریاست پر نواب غلام محمد خان کو قایم رکہنے کا کوئی صریح وعدہ نہین کیا گیا اسلئے کہ

۱؎ دیکہو جنگنامہ صفحہ ۱۳ ۲؎ یہ بیان آصف نامہ اور در منظوم سے ماخوذ ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ در منظوم مین لکہا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کر سکینگے - ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب
غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر اپنے سے یاری سے مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کہشان کے پاس اپنا ایک ایلچی بہیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور روہیلون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا - اور بہت سا غلہ پہاڑون کے موہون مین آگیا -
آصف نامے مین لکہا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکہا کہ روہیلے قابو مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے صلاح کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑہانا چاہیے تاکہ ہمارا زیادہ رعب پڑے - چنانچہ صبح سے فوج
آگے بڑہائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچہے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے کہڑے ہوئے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تھی - مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تھا کہ روہیلے ہم لوگون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹہین یا شب خون مارین اور اسی کی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تھا - نواب غلام محمد خان نے اول [illegible]
کو ایسا حصار بنایا تہا کہ انگریزی فوج سے سرنہو سکا تو کپتان انگریزون نے فوج روہیلے کے
سردارون کو خط لکہے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین - اور اونہون نے
میرے افسرون کو خط بہیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خطوط طلب کیے اول خیرخواہ
تہے اونہون نے تو پیش کر دیے - مگر منافقون نے نہ کہا ہمکو خط کے آنے سے انکار
محض کیا - نواب نے دل مین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجہا کہ حق بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین چلکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چہوڑ دینا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانے کا قصد کیا - مدعا عم جہان
مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین تہین

ایک تو پٹھانوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی۔ دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیرخواہی میں فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صید خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراتب صلح کو طے کرلیں جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد پیمان نہیں کیا۔ اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری صاحب نواب صاحب کو لانے کے لیے جاویں۔ اور ایک اقرارنامہ جرنیل صاحب کیطرف سے لکھا گیا اور وہ مہروں سے پختہ ہو کر صید خان کو دیا۔ جو اوسنے نواب صاحب کے پاس پہنچایا نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کرکے کہا کہ میری جگہ نصراللہ خان کو سمجھنا چاہیے میں انگریزی لشکر میں جاتا ہون۔ عمرا دیس افسرون نے اوس رائے کو ناپسند کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے۔ اس عرصے مین اسکاٹ صاحب کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانگی کو طیار ہوتے عمر خان بڑھ پچھے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان ساتھ ہوتے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا۔ اور کہا کہ اس معاملے مین تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون۔ میرے والد (نواب فیض اللہ خان) کا معاملہ بھی انگریزون کے توسط سے طے ہوا تھا۔ اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور تم اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جاوے گا۔ اور بغیر کسی شرط کے قرار و مدار کے اسکاٹ صاحب کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے۔ اور اونکے کیمپ مین ٹھہرے۔ اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بیٹے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے۔ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے آنے کے بعد نصراللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ فتحیاپور مقام مین جو اس کوہ مین تھا ٹھہر رہے۔ اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب موصوف کے ساتھ کیجاوے تو مین اوپر سے لشکر کو صاف کرکے ڈالون۔ اور نواب

---

[1] دیکھو سوانح محمد عباس اور زیارت خان اسکا عماد السعادت مین یونہی لکھا ہے ۱۲

آصف الدولہ چیری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان بر ملک بحال کر دین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سے صاف صاف کہہ دیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا - اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عند الملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کو بہی پہنچی
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمے
مین جانے کے لیے رخصت کیا جو اونکے ٹہیرنے کے لیے تیار رہتا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگونکی تہوڑی سی فوج بہیجکر نظر بند کر لیا - جب نواب نے اپنے باب مین کچہہ سوال کیا تو
ابرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچیگی - ہر طرح کا سامان آسایش کا
سامان ملیگا - مگر ملک نہین مل سکتا - اب نواب صاحب کے ہاتہ چارہ کچہہ نتہا مجبور تہے -
مخالف کے قبضے مین آ گئے تہے - اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس پہنچا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کر دیا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبد الغنی خان نبیرہ دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کرکے مقابلے پر کمر باندہی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر چند بندوقین مارنے لگے اور رات کو بہی ستانے لگے -
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سے کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کر دینگے آپ مجہکو یا عمر خان کو چہوڑ دین تاکہ خزانہ برباد ہونے سے بچا کر آپکے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چہوڑا - عمر خان کو چہوڑ دیا - چنانچہ عمر خان نے لشکر روہیلہ
مین جا کر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو - فوج روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بہی روک لیا - عمر خان کے ساتہ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تہے -
عمر خان نے اونکو واپس کر دیا - اور کہہ دیا کہ کبہی بہی سپاہ روہیلہ نہین ہار مانیگی - انگریز
یہ خبر سنکر مشوش ہوئے اور روسا سے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہم کو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ - نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا - مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کرکے ہمارے
پاس پہنچا دو - اسپر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہو سکتے - اسلیے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جائیگا - البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی بہی جسکو منظور کرو گے ہم اوسکو مقرر کردینگے - مگر جو لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونہون نے اسطرح صلح پسند نہ کی بلکہ انگریزی فوج کو تیرہ بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جبتک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہینگے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے - اور صلح کیطرف کبہی مائل نہونگے اسلئے جمعہ کی شب کو
آدہی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھا کر بہت سے سوارو کی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بہیجدیا
جام جہان نما مین لکہا ہے کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونہون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بہائی کو مسند نشین کردیا جائے -
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال اطفال و اعزہ و اقربا کو
چہوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کرکے کہ رامپور کو نہ جاونگا حج کا عزم کیا - ۲ شوال ۱۲۰۹ھ
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے - اور کچھ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا - اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ھ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے وزیر سے زمان شاہ پسر احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوئے - خلعت فاخرہ اور ناصر الملک مخلص الدولہ مستقیم جنگ بہادر خطاب پایا - یہ واقعہ
۲۲ - شعبان ۱۲۱۲ھ ہجری کا ہے -

روہیلون کے ساتھ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کے لئے اون کے
مورچونکی طرف بڑہا ادہر سے یہان بہی مقابل ہوئے ہر دو مشین مارنے لگے - چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تہے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تہا اسلئے
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوئے - اگرچہ
بڑے بڑے افسران روہیلہ کی یہ مرضی نہ تہی کہ جنگ جاری رکہی جائے - مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثنائے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جہنڈی جنگ بند کردینے کی علامت کے لئے
ہلائی گئی - بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچہی نہین سب اعزہ و اقارب مختار ہے کہ جو چاہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلیے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بہیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاوے گا اور جسکو تم نائب تجویز کروگے
اُسے نائب و مختار ریاست کیا جاوے گا اس تحریر کو دیکھکر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوئے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرحکی تکلیف اوٹہا رہے ہین اور یہانکی آب و ہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ و لرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین ہوتم اور طاقت کو بحسد
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دباتا ہوا ہمارے مورچون مین گہس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد
ہوجاوے گی اِسلئے بہتر یہ ہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجاوے۔ اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت
کے لیے استدعا کی جاوے۔ اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بہیجا کہ ہمکو
آپکے حکم کی تعمیل منظور ہی۔ اور ہماری خواہش یہ ہی کہ مختار و نائب ریاست نواب نصر اللہ خان
مقرر کیے جاوین آپنے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرماکے بہیج دیجیے تو ہم سارا خزانہ بہی آپکے پاس بہیجدین اور اطاعت کو حاضر ہو جاوین۔
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کی بموجب یہ مضمون لکھ بہیجا۔ دوسرے روز نواب
نصر اللہ خان عہدنامے کی تکمیل کے لیے انگریزون کے پاس چلے آئے۔ نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بہی رامپور سے لشکر مین طلب کرلیا تہا۔ بیگم نے بہی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کیے جاوین۔ چنانچہ موضع [illegible]
کے کہاٹ مین ۵ جمادی الاولے سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو عہدنامہ تحریر ہوا۔ اسیں آصف نامہ مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افاغنہ لکہا ہے جس سے سنہ ۱۲۰۸ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے۔ اسلیے کہ وجوڑا کی لڑائی سنہ ۱۲۰۹ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۴ء مین ہوئی تہی
اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتہً کمپنی کے حوالے کردیگی۔ اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی۔ اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہوکر جہان چاہے گی چلی جاوے گی۔ اور نواب احمد علی خان کے [illegible]
سال کی عمر کو پہونچنے تک نصر اللہ خان بطور مہتمم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے رہینگے
رہینگے۔ نواب احمد علی خان کو جسقدر جاگیر دیگئی تہی اون سے زیادہ سے زیادہ [illegible] لاکہ

اور عرض میں زیادہ سے زیادہ ۴۲٫۰۰ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کا غذات کی رو سے
۸۹۹٫۲ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی روسے جو ۱۸۶۲ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۸۹
مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر قانونگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس
جاگیر کا رقبہ ۸۹۲½ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوسط تخمین
قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے
چودہ لاکھ چھتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۸ ہجری میں عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے
اس قدر ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی تو اس حساب سے
نواب وزیر نے اصل جاگیر میں سے بارہ لاکھ روپئے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔
اور اوسکی تحصیل پر سردار عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تھا
فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ جدید تحریر ہو چکا تو نواب نصر اللہ خان
روہیلوں کے لشکر میں آ گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیاں سکہ چیبو ر بارہ چھکڑوں میں
لدوا کر انگریزی لشکر میں بھجوا دیں اور جیری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کردیں جو صاحبان انگریزی
کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تھا۔ تاریخ مظفری میں غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار
اشرفیاں لکھی ہیں۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان ٹوطا رام کو
رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب پوچھا اوس نے جمع خرچ پورا سمجھایا
اور دیوان ملک چند سے نواب مرحوم کے ملک کی تحصیل کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے
زائد آمدنی پائی گئی۔ پھر اس کے آصف الدولہ مع لشکر فرانسی و انگریزی دامن کوہ سے
اوٹھ کے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر یہاں تو نکلی سپاہ اپنے مورچوں سے نکلی اور نواب
نصر اللہ خان روہیلوں کے لشکر کو حضرت نگر میں چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر میں شریک
ہو گئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور میں قیام کیا۔ جام جہاں نما
میں لکھا ہے کہ دو تین روز نواب آصف الدولہ سوار ہو کر رامپور کی سیر کو گئے کوچہ و بازار
میں پھر سے کئی ہزار روپیہ ساکنین کو دیا۔ جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس
پہنچے تو اوس نے ایک ہزار اشرفیاں نذر کیں۔ اور وزیر اوسکے ڈیرے کے اندر داخل
ہوئے۔ تفسیر التواریخ میں بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل
میں سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

مرہون منت رہے اونکی تجویزین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہین۔ بعد اسکے
آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۲۵ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہو
جب دونون لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام سپاہیان رامپور مین آکر اپنے اپنے گہرون مین آباد
ہو گئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ
کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳۰ دسمبر ۱۷۹۴ء
کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدنامون مین عہدنامہ تمہیدی کی تھی مخالفت کی
گئی کہ اسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب
یہ شرط لکھی گئی کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے
اور بعوض کل حقوق ضبطی وغیرہ املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔
جبکہ نواب فیض اللہ خان کے بیٹون نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہو گئے تو انگریزون سے
کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کر دینا چاہیے۔ تاکہ نصر اللہ خان پھر غافل نہ کرین اسلیے اونکی
تنخواہین بھی عہدنامہ مین داخل کر دی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ
اپنے بیٹون کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے واسطے مقرر
کیے۔

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امرا کو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کر دینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودہ کو روانہ ہونا

مصنف کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۹ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب
احمد علی خان کو طلب کر کے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک
سرپیچ اور کلغی اور موتیون کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گہوڑا اور ایک ہاتھی اور
پالکی بھی دی۔ جسوقت نواب احمد علی خان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا بعد
ریاست رامپور کے باقی ارکان دولت کو طلب کر کے اونکو بھی خلعت عطا کیے۔ اور پھر

فیض اللہ خان کے بیٹون کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست مین خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیئے ایک لاکھہ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھہ ہزار روپیہ حسن علی خان و مشتاق علیخان ونظام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ بہتر ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان وقاسم علیخان وکریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھہ ہزار روپیہ اور احمد یار خان الکن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان روہیلہ اور مصطفے خان ابن اللہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لئے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لئے چھہ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لئے اوستہ ہزار روپیہ سالانہ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹون کے لئے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھہ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لئے مقرر کی اور اس کے مطابق بند وبست تیار ہوکر نصر اللہ خان کو دیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری سنہ ۱۲۰۹ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودہ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۰ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ مین داخل ہوئے جب ان نواب کا داخلہ لکھنؤ مین ہوا تمام چوک اور دوکانین دو رویہ کمال حسن وخوبی سے نقش ونگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھین تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانون مین بچھائے گئے۔ اور بیسی بیکار نڈیان سر سے پانون تک زیور اور گران بہا پوشاکون سے آراستہ ہوکر چھتون پر کھڑی ہوئی تھین اور تماشائیون کا کوچہ وبازار مین ہجوم تھا نواب نے روپئے اور اشرفیان چھاجون اور ارباب نشاط کو بخشین۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

مژدہ ای تاریخ کہ با اقبال وجاہ ❊ بر عدو نواب آصف فتح یافت ❊
از پئے تاریخ این فتح مبین ❊ ہان بگو نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھہ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کیئے جانے کے لئے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان
عامل اودہ نے حصۂ بہترہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا - پرگنہ حافظ مؤ اور سوج مہیتہ
تاراج ہوتے رہے تغلق پور کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون
نے زبردستی لے لیا تھا - فرخ آباد ویران ہوگیا وہان کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین رہی
نواب آصف الدولہ اور اونکی نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے ملکی
حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بہی ناجون نے باری باری سے دست اندازی کی
اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اودہ کی دست برد سے بچاتی تھی
اس نواب کا ملک طول مین ۱۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا - اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے
دس لاکھ روپیے کی تھی - انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان سنہ ۱۷۸۶ع
مین یہ عہد وپیمان کرادیے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھے جو ریاست کے کامون کو کرسکے
اور نواب اودہ ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے - جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ
وحراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے -
اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف
لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود ایکمرتبہ وہان گیا لیکن اوسکی
کوشش نے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا - وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکی نسبت وہ یقین کرتا تھا کہ
آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا - ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس
مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی - نواب مظفر جنگ نے ۳۵ برس کی عمر مین ایک خفیف علالت
کے بعد ۲۲ - اکتوبر ۱۷۹۶ع کو انتقال کیا - زہر دینے کا شبہہ کیا گیا - نواب آصف الدولہ اور مسٹر
لمسڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لیے فرخ آباد مین
گئے - جھاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر
لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہی مسند نشینی کے
لائق نہین مناسب یہ ہی کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین ناصر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے
تھا مسند نشین کیا جائے - اور خداوند خان نائب بنایا جائے - جب افاغنہ شمس آباد نے
جو شریک دولت فرخ آباد تھے یہ خبر سنی - اونھون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر
مفسدہ برپا کیا - آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جھاؤلال کی پاسداری کی وجہ

بیجا ہیں رائگان خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آئے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی تکیت راے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہیں اس وجہ سے راجہ تکیت راے نواب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوئے۔ تکیت راے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چھتر لاکھ
روپیہ واجبات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ میں گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصان سرکاری ہے چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب میں آکر راجہ جھاؤ لال کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہوں تو یہ کارپرداز
لوگ جو لاکھوں روپیہ سے حقوق کا لینے میں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤ لال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤ لال نے عرض کیا کہ راجہ تکیت راے
شہر کے مہاجنوں سے سازش رکھتا ہے۔ اور یہ جانتا ہے جو خزانے کا داروغہ ہے وہ تکیت راے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج استقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤ لال کو حکم دیا کہ
مہاجنوں کو اپنی حویلی میں یا راجہ ٹکیت راے کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور راسے بالکلام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب فیصلہ بالکلام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم میں بجائے اس کے خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام جھاؤ لال کو دیا گیا۔ جب تکیت راے نظروں سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے وزیر نے
مسٹر جیری صاحب رزیڈنٹ سے میل جول۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سود مند نہوئی
جسوقت راجہ تکیت راے نے پھر کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور مختاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا۔ بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج میں کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہونا
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ تکیت راے سے مناسب ہے اور جھاؤ لال بصاحبت میں رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے اور جھاؤ لال خزانے کے کام پر
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤ لال خیر خواہ پر نظر

التفات لازم ہے اور تکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی ۔ مگر سرفراز الدولہ کو تکیت راے کا عزل منظور تہا نواب وزیر نے کاغذات گذرانیدہ تکیت راے کو جعلی قرار دیا۔ اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے تا بکدر خاطر کی وجہ سے بخشی گری نصیب ہوئی یہ خدمت مرزا جعفر کو ملی جہاؤ لال کو مرزا جعفر اور مہاراجہ تکیت راے کا عزل منظور تہا اس کار روائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب مین کشمکش پیدا ہو گئی ۔ چیری صاحب ۱۲۰۲ ہجری سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سر جان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے تبادلے کے لئے لکھا اونہون نے اون کو اودہ سے بنارس کو بدلدیا اور وہان محکمہ اپیل کا حاکم اعلے کر دیا ۔ اور چیری صاحب کی جگہ مسٹر لیڈن جو بنارس مین مقرر تہا ماہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۹۶ء کو اودہ کا رزیڈنٹ مقرر ہو کر آیا ۔ اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جہاؤ لال کو آپ کسی کار و بار مملکت مین مداخلت نہ دین ۔ اوسکو معطل کر دین ۔ مگر نواب وزیر نے جہاؤ لال سے لطف و کرم کم نہ کیا ۔ اور جہاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی معرفت مسٹر لیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی ۔ مگر مسٹر چیری ایسی قباحتین نہ لکھ گیا تہا جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوتی ۔ تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور رہا تہا موقوف ہوا۔

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خان کی بیٹی تھین اونہون نے فیض آباد مین انتقال کیا یہ بیگم عجیب بہولی بہالی تہین یہانتک کہ سکہہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تھی جب سکہہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ دیمکون کے توڑون کو دہوپ دینے کا حکم ہو جاے اور اون سے اجازت لیکر تہیلیان دہوپ مین رکہواتی حسب ضرورت ہوتی روپے لے لیتی اور شام کے وقت پہر تہیلیان خزانے مین رکہہ

تواریخ سلطنتی ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ وہو پایں خشک ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھکر
کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین - بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ
شہنشاہ ہندوستان کے ہان سے تھی اور جو جاگیر نواب صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے اونکے
لئے مقرر کی تھی وہ جدا تھی - اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا
اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے
اس مال متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑھی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے
تھے زنجیر و طوق پہناکر کمال تشدد سے ضبطی کی -

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر مین خیر خواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی پاداش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا - زمان شاہ ابدالی کی چڑھائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا تھوڑا سہارا ملنے پر دست اندازی
سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک
اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ
ڈیڑھ کروڑ روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ تکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ واجب
الادا تھا ادا کیا - اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپے لیکر انگریزون کا قرضہ بیباق کیا
اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلا سود چھ برس مین قسطبندی کیا - اور اس کے سوا کچھ نقد بھی
خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امور خانگی مین بھی خیر خواہیان کین - نواب وزیر اکثر زبان سے
فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور تکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا مگر جھاؤلال نے

پھر بسر تو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ تکیت رلے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جھاؤلال پر مرتے تھے - اوسی کو اپنا وزیر بنانا چاہتے تھے - اس منظور نظر کی خاطر سے اونھون نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھ مین لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جھاؤلال نے جسطرح ریاست کا اندرونی انتظام درست کیا گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نکر سکا - بلکہ جو کچھ اوسکی لیاقت تھی وہ مین آیا وہ انکو خلاف تھا - تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جھاؤلال گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھ صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے در پردہ نامہ و پیام کالپی کے مرہٹون سے شروع کیا اور جو لڑکا جھاؤلال کا کچھ حالات کے لحاظ سے تھا اوسکو ہمت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منسوب کیا - اور اپنی بیٹی کی شادی ہمت بہادر کے فرزند کے ساتھ کر دی تا کہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو اور ایک بیٹی محمد علی خان کے ساتھ منسوب کی - یہ شخص نمک حرامی شاہجہان آبادی تھا اور رامپور سے عمر خان بڑے بیٹے کو بلا کر نواب کی سرکار مین نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ نصر اللہ خان کو نواب احمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کر کے عمر خان کو رامپور کا نائب بنائے تا کہ افغانان رامپور اور روہیلیان شاہجہان آباد اور مرہٹان کالپی کی ملت ضرورت کے وقت کام آسکے اور جبکہ زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آمد کی خبر مشتہر ہوئی تو راجہ جھاؤلال نے پوشیدہ شاہ کی خدمت مین نیاز مندی کے خطوط و پیام بھیجے اور اوسنے موافقت چاہی اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج ادھر چڑھائی کریگی تو قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جاسکے گی اور جھاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے قدم باہر رکھین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جھاؤلال نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے - گورنر جنرل نے اس خیال سے کہ اگر ابدالی کا لشکر ادھر رخ کرے گا تو ہم تدارک کرینگے الہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان شاہ کو اپنا ارادہ ہوا خاقان دولت سے ملتوی [illegible] دریافت ہوا کہ اون کے سمجھنے میں غلطی [illegible] [illegible] کو وہ [illegible] دیگر ممالک کے [illegible] جھگڑا [illegible] [illegible] زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے - گورنر جنرل کا [illegible] الہ آباد [illegible] [illegible] تا کہ [illegible] کی حالت کی اصلاح کرین - نواب [illegible] انگریزی [illegible] [illegible] - [illegible] [illegible] وقت مین ایک [illegible] [illegible] [illegible]

زمانے مین دو بر گیند رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[۱] اور بد انتظامی کے باعث سے کمی روپے کی ہو کر پچاس لاکھ روپئے اوسکے لیئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ خود لیاقت تھی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگر یہ بھی ہو تو یہ سودا سستا تھا کہ ملک کی حفاظت غیرونکی سپاہ سے اوس کی چوتھائی آمدنی مین ہوتی نہی اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہو سکتا تھا[۲]۔ ۲۲ اپریل ۱۷۹۶ء کو کورٹ ڈائرکٹرنے گورنر جنرل کو لکھا کہ بنگال مین جو دو رجمنٹ ہندوستانی سوارونکی ہین انمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ بڑہے۔ اسلئے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنے یکے سوار موقوف کردین۔ اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین۔ جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو اوہنون نے صاف انکار کر دیا تہا۔ ارچ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کے حیلے مین کوچ کیا۔ اور بنارس مین آئے۔ اور یہان سے بھی انگریزی فوج اوٹھاکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے۔ ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین۔ جس سے وہ قطعی انکار کر چکے تھے۔ دوسرے انتظام ملکی مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا۔ اس شامت[۳] کے بارے نواب نے مان لیا کہ اگر مارشہ سے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑہانی منظور ہے۔ گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے بھی آگے کو بڑہ گئے تھے۔ جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال ۱۲۱۱ ہجری مین وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف سدہارے چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ سے درخواست کی کہ جہاؤ لال کو جسکی ذات سے مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوئی ہین ہمارے حوالہ کرین۔ نواب نے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ جہاؤ لال کو حوالے کیا۔ گورنر جنرل نے

۱؎ یہ الفاظ نواب کی شان مین[illegible] صفحات مین مندرج ہین ۱۲۔ ۲؎ دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ صاحب[illegible] منشی ذکاء اللہ صاحب کا عطیہ ہے ۱۲
۳؎ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ مین آتے ہین تو آئین
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آئین اسلئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ مین آنا موقوف رہا۔
بالا بالا کلکتہ کو چلے گئے۔ سنہ ۱۷۸۰ء مین گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے پر اوجین اور سیندھیا کے ملکون کے درمیان مین آگرہ سے ساٹھ میل پر جنوب و مشرق
مین واقع تھا انگریزون سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کئے کہ رانا جو اکثر مرہٹون کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو تو مرہٹون کے ہاتھ سے خلاصی دلانے مین انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزونکی امداد اپنے
لشکر سے اوس حالت مین کریگا کہ مرہٹے متصل کی ریاست پر ترکتاز کرین۔ جبکہ مرہٹون نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری مین ایک دستہ سپاہ سنہ ۱۷۸۰ء مین رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹون کو نکال کر ہٹا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر کا بھی ۴ اگست سنہ ۱۷۸۰ء
مطابق ۳ شعبان سنہ ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوسوقت مین
کپتان افسر کے ساتھ جاکر رانا سے گوہد کی کارروائی مین مدد کی تھی۔ اور انگریزون مین اون کا
رسوخ پیدا ہوگیا تھا۔ ایکمرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ مین آئے۔ اور اونکے ساتھ
[illegible] سنہ ۱۷۸۴ء مین [illegible] نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
عوض مین نواب فیض اللہ خان کو فوجی مدد دینے سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر
کلکتہ کو چلے گئے۔ اور جبکہ وارن ہیسٹنگز سنہ ۱۷۸۴ء مین کلکتے سے لکھنؤ مین آئے تو تفضل حسین خان
[illegible] اپنے ہمراہ لاکر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخر کار نواب نے تفضل حسین
خان کو راجہ [illegible] کے عوض مین اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا
[illegible] سلطنت کا عقدہ حل نصیب ہوا اور اپنے علم اور حسن تدبیر سے اور بہ معتمد سرکار انگریزی کے اوس
رکن سلطنت کے تھے تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید مین مرزا جعفر
کو [illegible] کا عہدہ دیا۔ اور خلعت دلایا۔ اور [illegible] خان کے بعض رفقا کو توپخانہ اور کوتوالی
کی خدمت [illegible] کیا۔ اور نصیر الدولہ سید معز خان کو [illegible] کا عہدہ دار کیا۔ مگر اونہون نے اس
[illegible] تبدیل [illegible] کیا۔ اور دنیا داری کے تعلقات کو ترک کر دیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اوسوجہ
[illegible] کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا مہدی علی خان کو جو سرکار وزیر کا ایک عامل تھا

اپنا مشیر بنایا۔ مگر چونکہ خان مذکور ریاست کے کام سے تنگ ہوتے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھکو مطالعہ
کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس نیابت سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تغیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوائل صفر ۱۲۱۲ ہجری سے نواب کا مزاج جادۂ
اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتداءً نواب شراب پیا کرتے تھے پھر اوسکے استعمال سے توبہ کرکے بھنگ
سے مشغل رہا۔ اس کو چھوڑ کر افیون پر ٹھہرے اور پہلے حقے سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب دمساز
تھا۔ مرض نے ہاتھ پاؤں نکالے دوا اور غذا میں بے اعتدالیاں واقع ہوئیں اطبا جیسے حاذق جیسے
شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کہا کرتے تھے
کہ اب مجھے زندگی کا خواستگار نہیں بلکہ عوام میں مشہور تھا کہ جھاؤ لال کے جلنے سے نواب وزیر کو اپنی عزیز جان
وبال ہو بلکہ دوا سے اجتناب تھا۔ آخر آخر میں استسقا پیدا ہو گیا۔ برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے
مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا ۲۳ برس اور کچھ مہینے ریاست
کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو اس ششجہت سے کوچ کیا۔ ۲۵۔ ماہ
ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری کو مقام فیض آباد میں مسند حکومت پر بیٹھے تھے اونہوں نے اپنا دارالحکومت
لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت کی موجب انچاس برس کی عمر پائی اور وزیر لطفے سے ثابت ہے
کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پاکر فوت ہوئے۔ کیونکہ اواخر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔
آغا محمد ندیم روضہ خان مصنف بحر البکا ... نے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی میں کمال رکھتا تھا
نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ اس طرح نکالی ہے۔ "رہنا روح در ریحان و جنات نعیم"۔ نواب وزیر عتبات
عالیات کی زواروں کی نہایت خبرگیری کرتے تھے سیکڑوں کوٹھے خاک کربلا اور تبرکات کربلا و نجف
اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت اور عظمت کے انتقال کے وقت تحویلہ کو [illegible] مہر و
قفل لگ گئے۔ اس لئے مرزا حسن رضا خان کے یہاں سے خاک کربلا اور اونکا خاص کفن
دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے میں دفن ہوئے۔ نواب کی

۱؎ دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری میں سلخ ربیع الاول لکھی ہے اور سلخ اوس دن کو کہتے ہیں جسکی شام کو ہلال
نمودار ہو۔ شاہ محمد اجمل کی نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس دن ۲۹ ربیع الاول تھی ۱۲

دریغا آن سپہر جود و حشمت … بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید … بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت … کہ ناید کس نظیرش در بصیرت
بہ تنگ آمد ز بس زین دار فانی … نمودہ بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبہ آه صد آه … وداع این جہان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نہم بود … کہ رحلت آن سپہر جود بنمود
مرا استفسار این غم چون رسانند … شنیدم ماتم چون رسانند
چہ گویم الغرض شد حال دل من … چہ گویم الغرض شد غم حاصل من
درآن حالت بجود سر نشاندم … بچرخ ہفتمین نالہ رساندم
بغیر نالہ و آه و فغان ہیچ … نبودہ با من سرنا توان ہیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه … ز وقت شام تا وقت سحرگاه
ہزاران آہ کردم درآن شب … دریاد او از آہم لب بلب
از الجملہ شمردم چون دہ و صد آه … فزودم ہم برآن دو آه جانکاه
شمار این دو صد آه دو آہم … بود بر سال ترحیلش گواہم
دگر تاریخ فوت او بناگاه … عیان آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفتم جان برفت … سلیمانی نماندہ آصفے رفت
بطور تعمیہ تاریخ دیگر … بگو بخشش تمام وجود بے سر

خدایا جاے او خلد برین باد
طفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدولہ وزیر اعظم ہندوستان … کرد رحلت گشت حال اہل عالم بس تباه
سال تاریخ وفات آن امیر ذوالکرم … گفت ہاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان ہندی

ایک سہس آٹھ سے چون سنبت کا ہے مان ۱۸۵۴ … بارہ سو بارہ سنہ ہجری جانو سکل جہان ۱۲۱۲
کوار ماس بیا ہو اسدی جمعرات مدہیان … اٹھائیسین ربیع الاول آصف تجو پران

نواب آصف الدولہ کی ازواج و اولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون میں رہتی تھیں لاولد تھیں کبھی نواب سے موافقت نہیں ہوئی نواب گنج کے قریب پرآب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر میں تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپیے روز کا خاصہ (امراکا کہانا) مقرر تہا - نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد میں کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہو کر اپنی جاگیر کو چلی گئیں کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو فہمایش کو گئے مانا - خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آئینگے مگر یہ خیال خام تھا - ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئیں - وہیں کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد میں اونکی لاش لکھنو میں آئی - ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی موافق ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکھوائی تھی مرزائی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو سنا اب تک بحال ہے - نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تھا کہ فقط[1] دو بیٹے مہربان علی خان وغیرہ لطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی میں مر گئے - باقی اور بیٹے و بیٹیاں نواب کی اولاد لطفی تھے نہ نطفی - مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونوں فرزندوں کی ولادت کی تاریخیں اسطرح موزون کی ہیں

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد — برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش — گرامی گوہر درج سیادت

۸۹ ہجری ۱۱

دیگر

تہا اسی فکر و سوچ میں کہ مجھے — ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکے — کہہ کہ ہے مفخر مادر ایام

۹۳ ہجری ۱۱

---

[1] دیکھو تاریخ منشی ذکاء اللہ ۱۲

مفتاح التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتوں سے مطلق شوق نہ تھا۔ بلکہ اونمیں رجولیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا میں بالسوکے قریب خوبصورت عورتیں جمع تھیں اونمیں سے کتنی ایسی بھی تھیں کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت میں اپنی محلسرا میں داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتوں سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن میں ۳۴ لڑکے اور ۲۶ لڑکیاں تھیں سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو میں شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر تخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلوں میں بالکل استادوں کا انداز ہے جنکی انشاپردازی تکلفات اور صنایع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سرسبز پتوں میں اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر باز آنکھیں دی ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزاروں بناوٹ کے بناو سنگار قربان ہوا کرتے ہیں۔ وہ جیسے سیدھے سادے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحیں بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت تشبیہہ استعارہ۔ فارسی ترکیبیں انکے کلام میں بہت کم ہیں جنکے لئے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت میں زور اور فکر میں قوت غور ضرور ہے۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان میں بھی شعر کہتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ میں اچھی مہارت رکھتے تھے اونکی اردو اشعار یہ ہیں

شعر

یوں تو کا دل میں گر جب تجھے سو لگی رہے	آصف یہ شرط ہے کہ ادہر لو لگی رہے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے	پر تجھ کو چاہئے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی اور معزولی

نواب آصف الدولہ کے بطن سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزومند رہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بار ور نہوا عالم مایوسی میں ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی میں جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی اور شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سواے وزیر علی خانکے کسی نے نام او رنمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا - علم وہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجاز رقم کا شاگرد تھا - اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے اسپ تازی سنسنیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملک مکان بادلی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا —

وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خان کی مختاری داخل تھی [۱] آصف الدولہ کے بہائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے - اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے - اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹہیرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دار السلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے - غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا - اور انگریزون نے ذریردہ کی وجوہات پر خیال کرکے اوسکی جانشینی کو تسلیم کر لیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق ہونے کی نسبت مشہور ہین اونپر خیال نہین کیا - وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشایستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوتی تہین وہ چند روز کے عرصے مین بہم ہوئین نئے مصاحب پیدا ہوئے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن خیز پریرخسارون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے عیاشی شروع کی اور شراب وبھنگ نے رنگ جمایا - مرزا وارث علی خان جو لکھنو خان کو لال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا - اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا مشیر اور ہمدم بنا - اور اسیطرح اکثر کلاوت اور قوالون کو مراتب بخشے - اور امیران قدیم اور

---

[۱] دیکھو آب حیات ۱۲

اہلکاران لایق سے سُنہ چھپایا۔ اور اون بیچارون کے حق مین کلمات ناملایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ
نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین مقین اونپر نگاہ رغبت ڈالنا شروع کی۔ تحسین علی خان خواجہ سرا
جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشہ خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لباس بدلکر دنیا سے
ہاتھ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلا کر خلعت سے
سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑا دیا
محتشم خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت
کے لیے لے لے۔ تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہی اوس کے ساتھ
ادب سے پیش آنا چاہیے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کردے جب اوسنے
وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو تفضل حسین خان نائب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا۔ عقب سے
وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین
کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس دن سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کردینا چاہیے۔
ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور اب وزیر علی خانکی
شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا
آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت مین پیچ کرنے لگے۔ لکھنؤ مین
ایک عجیب تلاطم مچگیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت
کی لیاقت بالکل نہین رکھتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہے
وہ سب پر ظاہر ہے اور حقداران حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلیے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم
اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار و اغماض کرے وہ اپنے کردار کو
پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور خانہ بخانہ پھرا جملہ بیگمات اور خواجہ سراؤن اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے
بیٹون وغیرہ کی اوسپر مہرین ہوئین اور بازار کے مہاجنون اور چودہریون نے بھی اوسپر دستخط کیے۔ مگر عبد الرحمن خان
اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلو تہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسند وزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے
کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ مرزا وزیر خان باوجود اون بداطواریون کے
شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ اسکو ہی
ملک کو عزیز رکھتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑاے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس
او کے بہانہ چلین کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویون وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہین ہی - بلکہ ایک
فراش کا بچہ ہی - نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اور کسی نقاب سے نام کے پیچھے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ قوم کا رذیل
تھا اس نعمت عظمی کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا - ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین
ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون
مین عداوت بڑھ جاوے گی - اسلئے گورنر جنرل کے بر سر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنؤ کی طرف
سفر کیا جب لکھنؤ کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کج اندیش مشہور کرتے تھے کہ وزیر علی
کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنؤ جا کر خان علامہ کو مع
چند دوسرے آدمیون کے قید کرکے وزیر علی کے سپرد کرینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تھا راہ مین
اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایکدن ایک انگریز
راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا ناگون نے اوس کے پاس جا کر بیجا باتین اوسکو کہین اور
ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے - اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو - مگر اوس انگریز نے اور اوس کے
ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنؤ کو روانہ ہو کر وہان جا پہنچے[٥١] بڑی بیگم
یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بد افعالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی
گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین - الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے
نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ
اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا - جب بیگم کا جھگڑا
نواب سے ہوگیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی ظاہر مین
صلح کرادی گورنر جنرل جس وقت لکھنؤ مین پہنچے ہین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو
عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت رائے بھی اوسکی
مٹھی مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا
کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجئے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئے - گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم
کرکے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ اب افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار
لکھنؤ سے اوٹھ جائین - چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی - اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

٥١ دیکھو گورسہائے کی تاریخ ١٢

اور گورنر کی فوج اطراف و جوانب سے بلا کر بی بی پور کے قرب و جوار میں قایم کردی - تھوڑے ہی دن گورنر جنرل
کو رہتے ہوئے تھے کہ نواب کی جھجک نکلی اور وہان سازشیں شروع ہوئین - سر جان شور خود لکھتے ہین کہ مجھے اپنے
ہوش سے آجتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے مین وقت اور دشواری اوٹھانی
پڑی ہو - ۲ - دسمبر ۱۷۹۷ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس
گیا اور کئی روز تک اوس سے صلاح اور مشوری کرتا رہا - اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفہ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت شریر
اور عیاش ہے - بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو - آصف الدولہ کے
سامنے بیٹے جو مشہور ہین نطفہ ناتحقیق ہین - غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اور کمانڈر انچیف کے
سامنے ایک دفعہ بیان ہوئی - بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی
تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جائین تو اس عوضانہ
بہت کچھ نذر کیا جائیگا - وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت
اور سلیقے سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جاے
لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے گلچھرون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی
کا روپیہ کبھی ادا کریگا - مزاج اوس کا اکھڑ اور بیہودہ ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلیے
وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا - بلکہ اوس سے نفرت کرنے لگیگا - اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا -
وہ اوس کے جوے کے نیچے سے نکلنا چاہیگا - جب یہ باتین سر جان شور کے گوش گزار ہوئین تو اون کا دل بھی
وزیر علی کے نطفہ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا - اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ
وہ ایک ماما کا لڑکا ہے - تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد خواجہ سرا تھا اوس نے یہ افسانہ سنایا
کہ وزیر علی کی ماں ایک فراش کی جورو ہے وہ نواب کے ہان ماما تھی اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب
وزیر علی اوسکے ہان پیدا ہوا تو اوسے پانسو روپے کو نواب نے مول لیا تھا - نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ
عورتون کو مول لے لیتے تھے - اور انکی ہان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو متبنیٰ کیا کرتے تھے - اور اونکی پرورش
بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے - یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین - یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی
ماں ایک امیر کے گھر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے - اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو
روپے کو مول لیا تھا - اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا - دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری
کیا کرتا تھا - تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا - اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہ ہوئی
یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھجوایا

کہ مین ایسے ذلیل دیکھنے کے روبرو ہوکر اپنے خاندان کے نام و ناموس کو بٹا نہین لگاتی - نواب آصف الدولہ کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغر سنی مین مرچکے تھے اب کوئی بیٹا نہین تھا - گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا کہ کیا آصف الدولہ کو خیال یہ تھا کہ وزیر علی کی مان سے جو لڑکا پیدا ہوا ہے وہ میرے نطفے سے ہے اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونے کی بھی خبر نہین ہوئی - جب لڑکا پیدا ہوا ہے تو اوس کا پیدا ہونا معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو بیٹے نواب اودہ مان لیا تھا اور سواے سعادت علی خان کے اور سب امراے عالی تبار نے اوس کا اقرار کر لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو لازم ہے کہ وہ تخت سے معزول کیا جاے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغر سنی مین ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھوں مین لیجئے - مگر بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے مہتمم نے کبھی یہ پلٹے کہا ہے - مگر اوسکی تمام تحریرات اس معاملے مین پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی نظر حق رسا تھی - اور انصاف پر قائم [illegible] ہوئی سمجھ سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک عدالت کا فیصلہ اوس شہادت پر مستقیم کر دیا کہ جسے انگریزی قانون ملک انگلستان مین چند پونڈ کا فیصلہ نکرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان جانشین میر منشی مسٹر ... کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے موافق قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعًا اور عرفًا کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اوس سے محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کھانے اور پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لئے بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دل مین کوئی ملال نکرنا چاہئے کیونکہ جملہ اسباب حسب آپکو حاصل وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہو وہ عمل مین آئے گا پھر بیہوش ہوگیا - جب ہوش بجا ہوے تو رو دیا - اشرف علی خان سے بھنجکر کہا کہ اس رنڈی نے [illegible] خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ تمنے وہ کام کیا ہے کہ جو کو اوسنے آپکو بلاسے محفوظ کیا - شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز باتین اوسکے زخم پر کچھ مرہم کاری ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ بعد عزل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہوسکے جناب اپنے آپ کو [illegible] سے پہ سوار [illegible]

دریا سے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون اور وہ لشتے ہاتھی پر سوار کرکے ابراہیم دارونہ توپخانہ
کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرکے انگریزون سے لڑینگے - غرضکہ بڑہکر
کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غرق پانی کی تہ مین پہنچگیا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچا دی
اونہون نے وزیر علی خان کو پھر طلب کرکے کوٹھی مین بٹہا لیا - اور اوس کے خیمے کو واپسی کے لیے
نہ چھوڑا - انگریزی پہرہ والون نے اوسکو حراست مین لے لیا - جب یہ خبر مشہور ہوئی تو ابراہیم بیگ سے طور نے
کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس روز بد کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اوسکے ساتھ جان نثاری
کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین قصور نہ کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر
میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کا قول اونکے خاطر نشین ہوا - بقصد محاربہ کے
لئے کمر باندھی اور صف آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ سے چاہی - مگر اونہون نے
کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آزین علی خان اور اشرف علی خان گورنر
جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور راستے کشتی راہ لے وہ اشتہار جو نواب سعادت علیخان
کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت تمام علامہ کا لکھا ہوا تھا گورنر سے لیکر
جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار دربات معزولی وزیر علیخان

در ینولا باظہار ثقات و اقرار جمیع کنیز و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را
اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف
و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ حفاظت ناموس شجاع الدولہ
بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان تعلق یابد و مال و دولت و ناموس قبائل
نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد
ہمہ نوکران وفادار و ملازمان از قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد نابران ریاست برائے نواب
والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک و از روے حقیت ریاست بہتر از ہمہ اند
مقرر شدہ لہذا معلوم می آید کہ ہر کس کہ از ملازمان جناب عالی مرحوم با طاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح
خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار بطریقہ و درجہ خود مورد تفضل خداوند خود خواہد شد و ہر کہ
طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیر برطرف و از ملک جناب عالی

مرقوم اخراج خواہد گردید این چند سطر بنابر اطلاع نقلم آمدہ تا آیندہ مقام عذر عدم اطلاع برآن باقی نماند۔ تحریر سوم شعبان سنہ ہزار و دوصد و دوازدہ ہجری ۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دوسو بہلیان اور دوسو اونٹ اور رتھ اور ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب اور سامان شوکت اور نقد و جنس و جواہرات و شمینہ و طبل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ و ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچادین اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لئے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس مین مادہو داس کا باغ اوسکے قیام کے لئے تجویز ہوا چنانچہ یہ سب صورتین ظہور مین آئین ۔ مگر اس دارو گیر مین لاکھون روپیون کا مال لوگون کے تصرف مین آیا اور لاکھون روپیون کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف مین بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہوگئے نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھون روپیون کا مال ضایع ہوا ۔ اور لاکھون روپیون کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھون روپیو نکے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی کے تواضع ہوتے اون تحایف مین ایک شاہ نامہ اور ایک شاہجہان نامہ مطلا و مذہب تھے ۔ یہ کتابین اعلے درجہ کے خوشنویسون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین یہ دونون کتابین لندن کے کتب خانے مین رکھنے کو بھیجی گئین ۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان اب بھی لکھنؤ مین باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت مین دنگ ہوتی تھی شاہ اون کے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہرخانہ معمور تھا ۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ مین چار مہینے اور کئی روز رہی جشن سنت کی تیاری لاکھون روپیو نکے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس سنت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ رنگ دکھایا ۔ مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگون پر بہت گذرا اسقدر لوگون نے اوسکی معزولی کی تاریخین موزون کین تو اون مین اون آدمیو نکی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے بانی مبانی ہوتے ۔

تاریخ

از سر نام ہفت کور نمک	سال تاریخ شد عیان سے تا	الماس علیخان ۱۲۱۳ — ۱
اول آن قاتل حسن الماس ۱۲۱۳	سر کردہ ہمہ حرام نمک	تحسین علیخان ۱۲۰۰ — ۱۳
باز تحسین شد کہ باد نفرینش	از سماوات ہم زجن و ملک — ۱۲۱۳	

نشنه بیرداز لحد گشت سیر ۹۳	که شیاطین بپرسش او طفلک	۹۳ تفضل حسین خان ت ۴۰۰
آن خرد دشمن جسیم و سحیم ۹۵	جهل بسیار و دانش اندک	۹۵ حسن رضا خان ح ۸
تا نقص العقل زنکه نادان ۹۵	دست بردار شد از ان کودک	۹۵ بهو بیگم مادر ب ۲ آصف الدوله
راجه هم داخل لیتمان شد ۹۶	کرد پاس نمک ز خاطر حک	۹۶ ٹکیت راے ر ۲۰۰
دادن دختر او دغا کردن ۹۵	شرف خود شناخت آن مردک	۹۵ اشرف علیخان ا ۱
مهر کردند بهر عزل وزیر	خود سیه رو شد زیر فلک	۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بزبان بشیمان	دویم بر آنکه گشت دیوان	سوئم الماس نو شناس	لعنت بر وی زده پر اوان
بیگم خود و بزرگ مرده	دیگر مردک شرف علیخان	تحسین که بود هزار لعنت	از دست وطیره سب داستان
پیدا شده این یزید ثانی	یعنی مرزا حسن رضا خان	کردند اسیر خود را	از مکر و فریب کید شیطان
	تاریخ اسیر شقی بر آمد	لعنت بر همه نمک حرامان	

ایضاً در ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ	ٹکیت و تحسین اور تفضل اشرف سر دیوانہ
بیچا گیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ	سرکے حرف ان ساتون سے ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات حرفون سے کیا خانہ خراب	تین سے اور دو الف یک سے وبے

تین تے سے مراد علامہ تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا اور راجہ ٹکیت راے ہے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان خسر وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہو کر جا بجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ میں بحالت قید انتقال کرنا

سر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز
کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس میں جا کر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے
اور تلنگوں کی دو کمپنیاں اور پیادوں کی کئی غول تھے اور تمام جلوس کا موجود تھا - کمال عیش و عشرت میں بسر ہوتی تھی
اکثر غلاموں بچوں اور اپنے رفیقوں کی شادیوں میں لاکھوں روپے صرف کئے عوام الناس میں اسکی سخاوت
کی وجہ سے بڑی شہرت پائی - گو سر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہیں
مگر اس کے خلاف جہاں جہاں اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہاں کی رعایا اور اہل حیثیت کو تاسف ہوا اور بعض
نے خطوط افسوس آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئیں ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی [illegible]
سے لکھنو کی مخلوق اون لوگوں کی ہجو کرتی تھی جنھوں نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل
حسین خان کے حق میں وہ نئے نئے بنے اور گالیاں موزوں ہوئیں کہ زبان قلم پر ان کا آنا باعث حجاب
ہے اور وزیر علیخان ثنا خوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبوں نے اوس ناسمجھ کے ذہن میں
یہ جمانا شروع کیا کہ حضور کے رشتہ سردار اور امیر نزدیک و دور کے میں آپکی معزولی پر رات دن روتے
ہیں اب وزیر علی کے رفیقوں نے کا ... گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف کے اور اطراف و نواح
کے زمینداروں اور معتبر آدمیوں کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت زمیندار ایسے تھے
کہ وہ وزیر علی کے زر و اہر کی تاک میں لگے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آ کر نوکر
ہو گئے بعض زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے ناخوش تھے وہ بھی
اوسکے پاس آ پہنچے بالا بالا ایک ایلچی کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجا معلوم
نہیں اون دو چار بیوقوف مقلدوں نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑھنے کے لئے روٹیوں پر بسر کرتے
رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا - غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب
سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہاں سے فتنہ پردازی
برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہو جاویں - خوشامدی مصاحبوں نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ
ایسے شاہزادے ہیں کہ جسکو چاہئے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہیں کر سکتا - اور آپ یہ

کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپا کی - اس راز نہان کا
کسطرح پردہ کہل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی فاسد نیت سے آگاہ ہو گیا اور
یہ خبریں گورنر جنرل تک پہنچیں - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
کہ وہ بنارس سے کلکتہ بھیجا جاوے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجھا اور
چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکھا کہ وہ وزیر علی کو سمجھاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار میں سکونت
اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیلی اسکی حالت میں
نہوگا - چیری صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اوہنوں نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا -
جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہو گیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبوں نے سمجھایا
کہ آپ کلکتے تشریف لے نہیں گئے کہ قید میں گئے - حکم منسوخ کرنے کے واسطے اوس نے بہت ہاتھ پیر مارے
جب کچھ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ٹال مٹول کرکے سپاہ کی بھرتی شروع
کی بندوقیں لیں اور تلوار ہتیار ہر طرح کے بعض راجہ بھی اس بات پر مستعد ہوئے اور ایکدن اور
ایک جلسہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزوں کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع میں
ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی رکھے جوہر شمشیر دکھاے اور فوج انگریزی کو شکست فاش دیوے - لیکن
دنیا کا کارخانہ مشیت الہی سے وابستہ ہے وہ دن جو مدت کا قرار پایا تہا اوس سے پیشتر یہان ایک نیا رنگ
فلک نیرنگ ساز نے جمایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ع کو صبح کے وقت وزیر علیخان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
بنارس سے تین میل تھی گیا حسب دستور موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چا پی گئی - پھر اوس حکم کی شکایت کا
دفتر کہولا - باتین کرتا جاتا تہا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تہا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تہا - جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اس بدمزاج کی ملامت سے فرمایا آپ مجھپر کیون عتاب
فرماتے ہیں یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجھے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکر یہ ظالم اوٹھ کھڑا ہوا اور ایک تلوار لگائی - یہ
دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارے پر لگے ہوے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قصائیوں نے
اوس کا قیمہ کر دیا کپتان کنوی صاحب اور گریہم اونکی مدد میں تھے اونکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو
پچاس آدمی تھے اوہنوں نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال واسباب لوٹ لیا اور جو دو
انگریز ملے اونکو اونکی کوٹھی پر جا کر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب
کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کر لیا - اور برچھا ہاتھ میں لے لیا کئی دفعہ بدمعاشوں نے
حملہ کیا - مگر اونہوں نے اپنا کام کیا اور بدمعاشوں کو ناکام رکھا اسکے بعد سرکش کوٹھی کو لوٹ لاٹ کر چلتے ہوے

اس مقابلے میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پر جا کر
لوگوں کو اشرفیاں اور روپیہ تقسیم کیا اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کیے اور مرزا جوان بخت کی بیگم کے پاس
جا کر توپ طلب کی مگر اس نے توپ نہ دی یہاں سے لوٹ کر مرزا جہاں شیر جوان بخت کے پاس گیا اور اس کی
شرکت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار محض تھے سلاح جنگی تن پر آراستہ کی اور ہاتھی پر سوار ہوتے اور وزیر علی
نے تھوڑی ہی میں جگہ پائی دو تین ہزار آدمی قدیم و جدید اس کے پاس دو چار گھڑی میں جمع ہو گئے کہ دفعۃً انگریزی فوج
اور تلنگے اور توپیں آگئیں اور اس فوج نے قریب شہر کے پہنچ کر صف آرائی کی پہلے فوجی افسر نے چاہا
کہ وزیر علی ہاتھ سے پا آن جائے ہمراہیوں کے ساتھ کوئی بڑی ٹکر نہ لگے تقدیر اور زنگ پر تھی
مقابلے کو تیار پایا انگریزی افسر نے چاہا کہ توپ سے اڑا دیں مر گئے کہ اس کی آواز سے شہر کے تمام لوگ
اور فوج جب ... سے راہ فرار لی فوراً وزیر علی خان چند آدمیوں کے ساتھ بہالی کا راستہ ... رہ گیا وزیر علی خان
نے بہت چاہا کہ ہاتھی سے اتر کر ہاتھ تلوار پر ڈالے مگر لوگوں نے سمجھایا کہ یہ وقت ... ہے
وزیر علی خان نے میدان سے پیچھا کر ... جواہر اور اشرفیاں ... تھیں کمر میں باندھیں اور کچھ
جواہر ... کمر میں بند ... دو سو سوار ہمراہ لیا شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشوں
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع میں گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن میں سے بعضوں کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضوں نے مال ... بچ
... کیا اور بعضوں نے اس کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خان کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط شاہ ... انگریزی کی تحریک کے لیے ... اور منجملہ شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور ایک ناصر الدولہ کا ... جو بیگم جعفر علی قلی خان والد ... کی
کے بطن سے میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور جو لکھنؤ میں اپنے
باپ کی جگہ ریاست پادشاہی پر قابض تھا۔ جو عماد الملک کا قاتل تھا ... نے دی تھی
اور اودھ میں پا ان موضع شامل تھے ... دلی کے نام سے مشہور ہوئی اور کابلی سے مشرق ...
پارہ میں کے قاصد یہ جمنا کے نزدیک واقع ہے۔ ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تھا
آخر کار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیوں کا اخراج ہوا اور بہتوں کو پھانسی دی گئی اور بہتوں نے خلاصی
پائی اور اکثر دائم الحبس ہوئے اور تشہیر کئے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی جس وقت وزیر علی خان نے دریا سے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس ہی ... ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو رستے پور میں رہتا تھا پہنچا۔ مگر یہاں پناہ نہ پائی۔ بیقرار ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگا

بھرایچ کی طرف چلا گیا اور گھاگرہ کو عبور کرکے راجہ بھوٹوال کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے
راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے
تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کرلیں اور پکڑ لائیں - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے
اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی اودھر نواب سعادت علیخان نے راجہ بھوٹوال کو اپنی طرف سے
کرلیا[۱] تو راجہ بھوٹوال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا -
اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تھا - وہ گورکھپور مین آیا - یہان سرکار کمپنی
کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے زری کی وجہ سے
ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوتی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر
وہ بھاگ کر ناکٹ ہتہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور کھانا پکوانے کرتے کوچ
کرکے بجنور کی راہ گنگا کو عبور کرکے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر نجیب آباد مین داخل ہوا -
اور وہان سلیم شاہ چشتی کی زیارت کرکے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر
کنارہ کرتے تھے - کالے علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تھا اور باول خان نے ساتھ دیا اور
جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اونکے
پیچھے پیچھے لگی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور کمال دلاوری کے ساتھ
ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر میوات مین پہنچا - مگر میواتیون سے بھی کچھ بن نہ آئی وہان سے
جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - دستار بدلی
اور راجہ کی ماں نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس ریزیڈنٹ مہاراجہ سیندھیا نے
راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالے کردو تو ہم تمکو بہت روپئے دین گے - راجپوتون کا
کہ جو شخص اونکی پناہ مین آئے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے -
مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دھرم کرم اپنی جگہ رہ گئے تھے راجہ نے دیکھا کہ عزو پناہی مین
زر و جواہر ہاتھ لگتے ہین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگ جاے گا -
سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ ۱۲۱۴ھ مین اوسکو اس شرط کے ساتھ
حوالے کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اوسکے پاؤن بیڑیان ڈالین - مہمان کی مہمانداری کا

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کردیا کہ اوسکی جان بچا دی - انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف
قفل لگوا دیے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا - ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکہا ہے
کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا چھین لینا وزیر علی کا پناہ جیپور سے تہا
جس سے ایک داغ بدنامی کا ہمارے نام کو لگا - جب کوئی مجرم یا بدنصیب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون
کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفساخ جسنے جبراً جیپور سے کرایا گو وہ اوس زمانے مین
ہمارا مطیع نتہا یہ کوئی عذر بیجا نہین ہوسکتا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلت قتل تہا ہم کچہ استحقاق
اوسکے طلب کرنے کا نہین رکہتے تھے - وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید رہا مگر
پلنگ اوسکو ملتا تہا - ساتہیون مین سے بعض کو بنارس مین پہانسی ملی بعض قید ہوکر جلاوطن ہوے
وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تہا - آخرکار بیمار ہوگیا - یونانی حکیمون
اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قید خانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق
شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے
تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیکار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو سانکی باغان مین
ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہی اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ ۔ چو سوے خلد برین رفت زین سرا غرور
ز دہر غوطہ بدریاے فکر تا آرم ۔ ہست گوہر تاریخ آن مغفور
بگوش آمدہ ناگہ بشور و شیون سخت ۔ نواے واہ دریغا زجن و انس و طیور

وزیر علیخان گو طفل مزاج تہا تاہم شجاعت و ہمت مین جوان بینظیر تہا بہاگتے وقت اکثر جگہ ہزارہا
سوارونکے غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا - اور جسوقت دریاے گہاگرہ پر
پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی - مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات سے
سانڈنی گھوڑی کا منہ کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوتر آ پہاڑ اور جنگلون مین اکیلا اوترا اور پھر دستیاب
نہین آیا - ایک دن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تہا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا
اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو
اونگلیون کے زور سے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت
دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے - اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تہا اوسنے
یہ حال دیکہکر کہا کہ باقی دانے مجھے دیدیے جائین - مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپیہ کے تہے

و سے ڈالے ۔

وزیر علی خان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر ابراہیم علی خان کے بیٹے مرزا اچھو را کے ساتھ نکاح کرلیا اور اوس عورت کے لئے چھ سو روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا ۔ مرزا اچھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندان پر مقرر ہوئی ۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے ۔ اور اوس عورت کا زیور جو ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا اچھورا کے تصرف مین آیا ۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا ۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا ۔

جون سبزہ روندہی گئی ہی پیرون تلے ہم ... اس گردش افلاک سے پہولے نہ پہلے ہم

رہتے ہین شب و روز اسی فکر سے یارب ... غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کہلے ہم

ارمان بہت رکھتے تھے ہو دیکھے چمن مین ... بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سایہ کے تلے ہم

جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہے نظر خار ... گلشن کے چلے جاتے ہین کانٹون سے ملے ہم

بہرہ نہ ملے تھے کسی مالی کے لگاتے ... نرگس کے تہ پا ہمین تھے آصف کے بسے ہم

افسوس کہ اس دل کا کنول کہلنے نہ پایا ... کوئی دن کو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم

اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوئے ہین ... فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم

دکہو اپنا عبث سینہ پہ ہوتے ہین آ کے ... بے بس جو جہان آگر سکے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین ہوا کسکو ملا ہے
رہتے ہین وزیری یہی دن رات بلے ہم

تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب تاریخ اودھ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب ہیڈ مولوی فارسی مہارانا ہائی اسکول اودیپور بماہ ستمبر سنہ سلسلہ مطبع مطلع العلوم مراد آباد مین باہتمام منشی الیس اے علیصاحب مالک مطبع کے چھپی